❀❀❀ توجہ فرمائیں! ❀❀❀

کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب............

- عام قاری کے مطالعے کے لیے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد اَپ لوڈ (UPLOAD) کی جاتی ہیں۔
- متعلقہ ناشرین کی اجازت کے ساتھ پیش کی گئی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کی خاطر ڈاؤن لوڈ، پرنٹ، فوٹو کاپی اور الیکٹرانک ذرائع سے محض مندرجات کی نشرواشاعت کی مکمل اجازت ہے۔

❀❀❀ تنبیہ ❀❀❀

- کسی بھی کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔
- ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی وشرعی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر
تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

نشرواشاعت، کتب کی خرید وفروخت اور کتب کے استعمال سے متعلقہ کسی بھی قسم کی معلومات کے لیے رابطہ فرمائیں

احکام و مسائل سیریز

2

کتاب التوحید والشرک

وجودِ باری تعالیٰ کا اثبات، کلمہ کا مفہوم، شروط اور تقاضے، اثبات عقیدہ توحید، مذمت و ردِ شرک اور متفرق مسائل

توحید و شرک کے احکام و مسائل

تالیف و تخریج:
حافظ عمران ایوب لاہوری حفظہ اللہ
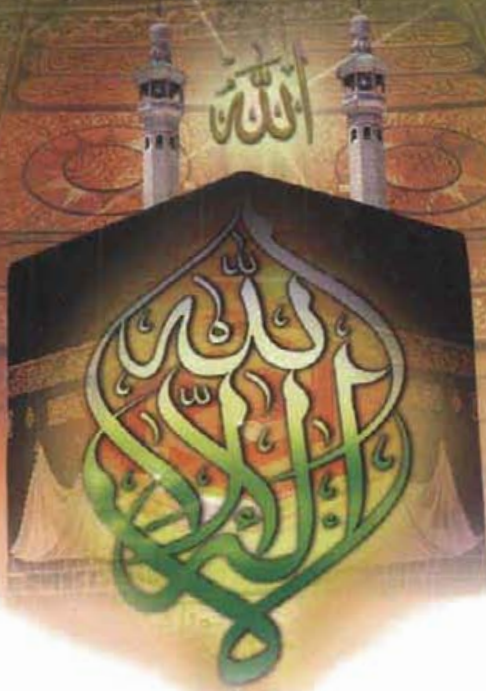
از تحقیق و افادات:
علامہ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ

فقہ الحدیث پبلیکیشنز

تفہیم کتاب و سنت کا تحقیقی و طباعتی ادارہ

تاریخ اشاعت ———— دسمبر 2009ء

مطبوعہ ———— آصف یلیین پرنٹرز لاہور

ناشر

لاہور - پاکستان

***Phone*: 0300-4206199**
E-mail: fiqhulhadith@yahoo.com
website: www.fiqhulhadith.com

ملنے کا پتہ

حق سٹریٹ اردو بازار لاہور

***Phone*: 042-7321865**
E-mail: nomania2000@hotmail.com
website: www.nomanibooks.com

پیش لفظ

عقیدۂ توحید ہی نجات کی شاہ کلید ہے۔ روزِ قیامت اگر اللہ چاہے گا تو ہر گناہ معاف فرما دے گا لیکن شرک کو ہرگز معاف نہیں کرے گا۔ یہی باعث ہے کہ تمام انبیاء کرام علیہم السلام عقیدۂ توحید کی دعوت لے کر مبعوث ہوئے۔ خاتم النبیین محمد ﷺ نے بھی ساری زندگی توحید کا پرچار کیا اور لوگوں کو بتایا کہ اسلام کا اولین رکن اور اولین دعوت توحید ہی ہے۔ توحید کے منکر کے خلاف دنیا میں جنگ کی جائے گی اور آخرت میں وہ ابدی جہنمی ٹھہرے گا۔ توحید ہی وہ عقیدہ ہے جس کے لیے بلال حبشی رضی اللہ عنہ نے تپتی ریت پر لیٹنا گوارا کر لیا، سُمیہ رضی اللہ عنہا نے شہادت کا جام پی لیا، مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ نے اپنا گھر اور پر آسائش زندگی چھوڑ دی۔ توحید کی خاطر ہی اسلام اور کفر کے باہم مسلح تصادم ہوئے، غزوات لڑے گئے، خون بہایا گیا، ہجرت کی گئی، مال و جان اور اعزاء و اقرباء کی قربانیاں پیش کی گئیں۔

اُمتِ اسلامیہ کو شرک سے بچانے کے لیے نبی ﷺ نے نہ صرف شرک کی مذمت بیان کی بلکہ ان اسباب و ذرائع کا بھی انسداد فرمایا جو کسی بھی طرح سے شرک کا ذریعہ بن سکتے تھے۔ توحید کی اس قدر اہمیت اور شرک کی مذمت و روک تھام کے باوجود آج ہم دیکھتے ہیں کہ امت کی اکثریت شرک میں مبتلا ہے۔ ایک اللہ کو چھوڑ کر مصائب و مشکلات میں یا رسول اللہ مدد، یا علی مدد، یا غوث اعظم، امداد کن یا شیخ عبد القادر کے نعرے وردِ زبان ہیں۔ اصحاب القبور اور فوت شدگان کو مدد کے لیے پکارا جا رہا ہے۔ غیر اللہ کے نام پر جانور ذبح کئے جا رہے ہیں، نیازیں دی جا رہی ہیں۔ نجومیوں اور کاہنوں سے قسمت کا حال دریافت کیا جا رہا ہے۔ اولیاء کرام کو سفارشی سمجھ کر ان کا وسیلہ پکڑا جا رہا ہے۔ مزاروں پر عرسوں اور میلوں کا انعقاد اور وہاں چراغاں کرنا، کھانا تقسیم کرنا، عبادت کرنا، دعائیں کرنا اور سرکاری سطح پر ان کاموں کی پذیرائی، سب اسباب و ذرائع شرک ہیں۔

ہمارے علم کے مطابق شرک کی درج بالا اور دیگر مروجہ صورتوں کا بنیادی سبب دین سے جہالت ہے۔یعنی دنیا کا تو بہت علم ہے۔فزکس، کیمسٹری، بائیولوجی، انگلش، ریاضی، میڈیکل سائنس، انجینئرنگ اور دیگر دنیوی علوم وفنون میں تو مہارت ہے مگر دینیات، عقائد وایمانیات اور توحید وشرک کا علم ہی نہیں کہ جس پر نجات کا انحصار ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بت شکن نہیں بلکہ تہذیبِ حاضر کے نئے نئے صنم تراشنے والے لوگ سامنے آرہے ہیں۔

اگر چہ جدید تعلیم دورِ حاضر کی ایک اہم ضرورت ہے لیکن عصری تعلیم کے ساتھ ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ دین کی بنیادی تعلیمات جیسے توحید وشرک کی معرفت، اقسام، احکام اور دیگر تفصیلات سے بھی مکمل آگاہی حاصل کی جائے تا کہ انسان اللہ کا سچا موحد بندہ بن کر روزِ قیامت فلاح پا سکے۔پیش نظر کتاب میں توحید وشرک کی انہی اہم معلومات کو یکجا کیا گیا ہے اور اسی بنیادی ضرورت کے تحت اسے شائع کیا جا رہا ہے۔

دعا ہے کہ اللہ اس ادنیٰ کاوش کو قبول فرمائے اور اسے اہل اسلام کے لیے ذریعہ ہدایت بنائے۔(آمین!)

"وماتوفیقی إلاباللہ علیہ توکلت وإلیہ انیب"

کتبہ

حافظ عمران ایوب لاہوری

بتاریخ: نومبر 2009ء, بمطابق: ذوالحجہ 1430ھ

فون: 0300-4206199

ای میل: hfzimran_ayub@yahoo.com

ویب سائٹ: www.fiqhulhadith.com

فہرست

عنوانات	صفحہ نمبر

مقدمہ

باب 1 توحید کی پہچان کا بیان

باب 2 توحید کی فضیلت کا بیان

باب 3 توحید کی اہمیت کا بیان

باب 4 توحید کی اقسام کا بیان

باب 5 شرک کی پہچان کا بیان

باب 6 شرک کی مذمت کا بیان

باب 7 شرک سے بچنے کا بیان

باب 8 شرک کی اقسام کا بیان

باب 9 ذرائع شرک کی روک تھام کا بیان

باب 10 متفرق مسائل کا بیان

چند ضروری اصطلاحات بترتیب حروف تہجی

(1)	اجتہاد	شرعی احکام کے علم کی تلاش میں ایک مجتہد کا استنباطِ احکام کے طریقے سے اپنی بھرپور ذہنی کوشش کرنا اجتہاد کہلاتا ہے۔
(2)	اجماع	اجماع سے مراد نبی ﷺ کی وفات کے بعد کسی خاص دور میں (امت مسلمہ کے) تمام مجتہدین کا کسی دلیل کے ساتھ کسی شرعی حکم پر متفق ہو جانا ہے۔
(3)	استحسان	قرآن، سنت یا اجماع کی کسی قوی دلیل کی وجہ سے قیاس کو چھوڑ دینا۔ اس کے علاوہ بھی اس کی مختلف تعریفیں کی گئی ہیں۔
(4)	استصحاب	شرعی دلیل نہ ملنے پر مجتہد کا اصل کو پکڑ لینا استصحاب کہلاتا ہے۔ واضح رہے کہ تمام نفع بخش اشیاء میں اصل اباحت ہے اور تمام ضرر رساں اشیاء میں اصل حرمت ہے۔
(5)	اصل	اصول کا واحد ہے اور اس کے پانچ معانی ہیں۔ (1) دلیل (2) قاعدہ (3) بنیاد (4) راجح بات (5) حالت مستصحبہ۔
(6)	امام	کسی بھی فن کا معروف عالم جیسے فن حدیث میں امام بخاری اور فن فقہ میں امام ابوحنیفہ۔
(7)	آحاد	خبر واحد کی جمع ہے۔ اس سے مراد ایسی حدیث ہے جس کے راویوں کی تعداد متواتر حدیث کے راویوں سے کم ہو۔
(8)	آثار	ایسے اقوال اور افعال جو صحابہ کرام اور تابعین کی طرف منقول ہوں۔
(9)	اطراف	وہ کتاب جس میں ہر حدیث کا ایسا حصہ لکھا گیا ہو جو باقی حدیث پر دلالت کرتا ہو مثلاً تحفۃ الأشراف از امام مزی وغیرہ۔
(10)	اجزاء	اجزاء جزء کی جمع ہے۔ اور جزء اس چھوٹی کتاب کو کہتے ہیں جس میں ایک خاص موضوع سے متعلق بالاستیعاب احادیث جمع کرنے کی کوشش کی گئی ہو مثلاً جزء رفع الیدین از امام بخاری وغیرہ۔
(11)	اربعین	حدیث کی وہ کتاب جس میں کسی بھی موضوع سے متعلقہ چالیس احادیث ہوں۔
(12)	باب	کتاب کا وہ حصہ جس میں ایک ہی نوع سے متعلقہ مسائل بیان کیے گئے ہوں۔
(13)	تعارض	ایک ہی مسئلہ میں دو مخالف احادیث کا جمع ہو جانا تعارض کہلاتا ہے۔
(14)	ترجیح	باہم مخالف دلائل میں سے کسی ایک کو عمل کے لیے زیادہ مناسب قرار دے دینا ترجیح کہلاتا ہے۔
(15)	جائز	ایسا شرعی حکم جس کے کرنے اور چھوڑنے میں اختیار ہو۔ مباح اور حلال بھی اسی کو کہتے ہیں۔
(16)	جامع	حدیث کی وہ کتاب جس میں مکمل اسلامی معلومات مثلاً عقائد، عبادات، معاملات، تفسیر، سیرت، مناقب، فتن اور روز محشر کے احوال وغیرہ سب جمع کر دیا گیا ہو۔
(17)	حدیث	ایسا قول، فعل اور تقریر جس کی نسبت رسول اللہ ﷺ کی طرف کی گئی ہو۔ سنت کی بھی یہی تعریف ہے۔ یاد رہے کہ تقریر سے مراد آپ ﷺ کی طرف سے کسی کام کی اجازت ہے۔
(18)	حسن	جس حدیث کے راوی حافظے کے اعتبار سے صحیح حدیث کے راویوں سے کم درجے کے ہوں۔
(19)	حرام	شارع علیہ السلام نے جس کام سے لازمی طور پر بچنے کا حکم دیا ہو نیز اس کے کرنے میں گناہ ہو جبکہ اس سے اجتناب میں ثواب ہو۔
(20)	خبر	خبر کے متعلق تین اقوال ہیں۔ (1) خبر حدیث کا ہی دوسرا نام ہے۔ (2) حدیث وہ ہے جو نبی ﷺ سے منقول ہو اور خبر وہ ہے جو کسی اور سے منقول ہو۔ (3) خبر حدیث سے عام ہے یعنی اس روایت کو بھی کہتے ہیں جو نبی ﷺ سے منقول ہو اور اس کو بھی کہتے ہیں جو کسی اور سے منقول ہو۔

(21)	راجح	ایسی رائے جو دیگر آراء کے بالمقابل زیادہ صحیح اور اقرب الی الحق ہو۔
(22)	سنن	حدیث کی وہ کتب جن میں صرف احکام کی احادیث جمع کی گئی ہوں مثلاً سنن نسائی' سنن ابن ماجہ اور سنن ابی داود وغیرہ۔
(23)	سد الذرائع	ان مباح کاموں سے روک دینا کہ جن کے ذریعے ایسی ممنوع چیز کے ارتکاب کا واضح اندیشہ ہو جو فساد و خرابی پر مشتمل ہو۔
(24)	شریعت	قرآن و سنت کی صورت میں اللہ تعالیٰ کے مقرر کیے ہوئے احکامات۔
(25)	شارع	شریعت بنانے والا یعنی اللہ تعالیٰ اور مجازی طور پر اللہ کے رسول ﷺ پر بھی اس کا اطلاق کیا جاتا ہے۔
(26)	شاذ	ضعیف حدیث کی وہ قسم جس میں ایک ثقہ راوی نے اپنے سے زیادہ ثقہ راوی کی مخالفت کی ہو۔
(27)	صحیح	جس حدیث کی سند متصل ہو اور اس کے تمام راوی ثقہ' دیانت دار اور قوت حافظہ کے مالک ہوں۔ نیز اس حدیث میں شذوذ اور کوئی خفیہ خرابی بھی نہ ہو۔
(28)	صحیحین	صحیح احادیث کی دو کتابیں یعنی صحیح بخاری اور صحیح مسلم۔
(29)	صحاح ستہ	معروف حدیث کی چھ کتب یعنی بخاری' مسلم' ابوداود' ترمذی' نسائی اور ابن ماجہ۔
(30)	ضعیف	ایسی حدیث جس میں نہ تو صحیح حدیث کی صفات پائی جائیں اور نہ ہی حسن حدیث کی۔
(31)	عرف	عرف سے مراد ایسا قول یا فعل ہے جس سے معاشرہ مانوس ہو' اس کا عادی ہو' یا اس کا ان میں رواج ہو۔
(32)	علت	علم فقہ میں علت سے مراد وہ چیز ہے جسے شارع علیہ السلام نے کسی حکم کے وجود اور عدم میں علامت مقرر کیا ہو جیسے نشہ حرمت شراب کی علت ہے۔
(33)	علت	علم حدیث میں علت سے مراد ایسا خفیہ سبب ہے جو حدیث کی صحت کو نقصان پہنچاتا ہو اور اسے صرف فن حدیث کے ماہر علماء ہی سمجھتے ہوں۔
(34)	فقہ	ایسا علم جس میں اُن شرعی احکام سے بحث ہوتی ہو جن کا تعلق عمل سے ہے اور جن کو تفصیلی دلائل سے حاصل کیا جاتا ہے۔
(35)	فقیہ	علم فقہ جاننے والا بہت سمجھ دار شخص۔
(36)	فصل	باب کا ایسا جزء جس میں ایک خاص موضوع سے متعلقہ مسائل مذکور ہوں۔
(37)	فرض	شارع علیہ السلام نے جس کام کو لازمی طور پر کرنے کا حکم دیا ہو نیز اسے کرنے پر ثواب اور نہ کرنے پر گناہ ہو مثلاً نماز' روزہ وغیرہ۔
(38)	قیاس	قیاس یہ ہے کہ فرع (ایسا مسئلہ جس کے متعلق کتاب و سنت میں حکم موجود نہ ہو) کو حکم میں اصل (ایسا حکم جو کتاب و سنت میں موجود ہو) کے ساتھ اس وجہ سے ملا لینا کہ ان دونوں کے درمیان علت مشترک ہے۔
(39)	کتاب	کتاب مستقل حیثیت کے حامل مسائل کے مجموعے کو کہتے ہیں' خواہ وہ کئی انواع پر مشتمل ہو یا نہ ہو مثلاً کتاب الطہارۃ وغیرہ۔
(40)	مستحب	ایسا کام جسے کرنے میں ثواب ہو جبکہ اسے چھوڑنے میں گناہ نہ ہو مثلاً مسواک وغیرہ۔ یاد رہے کہ علم فقہ میں مندوب ، نفل اور سنت اسی کو کہتے ہیں۔
(41)	مکروہ	جس کام کو نہ کرنا اسے کرنے سے بہتر ہو اور اس سے بچنے پر ثواب ہو جبکہ اسے کرنے پر گناہ نہ ہو مثلاً کثرت سوال وغیرہ۔
(42)	مجتہد	جس شخص میں اجتہاد کا ملکہ موجود ہو یعنی اس میں فقہی مآخذ سے شریعت کے عملی احکام مستنبط کرنے کی پوری قدرت موجود ہو۔

(43)	مصالح مرسلہ	یہ ایسی مصلحت ہے کہ جس کے متعلق شارع علیہ السلام سے کوئی ایسی دلیل نہ ملتی ہو جو اس کے معتبر ہونے یا اسے لغو کرنے پر دلالت کرتی ہو۔
(44)	موقف	کسی مسئلہ میں کسی عالم کی ذاتی رائے جسے اس نے دلائل کے ذریعے اختیار کیا ہو۔
(45)	مسلک	اس کی بھی وہی تعریف ہے جو موقف کی ہے لیکن یہ لفظ مختلف مکاتب فکر کی نمائندگی کے لیے معروف ہو چکا ہے مثلاً حنفی مسلک وغیرہ۔
(46)	مذہب	لغوی طور پر اس کی بھی وہی تعریف ہے جو مسلک کی ہے لیکن عوام میں یہ لفظ دین (جیسے مذہب عیسائیت وغیرہ) اور فرقہ (جیسے حنفی مذہب وغیرہ) کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے۔
(47)	مراجع	وہ کتابیں جن سے کسی کتاب کی تیاری میں استفادہ کیا گیا ہو۔
(48)	متواتر	وہ حدیث جسے بیان کرنے والے راویوں کی تعداد اس قدر زیادہ ہو کہ ان سب کا جھوٹ پر جمع ہو جانا عقلاً محال ہو۔
(49)	مرفوع	جس حدیث کو نبی ﷺ کی طرف منسوب کیا گیا ہو خواہ اس کی سند متصل ہو یا نہ۔
(51)	موقوف	جس حدیث کو صحابی کی طرف منسوب کیا گیا ہو خواہ اس کی سند متصل ہو یا نہ۔
(52)	مقطوع	جس حدیث کو تابعی یا اس سے کم درجے کے کسی شخص کی طرف منسوب کیا گیا ہو خواہ اس کی سند متصل ہو یا نہ۔
(53)	موضوع	ضعیف حدیث کی وہ قسم جس میں کسی من گھڑت خبر کو رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب کیا گیا ہو۔
(54)	مرسل	ضعیف حدیث کی وہ قسم جس میں کوئی تابعی صحابی کے واسطے کے بغیر رسول اللہ ﷺ سے روایت کرے۔
(55)	معلق	ضعیف حدیث کی وہ قسم جس میں ابتدائے سند سے ایک یا سارے راوی ساقط ہوں۔
(56)	معضل	ضعیف حدیث کی وہ قسم جس کی سند کے درمیان سے اکٹھے دو یا دو سے زیادہ راوی ساقط ہوں۔
(57)	منقطع	ضعیف حدیث کی وہ قسم جس کی سند کسی بھی وجہ سے منقطع ہو یعنی متصل نہ ہو۔
(58)	متروک	ضعیف حدیث کی وہ قسم جس کے کسی راوی پر جھوٹ کی تہمت ہو۔
(59)	منکر	ضعیف حدیث کی وہ قسم جس کا کوئی راوی فاسق، بدعتی، بہت زیادہ غلطیاں کرنے والا یا بہت زیادہ غفلت برتنے والا ہو۔
(60)	مسند	حدیث کی وہ کتاب جس میں ہر صحابی کی احادیث کو الگ الگ جمع کیا گیا ہو مثلاً مسند شافعی وغیرہ۔
(61)	مستدرک	ایسی کتاب جس میں کسی محدث کی شرائط کے مطابق ان احادیث کو جمع کیا گیا ہو جنہیں اس محدث نے اپنی کتاب میں نقل نہیں کیا مثلاً مستدرک حاکم وغیرہ۔
(62)	مستخرج	ایسی کتاب جس میں مصنف نے کسی دوسری کتاب کی احادیث کو اپنی سند سے روایت کیا ہو مثلاً مستخرج ابو نعیم الاصبہانی وغیرہ۔
(63)	معجم	ایسی کتاب جس میں مصنف نے اپنے اساتذہ کے ناموں کی ترتیب سے احادیث جمع کی ہوں مثلاً معجم کبیر از طبرانی وغیرہ۔
(64)	نسخ	بعد میں نازل ہونے والی دلیل کے ذریعے پہلے نازل شدہ حکم کو ختم کر دینا نسخ کہلاتا ہے۔
(65)	واجب	واجب کی تعریف وہی ہے جو فرض کی ہے جمہور فقہا کے نزدیک ان دونوں میں کوئی فرق نہیں۔ البتہ حنفی فقہا اس میں کچھ فرق کرتے ہیں۔

مقدمہ

وجود باری تعالیٰ کا اثبات

دلائل وشواہد سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ کائنات کی کوئی بھی چیز از خود وجود میں نہیں آئی اور نہ ہی کائنات کا نظام خود بخود چل رہا ہے بلکہ لامحالہ کوئی ایسی ذات موجود ہے جس نے پہلے دنیا کو تخلیق کیا اور پھر نہایت منظم انداز میں اس کا نظام چلا رہی ہے اور وہ صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے، جو اپنی ذات، صفات اور افعال میں یکتا ہے، اس کی مثل کوئی نہیں اور ہر قسم کی عبادت کا مستحق بھی وہی ہے۔

وجودِ باری تعالیٰ کے دلائل چار طرح کے ہیں:

(1) فطری (2) شرعی (3) عقلی (4) حسّی

فطری دلائل

فطری دلیل یہ ہے کہ ہر چیز میں فطری طور پر اپنے فاطر یعنی خالق و مالک کی محبت موجود ہے کیونکہ ہر پیدا ہونے والی چیز اپنے خالق پر ایمان اور دینِ اسلام پر ہی پیدا ہوتی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ﴿فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِي فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا ۚ لَا تَبْدِيلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ﴾ [الروم : ۳۰] ''اللہ تعالیٰ کی وہ فطرت جس پر اس نے لوگوں کو پیدا کیا ہے، اللہ کی تخلیق کو بدلنا نہیں۔'' عکرمہ، مجاہد، حسن، ابراہیم، ضحاک اور قتادہ رحمہم اللہ نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا ہے کہ ''اللہ کی فطرت'' سے مراد دینِ اسلام اور ''اللہ کی خلقت'' سے مراد دین اللہ ہے۔ امام ابن کثیر رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ اللہ کی فطرت سے مراد اللہ کی معرفت اور توحید ہے یعنی ہر مخلوق اللہ کی معرفت و توحید پر پیدا ہوتی ہے۔(۱)

حدیثِ نبوی ہے کہ ''ہر پیدا ہونے والا بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے پھر اس کے والدین اسے یہودی، عیسائی اور مجوسی بنا دیتے ہیں۔''(۲) اب اس فرمان میں یہ نہیں کہا گیا کہ والدین بچے کو مسلمان بھی بنا دیتے ہیں کیونکہ وہ پیدا ہی اسلام پر ہوتا ہے۔

---

(۱) [تفسیر ابن کثیر (۳۱۳/۶)]

(۲) [بخاری (۴۷۷۵) مسلم (۲۶۵۸)]

شرعی دلائل

وجودِ باری تعالیٰ کے شرعی دلائل تو بہت زیادہ ہیں حتی کہ اس بارے میں کسی قسم کے شک کی بھی گنجائش باقی نہیں رہتی۔ یہی باعث ہے کہ پیغمبروں نے اپنی اقوام سے کہا تھا کہ ﴿أَفِي اللَّهِ شَكٌّ فَاطِرِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ﴾ [ابراهيم : ١٠] ''کیا اللہ کے بارے میں (انہیں) شک ہے جو آسمانوں اور زمین کا خالق ہے۔'' اسی طرح تمام پیغمبروں کی بعثت، تمام کتبِ سماویہ، دنیا وآخرت میں بندوں کے مصالح پر مشتمل اللہ کے احکام مثلاً نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج وغیرہ اور کائنات سے متعلقہ تمام خبریں اللہ تعالیٰ کے وجود کا قطعی ثبوت ہیں۔

عقلی دلائل

اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور وجود پر عقلی دلیل یہ ہے کہ یہ بات ضروری ہے کہ کائنات کی تمام مخلوقات (پہاڑ، درخت، انسان، حیوان، سمندر اور صحرا وغیرہ) کا کوئی خالق وموجد ہو کیونکہ کوئی بھی چیز خود بخود وجود میں نہیں آ سکتی۔ اللہ تعالیٰ نے اس دلیل کو یوں ذکر فرمایا ہے ﴿أَمْ خُلِقُوا مِنْ غَيْرِ شَيْءٍ أَمْ هُمُ الْخَالِقُونَ﴾ [الطور : ٣٥] ''کیا یہ بغیر کسی (پیدا کرنے والے) کے پیدا ہو گئے ہیں یا خود پیدا کرنے والے ہیں۔'' یعنی نہ تو یہ کسی خالق کے بغیر خود پیدا ہوئے ہیں اور نہ ہی یہ خود خالق ہیں لہٰذا ضروری ہے کہ ان کا کوئی خالق ہو اور وہ اللہ تبارک وتعالیٰ ہے جس کا کوئی شریک نہیں۔

حسّی دلائل

دلائل حسّیہ بھی بہت زیادہ ہیں جن میں سے ایک دعاؤں کی قبولیت ہے کہ بعض اوقات انسان اللہ تعالیٰ سے کچھ مانگتا ہے اور وہ چیز اسے فوراً عطا کر دی جاتی ہے، جو اس بات کا ثبوت ہے لوگوں کا کوئی رب ہے جو ان کی پکار سنتا ہے اور ان کا مطالبہ پورا کرتا ہے۔ جیسا کہ نوح علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے مدد کی درخواست کی تو اللہ تعالیٰ نے آسمان وزمین سے پانی جاری فرما دیا۔ (١) اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک آدمی نے آ کر دعائے استسقاء کی درخواست کی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی تو ایک ہفتہ بارش ہوتی رہی اور پھر آپ کی دعا سے ہی بارش بند ہوئی۔ (٢)

ساری کائنات اللہ کے وجود کی گواہ

(1) ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ﴿إِنَّ فِي اخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَمَا خَلَقَ اللَّهُ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ لَآيَاتٍ لِقَوْمٍ يَتَّقُونَ﴾ [يونس : ٦] ''بلاشبہ رات اور دن کے یکے بعد دیگرے آنے میں اور اللہ تعالیٰ نے جو

---

(١) [القمر : ١٠]

(٢) [حسن : هداية الرواة (١٤٥٣)، (١٤٧/٢) ابو داود (١١٧٣) مستدرك حاكم (٣٢٨/١)]

کچھ آسمانوں اور زمین میں پیدا کیا ہے ان سب میں ان لوگوں کے واسطے دلائل ہیں جو اللہ کا ڈر رکھتے ہیں۔''

(2) ایک دوسرا ارشاد یوں ہے کہ ﴿وَفِي الْأَرْضِ آيَاتٌ لِّلْمُوقِنِينَ﴾ [الذاریات : ٢٠] ''اور یقین کرنے والوں کے لیے زمین میں بہت سی نشانیاں ہیں۔''

زمین وآسمان کے اَسرار وحقائق میں غور کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ اس کائنات کا ذرہ ذرہ، ہماری زمین، ایک ایٹم سے لے کر عظیم کہکشاؤں تک کی حیرت انگیز تنظیم، زندگی اور اس کی معنویت سب کچھ اس امر کی گواہی دیتا ہے کہ یہ سب کچھ ایک خالق ہی نے تخلیق کیا ہے۔ آیئے اسے کچھ تفصیل سے سمجھنے کی کوشش کریں۔

رات کے اندھیرے میں اگر خالی آنکھ سے آسمان کا مشاہدہ کیا جائے تو تقریباً پانچ ہزار ستارے دیکھے جاسکتے ہیں۔ ایک اچھی دوربین سے اگر یہی مشاہدہ کیا جائے تو بیس لاکھ سے زائد ستارے نظر آتے ہیں اور اگر بہت بڑی دوربینوں سے دیکھنے کی کوشش کی جائے تو یہ تعداد اربوں سے بھی زیادہ ہوجاتی ہے۔ ہم سب جانتے ہیں کہ یہ تعداد بھی اپنی اصل تعداد کے مقابلے میں بہت کم ہے۔ اکثر ستارے اتنے بڑے ہیں کہ ان کے اندر لاکھوں نہیں بلکہ اربوں زمینیں سما سکتی ہیں۔ یہ سب ستارے غیر معمولی رفتار سے سفر کررہے ہیں۔ کچھ اکیلے، کچھ دو دو اور اکثر ستارے بہت بڑے بڑے جھرمٹوں کی شکل میں جنہیں کہکشاں کہتے ہیں، کسی نہ کسی سمت سفر کررہے ہیں۔ یہ کائنات مسلسل پھیل رہی ہے۔ ہر ستارہ اپنے چاندوں اور دیگر متعلقات کے ساتھ انتہائی تیز رفتاری سے سفر کررہا ہے۔ مثلاً ہمارا سورج تقریباً 20 کلومیٹر فی سیکنڈ، یعنی 72 ہزار کلومیٹر فی گھنٹہ کی رفتار سے اپنی کہکشاں کے مرکز سے دور ہٹ رہا ہے۔ حرکت کی ایک دوسری قسم یہ ہے کہ ہر ستارے کے سیارے، اپنے اپنے ستارے کے گرد اپنے مدار میں گھوم رہے ہیں اور پھر ہر سیارے کے چاند، اپنے سیارے کے گرد اپنے اپنے مدار میں گھوم رہے ہیں۔ مثلاً ہمارا سورج، جو زمین سے 12 لاکھ گنا بڑا ہے، ہماری زمین اس سے تقریباً 15 کروڑ کلومیٹر کے فاصلے پر ہے اور وہ اپنے محور پر 16 سو کلومیٹر فی گھنٹہ کی رفتار سے گھومتی ہوئی سورج کے گرد 30 کروڑ کلومیٹر کا دائرہ بناتی ہے۔ یہ سارا سفر ایک سال میں پورا ہوتا ہے، اس طرح 8 بڑے سیارے، 30 ہزار چھوٹے سیارے، ہزاروں دم دار ستارے اور بے شمار شہاب ثاقب بھی سورج کے گرد گھوم رہے ہیں۔ لیکن یہ کتنی حیرت کی بات ہے کہ اس پوری کائنات کی یہ تمام حرکتیں انتہائی تنظیم اور اصول وضوابط کے مطابق ہورہی ہیں، یہ تمام اتنی صحیح ہیں کہ کہیں بھی ایک سیکنڈ کا بھی فرق نہیں پڑتا۔ یہ حیرت انگیز نظم وضبط انسان کو اس حقیقت کا اعتراف کرنے پر مجبور کردیتا ہے کہ یہ سب کچھ از خود وجود میں نہیں آیا بلکہ ایک عظیم خالق اور منتظم موجود ہے جس نے اس پورے نظام کو قائم کیا ہوا ہے۔

اس کائنات کے مقابلے میں آپ ایک ایٹم کا جائزہ لیجیے۔ ایٹم کو آج تک کسی بھی خوردبین سے دیکھا نہیں جا سکا، لیکن ہمیں سائنس نے جو معلومات فراہم کی ہیں، اس کے مطابق اس حقیر ترین ذرے میں بھی پوری کائنات کا

عکس موجود ہے۔ نیوٹران اور پروٹان مرکز میں ہوتے ہیں، جبکہ الیکٹران ان کے گرداتنی تیزی سے گھومتے ہیں کہ وہ ہر وقت ہر جگہ موجود نظر آتے ہیں۔ ایک الیکٹران اپنے مدار میں ایک سیکنڈ میں کئی ہزار ارب مرتبہ چکر لگاتا ہے۔ بذاتِ خود ایک ایٹم کے اندر اتنا زیادہ خلا ہوتا ہے کہ اگر پوری دنیا کے ایٹموں کے اندر سے خلا نکال لیا جائے تو ساری دنیا کا مادہ چائے کے ایک چھوٹے چمچے میں سما سکتا ہے۔ ہر عنصر مختلف قسم کے ایٹموں سے بنا ہے۔ ہر ایٹم مالیکیول کی صورت میں دوسرے ایٹم سے جڑا ہوا ہوتا ہے۔ ہر عنصر کی خصوصیات کا انحصار اس میں موجود برق پاروں کی تعداد پر ہوتا ہے۔ جس طرح پوری کائنات میں سب کچھ قوت اور قوانین کے عظیم نظام پر چل رہا ہے، اسی طرح ایک ایٹم کے اندر بھی وہ بے پناہ قوت اور قوانین کارفرما ہیں، جن کا ایک تجربہ ایٹم بم کی شکل میں کیا گیا ہے۔ کیا اتنی عظیم تنظیم کا تصور ایک خالق کے بغیر ممکن ہے؟

اب ذرا زمین کا جائزہ لیجئے۔ زمین پر انتہائی عجیب وغریب حالات، انتہائی پیچیدہ انداز سے اکٹھے ہو گئے ہیں، تب کہیں جا کر زندگی ممکن ہوئی ہے۔ مثلاً زمین کی جسامت اگر موجودہ جسامت سے کم ہوتی تو وہ کشش ثقل کی کمی کی وجہ سے ہوا اور پانی کو نہ روک سکتی۔ اسی طرح اگر زمین موجودہ جسامت سے بڑی ہوتی تو ہوا کا دباؤ اتنا زیادہ ہو جاتا کہ اعلیٰ ذہنی زندگی ممکن نہ رہتی۔ زمین اپنے محور کے گرد 24 گھنٹے میں ایک چکر مکمل کرتی ہے اور اس کی رفتار 16 سو کلومیٹر فی گھنٹہ ہے۔ اگر زمین کی رفتار اس سے کم ہو جائے تو دن اور رات اتنے لمبے ہو جائیں گے کہ دن کے وقت سورج ہماری فصلوں کو جلا دے گا اور رات کے وقت ہماری ساری زندگی ٹھنڈک کی نذر ہو جائے گی۔ زمین بالکل گول نہیں ہے، بلکہ وہ ناشپاتی کی طرح ہے اور 23 درجے کا زاویہ بنا کر فضا میں جھکی ہوئی ہے۔ ہمارے موسم اسی جھکاؤ کے مرہونِ منت ہیں، اس کے بغیر زمین صرف صحرا اور برف کے میدانوں پر مشتمل ہوتی۔ الغرض ہر چیز اس تناسب میں ہے جس پر زندگی کا دارومدار ہے مثلاً اگر فضا میں آکسیجن کی مقدار زیادہ ہوتی تو آگ پر قابو پانا ناممکن بن جاتا۔ ہوا کی مقدار کم یا زیادہ رہتی تب بھی زندگی ناممکن یا محض بھونڈی صورت میں رہ جاتی۔ یہ ہوائی کرہ اس قابل ہے کہ سورج کی تمام مضر شعاعیں روک سکے اور مفید شعاعیں مثلاً کیمیائی اہمیت رکھنے والی شعاعیں اسی مقدار میں زمین تک پہنچ سکیں، جتنی پودوں اور درختوں کو ضرورت ہے۔

واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ اس زمین پر یہ سب انتظام محض اس لیے ہے کہ زندگی قائم ودائم رہے۔ مثلاً پانی وہ واحد کمپاؤنڈ ہے جو جمنے کے بعد بھاری نہیں رہتا، بلکہ ہلکا ہو جاتا ہے۔ اس خاصیت کی وجہ سے سردیوں میں پانی کے اوپر صرف چند انچ برف کی تہہ جم جاتی ہے اور پانی کے تمام جانور سمندروں اور دریاؤں میں اسی برف کے نیچے زندہ رہتے ہیں۔ اگر صرف یہی خاصیت پانی میں نہ ہوتی تو پانی کے جانداروں کی زندگی ناممکن یا بہت مشکل ہو جاتی۔ یہ سب کچھ اتنے اٹل قوانین کا پابند ہے کہ سائنسی ماہرین یہ بتا سکتے ہیں کہ کتنے ہزار سال بعد کس وقت کتنے

سیکنڈ کے لیے سورج گرہن یا چاند گرہن واقع ہوگا۔ کیا زمین کا اتنا مربوط نظام ہمیں یہ ثبوت فراہم نہیں کرتا کہ اس کا ایک خالق ضرور موجود ہے؟۔(۱)

خود انسانی وجود اللہ کے وجود کا گواہ

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ﴿وَفِيٓ أَنفُسِكُمۡۚ أَفَلَا تُبۡصِرُونَ﴾ [الذاریات : ۲۱] ''اور خود تمہارے نفسوں میں بھی (نشانیاں ہیں)، پھر کیا تم غور سے نہیں دیکھتے۔''

اب اگر غور کیا جائے اور انسان پر نظر دوڑائی جائے تو اس کا ایک ایک پور پکار پکار کر اللہ کے وجود کی گواہی دے رہا ہے۔ انسان کے اندر جو عصبی مواصلاتی نظام (Nervous System) موجود ہے، وہ دنیا کے کسی بھی نظام سے کہیں زیادہ مکمل اور پیچیدہ ہے۔ اس میں ہر وقت کروڑوں معلومات دوڑتی رہتی ہیں۔ زبان کے تین ہزار خلیے اس نظام کے ذریعے سے دماغ تک ذائقے کے بارے میں معلومات پہنچاتے ہیں۔ کان میں ایک لاکھ خلیے ایک پیچیدہ عمل کے ذریعے سے ہمارے دماغ تک آواز پہنچاتے ہیں۔ ہر آنکھ میں تیرہ کروڑ متحرک خلیے ہیں جو ہر آن دماغ تک زندہ تصویر پہنچاتے ہیں۔ اس عصبی نظام کا ایک حصہ حرکت پیدا کرتا ہے اور دوسرا حصہ اس کو روکتا ہے۔ جب حرکت تیز کرنے کی ضرورت ہوتی ہے تو پہلے حصے کو غلبہ حاصل ہو جاتا ہے اور جب حرکت کو کم کرنے کی ضرورت ہوتی ہے تو دوسرا حصہ غالب ہو جاتا ہے۔ انسانی دماغ کے اندر ایک ارب خلیے ہوتے ہیں۔ ان سے کروڑوں تار سارے بدن میں خبریں لانے اور لے جانے کا کام کرتے ہیں۔ صرف یہی نہیں، بلکہ دماغ کے اندر تمام معلومات کا تجزیہ کرنے، انہیں مربوط کرنے، ذخیرہ کرنے، ان سے نئے نئے نتائج نکالنے اور ان کی بنیاد پر نئے تجربات کرنے کی بے پناہ صلاحیت پائی جاتی ہے۔

انسان کا معدہ ایک چکی کی طرح دن رات کام میں لگا رہتا ہے۔ جو غذا کو پیس کر ایک ملغوبہ تیار کرنے میں مصروف رہتا ہے۔ جب یہ فارغ ہو جائے تو اور غذا طلب کرتا ہے جسے ہم بھوک کہتے ہیں، اس ملغوبہ کی تیاری میں اگر پانی کی کمی ہو تو ہمیں پیاس لگ جاتی ہے اور ہم کھانے پینے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ پھر اس کے اندر چھلنی بھی ہے جس سے چھن کر یہ ملغوبہ جگر میں چلا جاتا ہے جہاں اچھالنے والی، دفع کرنے والی، صاف کرنے والی، کھینچنے والی مشینیں اور قوتیں کام کر رہی ہیں۔ یہیں دوسری اخلاط بنتی ہیں۔ فالتو پانی گردے پیشاب کے راستے سے خارج کر دیتے ہیں۔ قوت دافعہ فالتو مواد یا فضلہ کو خارج کرنے کا کام کرتی ہے اور جس طرح انسان کھانے پینے پر مجبور ہو جاتا ہے اسی طرح رفع حاجت پر بھی مجبور ہو جاتا ہے اور اگر رو کے تو بیمار پڑ جاتا ہے۔

---

(۱) [ماخوذ از ، اسلام کیا ھے ، از ڈاکٹر محمد فاروق خان (ص : ٦٥۔٦٦) مزید دیکھئے : کائنات میں حکمت اور معنویت ، از وحید الدین خان ، ماھنامه الحق (جلد : ٨ ، شماره : ٥ ، صفحه : ٩)]

دل کہنے کو تو ایک قسم کا پمپ ہے جس کا کام الفاظ میں تو بہت معمولی نوعیت کا ہے یعنی ایک طرف سے خون لے کر دوسرے راستے سے جسم کے مختلف حصوں میں روانہ کر دینا۔ مگر یہ ایک ایسا عجوبہ تخلیق ہے کہ آج تک کوئی مشین اس مختص سائز میں یہ کام نہ کر سکی اور نہ کر سکے گی۔ دل میں بیک وقت 140 مکعب سینٹی میٹر خون سما سکتا ہے، اس میں چار خانے ہوتے ہیں جن میں خون کی آمد و رفت کے لیے دائیں اور بائیں حصوں کے درمیان بھی سوراخ ہوتے ہیں۔ ان سوراخوں میں ایسے والو لگے ہوتے ہیں جو خون کی یک طرفہ آمد و رفت کا بندوبست کرتے ہیں۔ دورانِ خون کی ابتدا میں شریانوں کے ذریعے ناخالص خون پھیپھڑوں میں داخل ہوتا ہے اور وہاں وہ گردش کرتا ہوا پھیپھڑوں میں عروقِ شعریہ کے درمیان سے جب گزرتا ہے تو سانس کے ساتھ وہاں آئی ہوئی آکسیجن کے ذریعہ صاف ہو جاتا ہے اور یہ صاف خون پھر ایک ورید کے ذریعہ دل میں داخل ہو جاتا ہے، جہاں سے شریانِ اعظم کی شاخوں کے ذریعہ جسم کے تمام حصوں میں جا پہنچتا ہے۔ خون کی نالیاں اس قدر زیادہ ہیں کہ اگر اُن تمام کو لمبائی میں رکھ کر ان پر سفر کیا جائے تو بآسانی ملتان سے بہاولپور پہنچا جا سکتا ہے۔ نبض کی حرکت بھی دل کی دھڑکن کے مطابق ہوتی ہے۔ ایک منٹ میں دل اوسطاً 72 مرتبہ دھڑکتا ہے مگر جسمانی مشقت اور بخار وغیرہ میں دل کی دھڑکن بڑھ جاتی ہے، اسی واسطے نبض کی رفتار بھی بڑھ جاتی ہے۔

گردے دیکھنے کو تو ایک حقیر سی چیز معلوم ہوتے ہیں مگر قادرِ مطلق علیم و حکیم کی کاریگری کا لافانی شاہکار ہیں۔ ان کی کارکردگی مظاہر رب کریم کے کمالات و عجائبات میں سرفہرست ہے۔ گو آج کل انسان نے بکمال تحقیق مصنوعی گردہ بنانے میں قدرے سرخروئی حاصل کر لی ہے۔ مگر یہ محض جز وقتی کارکردگی ہے جو حقیقی گردے کے مقابلہ میں سورج کو چراغ دکھانے کے مصداق ہے۔ بہر حال گردوں کی جوڑی جو شکم کے اندر ریڑھ کی ہڈی کے دائیں بائیں ہوتی ہے، ان میں 13 سو مکعب سینٹی میٹر خون فی منٹ کے حساب سے گردش کرتا ہے۔ اس گردش کا مقصد خون کا ان باریک نالیوں کے گچھوں سے گزرنا ہوتا ہے جہاں سے خون کے فاسد مادوں کا اخراج پیشاب کے ذریعہ ہوتا ہے، اس طرح چوبیس گھنٹوں میں اوسطاً 170 لٹر خون گردوں میں سے گزر جاتا ہے۔

علاوہ ازیں انسان کی ٹانگوں میں، بازوؤں میں، گردن میں، غرضیکہ بدن کے انگ انگ میں حرکت کی وہ صلاحیت رکھی گئی ہے جس کے بغیر نہ کوئی بڑی چیز ایجاد کر سکتا تھا، نہ تہذیب و تمدن ترقی کر سکتے تھے۔ مثلاً ہمارے بازوؤں کو دیکھ لیجیے، ان میں کہنی کے مقام پر جو ہلکا سا خم ہے، اسی خم کی وجہ سے انسان اپنے ہاتھوں سے ہر کام لینے کے قابل ہوا ہے۔ ان انگلیوں کو دیکھ لیجیے، کس کمال درجہ خوبصورتی اور قطعیت کے ساتھ یہ لکھنے، بنانے اور سنوارنے پر قادر ہیں اور ان سب کے ساتھ ساتھ انسان کا ذہن جو اسے ہر آن سوچنے اور سمجھنے پر مجبور کرتا ہے۔

ان تمام باتوں کو سامنے رکھ کر اگر ہم اپنے آپ سے پوچھیں کہ کیا انسان کا اپنا وجود ایک خالق کے وجود اور

اس کی عظیم کاریگری کا منہ بولتا ثبوت نہیں ہے؟ تو ہمارے دل کی گہرائیوں سے یہی آواز اٹھے گی کہ یقیناً یہ ایک عظیم واعلیٰ خالق کی کاریگری ہے، جس کے وجود کا بین ثبوت خود انسان میں ہی موجود ہے۔ (۱)

اللہ کے وجود کی گواہی ایک خلاباز کی زبانی

اپالو 15 میں امریکہ کے جو تین خلاباز چاند پر گئے تھے ان میں سے ایک کرنل جیمز اروِن تھے۔ انہوں نے ایک انٹرویو میں کہا کہ اگست 1972ء کا وہ لمحہ میرے لیے بڑا عجیب تھا جب میں نے چاند کی سطح پر قدم رکھا۔ میں نے وہاں خدا کی موجودگی کو محسوس کیا۔ انہوں نے کہا کہ میری روح پر اس وقت وجدانی کیفیت طاری تھی اور مجھے ایسا محسوس ہوا جیسے خدا بہت قریب ہو۔ خدا کی عظمت مجھے اپنی آنکھوں سے نظر آرہی تھی۔ چاند کا سفر میرے لیے صرف ایک سائنسی سفر نہیں بلکہ اس سے مجھے روحانی زندگی نصیب ہوئی۔ (۲)

کرنل جیمز اروِن کا یہ تجربہ کوئی انوکھا تجربہ نہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ خدا نے جو کچھ پیدا کیا ہے وہ اتنا حیرتناک ہے کہ اس کو دیکھ کر آدمی خالق کی صناعات میں ڈوب جائے۔ تخلیق کے کمال میں ہر آن خالق کا چہرہ جھلک رہا ہے۔ مگر ہمارے گردوپیش جو دنیا ہے اس کو ہم بچپن سے دیکھتے دیکھتے عادی ہو جاتے ہیں، اس کے انوکھے پن کا ہمیں احساس نہیں ہوتا۔ ہوا اور پانی، درخت اور چڑیا غرض جو کچھ بھی ہماری دنیا میں ہے سب کا سب حد درجہ عجیب ہے۔ ہر چیز اپنے خالق کا آئینہ ہے۔ مگر عادی ہونے کی وجہ سے ہم اس کے عجوبہ پن کو محسوس نہیں کر پاتے۔ لیکن ایک شخص جب چاند کے اوپر اترا اور پہلی بار وہاں کے تخلیقی منظر کو دیکھا تو وہ اس کے خالق کو محسوس کیے بغیر نہ رہ سکا۔ اس نے تخلیق کے کارخانہ میں اس کے خالق کو موجود پایا۔

ایک باطل نظریہ (نظریہ ارتقاء) اور اس کی تردید

نظریہ ارتقاء (Theory of Evolution) یہ ہے کہ انسان شروع میں ایسے پیدا نہیں ہوئے تھے جیسے آج کل پیدا ہوتے ہیں بلکہ اربوں سال پہلے ساحل سمندر پر از خود کائی پیدا ہوئی۔ یہ زندگی کی ابتدا تھی پھر اس سے نباتات کی مختلف شکلیں بنتی گئیں۔ پھر کروڑوں سال بعد انہی سے یک خلوی اور سہ خلوی جاندار پیدا ہوئے۔ پھر مزید کروڑوں سال بعد انہی سے مختلف چھوٹے چھوٹے کیڑوں کا جنم ہوا۔ پھر ترقی کرتے کرتے یہ حشرات بڑے حیوانات جیسے اونٹوں، گھوڑوں اور بندروں کی شکل اختیار کر گئے۔ پھر بندروں کی ایک خاص قسم نے انسانی صورت اختیار کر لی۔ پھر لاکھوں سال بعد اس انسان میں ذہنی ارتقاء ہوا اور اس نے غاروں میں رہنا شروع کر دیا۔

---

(۱) [ماخوذ از: تیسیر القرآن، از مولانا عبد الرحمن کیلانی (۲۹۵/٤) ۔ اسلام کیا ھے، از ڈاکٹر محمد فاروق اصغر (ص: ٦٨) ۔ ماھنامه الحق اکوڑہ خٹك (جلد: ١٥، شمارہ: ١٠، صفحه: ١٧)]

(۲) [ٹریبیون 27 اکتوبر 1972ء، بحواله ماھنامه الحق اکوڑہ خٹك (جلد: ١٦، شمارہ: ١، صفحه ٢٥)]

یہ نظریہ باضابطہ طور پر انیسویں صدی میں چارلس ڈارون نے اپنی کتاب (Origin of Spicies) ''اصل الانواع'' میں پیش کیا۔ چونکہ یہ نظریہ خالصتاً مادیت پر مبنی تھا اس لیے مادہ پرست اور خدا کے منکر قسم کے لوگوں میں اسے بہت مقبولیت حاصل ہوئی حتی کہ کچھ مسلمان بھی اس سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ پائے۔ بطورِ خاص سر سید احمد خان، مفتی محمد عبدہ مصری، ڈاکٹر محمد رفیع الدین اور غلام احمد پرویز نے تو کچھ جزوی ترامیم کے ساتھ اسے نہ صرف قبول کیا بلکہ اسے عین قرآنی ثابت کرنے کی بھی کوشش کی۔

▪ لیکن حقیقت یہ ہے کہ شرعی تعلیمات کو ایک طرف رکھتے ہوئے اگر محض ہم اس نظریہ پر ہونے والے چند اعتراضات کا ہی جائزہ لیں تو اس کا بطلان واضح ہو جاتا ہے جیسا کہ چند اعتراضات حسب ذیل ہیں:

1. آج تک اس نظریہ کے حاملین یہی نہیں متعین کر سکے کہ زندگی کی ابتدا کیسے ہوئی؟ معلول تو موجود ہے لیکن علت کی کڑی نہیں ملتی۔ گویا اس نظریہ کی بنیاد سائنسی لحاظ سے ہی کمزور ہے۔
2. ارتقاء کا کوئی ایک واقعہ بھی آج تک کسی انسان نے مشاہدہ نہیں کیا یعنی کوئی چڑیا ارتقاء کر کے مرغا بن گئی ہو یا گدھا ارتقائی مراحل طے کر کے گھوڑا بن گیا ہو وغیرہ وغیرہ۔
3. جب اس نظریہ کی رو سے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ پہلا انسان کمزور جسم اور ناقص العقل تھا تو اس نے شیروں اور چیتوں کے درمیان گزارہ کیسے کیا؟
4. ابتدائے زندگی سے بندر تک جو شعوری ترقی دو ارب سال میں واقع ہوئی ہے بندر اور انسان کا درمیانی شعوری فرق اس سے بہت زیادہ ہے۔ جس کے لیے اربہا سال کی مدت درکار ہے۔ جبکہ زمین کی عمر صرف ۱۳ ارب سال بتائی جاتی ہے۔ یہ ذہنی ترقی انسان میں یکدم کیونکر آ گئی؟
5. ڈارون نے نظریہ ارتقاء کے جو اصول بتائے ہیں وہ مشاہدات کی رو سے صحیح ثابت نہیں ہوتے۔ جیسا کہ ایک اصول قانونِ وراثت ہے۔ ڈارون کہتا ہے کہ لوگ کچھ عرصہ تک کتوں کی دم کاٹتے رہے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ کتے بے دم پیدا ہونے لگے، جس پر اعتراض یہ ہوتا ہے کہ عرب اور عبرانی لوگ صدیوں سے ختنہ کرواتے چلے آئے ہیں لیکن آج تک کوئی مختون پیدا نہیں ہوا۔
6. رکاز کی دریافت بھی نظریہ ارتقاء کو باطل قرار دیتی ہے۔ رکاز سے مراد انسانی کھوپڑیاں یا جانوروں کے وہ پنجر اور ہڈیاں ہیں جو زمین میں مدفون پائی جاتی ہیں۔ نظریہ ارتقاء کی رو سے کمتر درجے کے جانوروں کی ہڈیاں زمین کے زیریں حصہ میں پائی جانی چاہییں جبکہ معاملہ اس کے برعکس ہے۔ ایسی ہڈیاں عموماً زمین کے بالائی حصہ میں ملی ہیں۔ ارتقائی یہ بھی کہتے ہیں کہ انسان لاکھوں سال قبل جسمانی اور عقلی لحاظ سے ناقص تھا بالآخر تکمیل کی طرف آیا۔ رکاز کی دریافت اس بات کی بھی تردید کرتی ہے کیونکہ بالائی طبقوں میں جو رکاز ملے

ہیں وہ غیر مکمل اور ناقص انسان کی یادگار ہیں اور زیریں طبقوں میں اعلیٰ انسان کے رکاز ملے ہیں، حالانکہ معاملہ اس کے برعکس ہونا چاہیے۔

نظریہ ارتقاء پر ان اعتراضات کی بدولت اس میں بہت کمزوری آئی اور پھر نہ صرف مسلمان بلکہ بہت سے مغربی مفکرین نے بھی اسے باطل قرار دے دیا جیسا کہ ڈی وریز، ولاس، فرخو، میفرٹ، آغاسیز، ہکسلے اور ٹنڈل کے مطابق جن مقدمات پر اس نظریہ کی بنیاد ہے وہ قابل تسلیم ہی نہیں۔ (۱)

لہٰذا عقلی ونقلی دلائل (جیسا کہ کچھ سابقہ عنوانات کے تحت اور کچھ آئندہ ''توحید ربوبیت کا بیان'' میں ذکر کیے گئے ہیں) اسی بات کو ثابت کرتے ہیں کہ انسان اور کائنات کی ہر چیز خود بخود یا کسی ارتقائی مراحل سے گزر کر وجود میں نہیں آئی بلکہ اسے کسی عظیم ذات نے وجود بخشا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ ہی کی ذات ہے۔

اللہ کا وجود ہے تو نظر کیوں نہیں آتا؟

پہلی بات تو یہ ذہن نشین کر لینی چاہیے کہ یہ ضروری نہیں جو چیز نظر نہ آئے اس کا وجود بھی نہ ہو اور بہت سی اشیاء ایسی ہیں جو نظر نہیں آتیں مگر ہم ان کا وجود تسلیم کرتے ہیں جیسے کہ درد، عقل اور روح وغیرہ۔

دوسرے یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنا وجود مخفی کیوں رکھا؟ اس بارے میں اہل علم کا کہنا ہے کہ ایسا محض انسان کی آزمائش کے لیے کیا گیا ہے کیونکہ اگر لوگ اللہ تعالیٰ کو دیکھ لیں اور اس کی حقیقت وطاقت کو جان جائیں تو سب ہی اس کے بتائے ہوئے راستے پر چل پڑیں گے۔ جبکہ دنیا تو امتحان گاہ ہے کہ کون اللہ کی بتائی ہوئی تعلیمات پر عمل کرتا ہے اور کون نہیں؟ بس اسی لیے اللہ کا وجود مشاہدے سے بالاتر رکھا گیا ہے۔

اگر اللہ موجود ہے تو اللہ کو وجود بخشنے والا کون ہے؟

یہ تسلیم کرنے کے بعد کہ کائنات کا خالق اللہ تعالیٰ ہے، یہ سوال از خود پیدا ہوتا ہے کہ پھر اللہ کا خالق کون ہے؟ تو اس بارے میں یہ یاد رکھنا چاہیے کہ ایسا سوال مخلوق کے متعلق تو ہوسکتا ہے کہ اسے کس نے پیدا کیا؟ لیکن خالق کے متعلق نہیں کیونکہ وہ مخلوق نہیں۔ دوسرے یہ کہ اگر بالفرض کسی اور ذات کو اللہ کا خالق قرار دے بھی دیا جائے تو اس پر پھر یہی سوال دوبارہ پیدا ہوگا کہ اللہ کے خالق کا خالق کون ہے اور یوں اس قسم کے سوالات کا تسلسل ختم ہی نہیں ہوگا۔ اسی لیے نبی کریم ﷺ نے اس طرح کے سوالات کو شیطانی وساوس قرار دیتے ہوئے ان پر غور کرنے سے منع فرمایا ہے۔ چنانچہ ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

﴿ يَـاْتِـي الشَّيْـطَانُ اَحَدَكُمْ فَيَقُوْلُ : مَنْ خَلَقَ كَذَا ؟ مَنْ خَلَقَ كَذَا ؟ حَتّٰى يَقُوْلَ مَنْ خَلَقَ

---

(۱) [ماخوذ از، آئینہ پرویزیت از مولانا عبد الرحمن کیلانی (ص: ۲۱۲-۲۱۹)]

رَبَّكَ ؟ فَإِذَا بَلَغَهُ فَلْيَسْتَعِذْ بِاللّٰهِ وَ لْيَنْتَهِ ﴾ ''تم میں سے کسی کے پاس شیطان آتا ہے اور تمہارے دل میں پہلے تو یہ سوال پیدا کرتا ہے کہ فلاں چیز کس نے پیدا کی، فلاں چیز کس نے پیدا کی؟ اور آخر میں بات یہاں تک پہنچاتا ہے کہ خود تمہارے رب کو کس نے پیدا کیا؟ جب کسی شخص کو ایسا وسوسہ ڈالے تو اسے اللہ سے پناہ مانگنی چاہیے اور اسے چاہیے کہ اس شیطانی خیال کو چھوڑ دے۔''(۱)

مختلف مذاہب میں خدا کا تصور

ہندومت

برصغیر میں پایا جانے والا ایک قدیم مذہب ہندومت ہے۔ جس میں کثرتِ خدا کا تصور پایا جاتا ہے۔ کچھ ہندو تین (3) جبکہ کچھ تین سوتیس (330) کروڑ خداؤں پر یقین رکھتے ہیں۔ ان کے ہاں خداؤں کی اس کثرت کا سبب ان کا عقیدہ ''وحدۃ الوجود'' یا ''ہمہ اُو است'' ہے۔ اس عقیدے کی رو سے کائنات کی ہر چیز خدا ہے۔ اس لیے وہ درختوں، پتھروں، پودوں، سورج، چاند، ستاروں، جانوروں حتی کہ ناقابل ذکر انسانی اعضاء تک کی پوجا کرتے ہیں۔ جبکہ اسلامی تصور یہ ہے کہ کائنات کی ہر چیز خدا کی ملکیت ہے۔ یوں ہندوؤں اور مسلمانوں کے عقائد میں ایک بڑا فرق یہ ہے کہ ہندوؤں کے نزدیک ہر چیز خدا ہی ہے جبکہ مسلمانوں کے نزدیک ہر چیز خدا کی ہے۔

بدھ مت

بدھ مت کا بانی گوتم بدھ ہے۔ اس کے متعلق قطعی طور پر یہ تو ثابت نہیں کہ وہ خدا کا منکر تھا تاہم خدا کا قائل ہونے کے باوجود فلسفہ وحدۃ الوجود کا قائل تھا جس کی رو سے کائنات کی ہر چیز خدا کی ذات کا حصہ ہے۔ لہٰذا گوتم بدھ کے بعد اس کے پیروکاروں نے اس کے مجسمے بنا کر اسے بھی خدا کی خدائی میں شریک بنا لیا بلکہ بعض نے تو اسے خدا کا اُوتار قرار دے دیا۔ پھر آگے چل کر کئی اور لوگوں مثلاً دلائی لامہ وغیرہ کو خود گوتم بدھ کا اُوتار قرار دے کر ان کے بھی مجسمے بنائے گئے اور ان کی بھی پوجا و پرستش شروع کر دی گئی۔

سکھ مذہب

سکھ مذہب ہندومت سے ہی نکلنے والی ایک شاخ ہے۔ جس کی بنیاد بابا گرونانک نے 15 ویں صدی کے آخر میں رکھی۔ گرونانک کی پیدائش اگرچہ ایک ہندو گھرانے میں ہوئی لیکن وہ اسلام اور اہل اسلام سے بہت متاثر تھے۔ اسی لیے ان کا تصورِ خدا مسلمانوں کے تصورِ خدا سے ملتا جلتا ہی ہے۔ جیسے کہ سکھ مذہب میں خدا کی وحدانیت

(۱) [بخاری (۳۲۷٦) کتاب بدء الخلق : باب صفة ابلیس ، مسلم (۱۳٤)]

پر بہت زور دیا گیا ہے اور خدا کے لیے ''واہے گرو'' (ایک سچا خدا) کے الفاظ استعمال کیے گئے ہیں۔ خدا کی مختلف صفات بیان کرتے ہوئے کرتار (خالق)، صاحب (بادشاہ)، اکال (ابدی)، ستنا نام (مقدس نام)، پروردگار (محبت سے پرورش کرنے والا) اور رحیم (رحم کرنے والا) وغیرہ کا ذکر کیا گیا ہے ۔سکھوں کے عقائد کے مجموعہ ''مل منترا'' میں ہے کہ ''صرف ایک خدا کا وجود ہے جو حقیقتاً تخلیق کرنے والا ہے، وہ خوف اور نفرت سے عاری ہے، وہ کسی سے پیدا نہیں ہوا مگر لا فانی ہے، وہ خود سے وجود رکھنے والا، عظیم اور رحیم ہے۔''

پارسی مذہب

پارسی (زرتشتی) مذہب کا ظہور فارس میں ہوا۔ اگرچہ اس کے ماننے والوں کی تعداد بہت کم ہے مگر یہ دنیا کے قدیم ترین مذاہب میں سے ایک ہے۔ اس میں خدا کے لیے ''اہورمزدا'' کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ اہور کا مطلب ''آقا'' اور مزدا کا معنیٰ ''عقل مند'' ہے۔ یوں پورے نام کا مطلب عقل مند مالک ہے۔ اس مذہب میں بھی ایک خدا کا تصور پایا جاتا ہے۔ البتہ ان کا یہ بھی کہنا ہے کہ دنیا کا خالق ایک نہیں بلکہ دو ہیں؛ ایک وہ جس نے تمام مفید اور کارآمد چیزیں پیدا کیں جسے وہ ''یزداں'' کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ اور دوسرا ''اہرمن'' جس نے نقصان دہ اور مضر اشیاء تخلیق کیں۔ یوں ان کے نزدیک خالقِ خیر الگ اور خالقِ شر الگ ہے۔ کچھ اہل علم کا کہنا ہے کہ پارسی مذہب کے بانی نے تو ایک خدا کا ہی تصور دیا تھا، بعد والوں نے خالقِ خیر اور خالقِ شر کا عقیدہ گھڑ لیا۔

یہودیت وعیسائیت

یہود موسیٰ علیہ السلام کی اور عیسائی عیسیٰ علیہ السلام کی قوم ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام پر تورات جبکہ عیسیٰ علیہ السلام پر انجیل نازل ہوئی۔ چونکہ یہود و نصاریٰ کے پیغمبر سچے اور کتابیں برحق تھیں، اس لیے ابتداءً انہیں جو تعلیمات ملیں وہ خالصتاً عقیدۂ توحید پر ہی مبنی تھیں کہ ساری کائنات کا خالق و مالک ایک اللہ ہی ہے، وہی اکیلا عبادت کا مستحق ہے، اس کا کوئی شریک وہمسر نہیں وغیرہ وغیرہ۔ لیکن انبیاء کی وفات کے بعد ان لوگوں نے اپنی الہامی کتب میں من چاہی تحریف کر دی اور انبیاء کا بتایا ہوا حقیقی تصورِ خدا بھی تبدیل کر دیا۔ چنانچہ یہود نے عزیر علیہ السلام کو اور نصاریٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا قرار دے دیا۔(1) حالانکہ نہ تو اللہ کی اولاد ہے اور نہ ہی بیوی۔ اسی طرح نصاریٰ کے ایک فرقے نے عقیدۂ تثلیث بھی گھڑ لیا کہ معبود اکیلا خدا نہیں بلکہ عیسیٰ علیہ السلام، مریم علیہا السلام اور خدا تینوں مل کر معبود ہیں۔

یہود و نصاریٰ کی موجودہ کتاب مقدس ''بائبل'' جو تورات، انجیل، زبور اور بعض دیگر انبیاء کے صحائف پر مشتمل ہے، اگرچہ تحریف شدہ ہے لیکن پھر بھی اس میں خدا کی وحدانیت کا تصور پایا جاتا ہے۔ جیسا کہ اس میں ہے کہ

---

(۱) [وَقَالَتِ الْيَهُودُ عُزَيْرٌ ابْنُ اللَّهِ ... سورة التوبة : ۳۰-۳۱]

1- ''سنو! اے بنی اسرائیل! ہمارا مالک خدا ہے، وہ ایک مالک ہے۔'' [کتاب مقدس۔ثنائیہ ۴:۶]

2- ''میں اور میں ہی مالک ہوں، میرے سوا بچانے والا کوئی نہیں ہے۔'' [کتاب مقدس۔عیسائیہ ۱۱:۴۳]

3- ''میرے علاوہ کوئی خدا نہیں، تمہیں چاہیے کہ میری کوئی تصویر کشی نہ کرو۔ مجھ سے کسی کی مشابہت نہیں، نہ آسمان پر نہ زمین پر اور نہ ہی پانی کے نیچے۔ لہٰذا تم کسی اور کے سامنے نہ جھکو۔'' [کتاب مقدس۔خروج ۵۔۳:۲۰]

لیکن اس کے ساتھ ساتھ بائبل میں کچھ ایسے اُمور کا بھی ذکر ملتا ہے جو توحید کے منافی ہیں، جیسے کہ ایک مقام پر اللہ تعالیٰ کو یعقوب علیہ السلام کے ساتھ کشتی کرتے دکھایا گیا ہے۔ اسی طرح کائنات کی تخلیق کے بعد اللہ تعالیٰ کو آرام کا محتاج ظاہر کیا گیا ہے وغیرہ وغیرہ۔

مشرکین مکہ

بعثتِ نبوی کے وقت جزیرۂ عرب کے لوگ کائنات کا خالق و مالک اکیلے اللہ تعالیٰ کو ہی تسلیم کرتے تھے۔(۱) البتہ عبادت کے لیے انہوں نے اپنے بہت سے معبود بنا رکھے تھے جن کے متعلق ان کا گمان تھا کہ وہ روزِ قیامت سفارش کر کے انہیں خدا کے قریب کر دیں گے۔ چنانچہ انہوں نے اپنے اولیاء و صالحین کی مورتیاں بنا رکھی تھیں، جن کا طواف کرتے، ان کو سجدے کرتے، ان کے لیے نذریں مانتے اور نیازیں دیتے وغیرہ۔ مشرکینِ عرب بتوں کے علاوہ فرشتوں کی بھی پوجا کرتے تھے اور ان کا عقیدہ تھا کہ فرشتے اللہ کی بیٹیاں ہیں۔(۲) اسی طرح وہ جنات کو بھی فرشتوں جیسی ہی ایک مخلوق تصور کرتے تھے اور اسی مناسبت سے ان کی بھی پوجا کرتے تھے۔(۳)

اسلام میں خدا کا تصور

اسلام میں اللہ تعالیٰ کا ایک جامع تعارف سورۂ اخلاص میں پیش کیا گیا ہے، ملاحظہ فرمایئے:

﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝﴾ ''(اے پیغمبر!) کہہ دیجئے کہ وہ اللہ ایک ہے۔''

یعنی معبودِ برحق صرف ایک ہی ہے، دو نہیں جیسا کہ مجوسیوں کا عقیدہ ہے کہ نیکی کا خدا یزدان ہے اور بدی کا خدا اہرمن ہے۔ تین بھی نہیں جیسا کہ عیسائیوں کا عقیدہ ہے کہ باپ، بیٹا اور روح القدس تینوں خدا ہیں اور تینوں مل کر بھی ایک ہی خدا بنتا ہے۔ یا ہندوؤں کا عقیدہ ہے کہ خدا، مادہ اور روح تینوں ہی ازلی ابدی ہیں۔ وہ تینتیس کروڑ

---

(۱) [وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ۔ سورة الزخرف : ۸۷]

(۲) [وَجَعَلُوا الْمَلٰٓئِكَةَ الَّذِيْنَ هُمْ عِبٰدُ الرَّحْمٰنِ اِنَاثًا... ۔ سورة الزخرف : ۱۹۔۲۰]

(۳) [ماخوذ از : اسلام اور مذاهب عالم ، از مظهر الدين صديقي ۔ مذاهب عالم كا مطالعه ، از اسرار الرحمن بخاري ۔ مذاهب عالم ميں تصور خدا ، از ڈاكٹر ذاكر نائيك ۔ الله اور انسان ، از حافظ مبشر حسين]

بھی نہیں جیسا کہ ہندو اپنے دیوی دیوتاؤں کی تعداد شمار کرتے ہیں بلکہ وہ ایک اور صرف ایک ہے۔

﴿ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ﴿2﴾ ﴾ ''اللہ بے نیاز ہے۔''

''صمد'' اس ذات کو کہتے ہیں جو خود کسی کی محتاج نہ ہو مگر دوسری سب مخلوق اس کی محتاج ہو۔ بے نیاز کے لیے عربی میں ''غنی'' کا لفظ بھی آتا ہے اور اس کی ضد فقیر ہے اور غنی وہ ہے جسے کسی دوسرے کی احتیاج نہ ہو مگر یہ لفظ صرف مال و دولت کے معاملہ میں بے نیاز ہونے کے لیے استعمال ہوتا ہے اور غنی دولت مند کو کہتے ہیں۔ یعنی کم از کم اتنا مالدار ضرور ہو کہ اسے معاش کے سلسلے میں دوسروں کی احتیاج نہ ہو جبکہ صمد کا لفظ جملہ پہلوؤں میں بے نیاز ہونے کے معنوں میں آتا ہے اور دوسرے لوگ بھی جملہ پہلوؤں میں اس کے محتاج ہوتے ہیں۔ مثلاً اللہ کھانے پینے سے بھی بے نیاز ہے اور سونے اور آرام کرنے سے بھی۔ وہ اپنی زندگی اور بقا کے لیے بھی کسی کا محتاج نہیں ہے۔ مگر باقی سب مخلوق ایک ایک چیز رزق، صحت، زندگی، شفا، اولاد حتی کہ اپنی بقا تک کے لیے بھی اللہ کی محتاج ہے۔ کوئی بھلائی کی بات ایسی نہیں جس کے لیے مخلوق اپنے خالق کی محتاج نہ ہو۔

﴿ لَمْ يَلِدْ ۙ وَلَمْ يُوْلَدْ ﴿3﴾ ﴾ ''نہ اس کی کوئی اولاد ہے اور نہ وہ کسی کی اولاد ہے۔''

کیونکہ جو پیدا ہوتا ہے وہ فنا بھی ہوتا ہے اور جو فنا ہونے والا ہو وہ کبھی خدا نہیں ہو سکتا۔ نیز انسان کو اولاد کی خواہش اور ضرورت اس لیے ہوتی ہے کہ اس کے مرنے کے بعد اس کی قائم مقام بنے اور اس کی میراث سنبھالے جبکہ اللہ کو ایسی باتوں کی کوئی احتیاج نہیں۔ وہ حی لا یموت ہے۔ اسی خیال سے عیسائیوں نے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کو اور یہود نے سیدنا عزیر علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا بنا دیا۔ مشرکین عرب فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں قرار دیتے۔ اور یونانی، مصری اور ہندی تہذیبوں نے کروڑوں کی تعداد میں دیوی اور دیوتا بنا ڈالے۔ کوئی دیوی ایسی نہ تھی جس کا انہوں نے کوئی دیوتا شوہر نہ تجویز کیا ہو اور کوئی دیوتا ایسا نہ تھا جس کے لیے انہوں نے کوئی دیوی بیوی کے طور پر تجویز نہ کی ہو۔ پھر ان میں توالد و تناسل کا سلسلہ چلا کر کروڑوں خدا بنا ڈالے۔ اسلام میں ایسے تمام توہمات کی تردید کی گئی ہے حتی کہ اللہ کی اولاد قرار دینا اس قدر شدید جرم ہے کہ اسے اللہ کو گالی دینے کے مترادف کہا گیا ہے۔ (۱)

﴿ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ﴿4﴾ ﴾ ''اور کوئی اس کا ہمسر نہیں۔''

''کفو'' کا معنی ہے ہم پایہ، ہم پلہ، مرتبہ و منزلت میں ایک دوسرے کے برابر ہونا۔ اس کے مقابلہ اور جوڑ یا ٹکر کا ہونا۔ کفو کا لفظ عموماً میدانِ جنگ میں دعوتِ مبارزت کے وقت یا نکاح اور رشتہ کے وقت بولا جاتا ہے کہ فلاں شخص فلاں کے لیے کفو ہے یعنی اس کے جوڑ کا ہے۔ اس آیت میں یہ بتایا گیا ہے کہ کائنات کی کوئی بھی چیز ایسی نہیں جو خدا کے جوڑ کی ہو اور تمہیں سمجھایا جا سکے کہ خدا فلاں چیز کی مانند ہے۔ یہی مضمون اللہ تعالیٰ نے ایک دوسرے

---

(۱) [بخاری (٤٩٧٤) کتاب التفسیر، مسند احمد (٣١٧/٢ ـ ٣٥٠)]

مقام پر ان الفاظ میں بیان کیا ہے کہ ﴿لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ﴾ [الشوریٰ : ۱۱] ''اس کی مثل کوئی چیز نہیں۔''(۱)

⇦ اللہ تعالیٰ کے مزید تعارف اور صفات وخصائص کے لیے آئندہ ''توحید ربوبیت اور توحید اسماء وصفات کا بیان'' ملاحظہ فرمائیے۔

چند باطل عقائد ونظریات

عقیدہ وحدۃ الوجود

وحدۃ الوجود کا عقیدہ یہ ہے کہ'' کائنات کی ہر چیز خدا ہے اور خدا کا کوئی الگ مستقل وجود نہیں۔'' فارسی میں اس عقیدے کو''ہمہ اُواست'' (یعنی سب کچھ وہی ہے) کا بھی نام دیا جاتا ہے۔ اس کی رو سے پاکی ناپاکی، حلال وحرام، کفر وایمان، توحید وشرک، خالق ومخلوق، عابد ومعبود غرض کسی بھی چیز میں کوئی تناقض اور فرق نہیں حتی کہ کوڑے اور غلاظت کے ڈھیر، کافر ومشرک، سانپ بچھو، کتے اور خنزیر میں بھی خدا موجود ہے۔ (العیاذ باللہ!)

یہ عقیدہ صراحتاً کتاب وسنت کی تعلیمات کے منافی ہے اور کوئی بھی ذی شعور انسان اسے قبول نہیں کر سکتا۔ لیکن پھر بھی ابن عربی جیسے صوفی نے اس کے حق میں کتابیں لکھ کر اسے مقبول بنا دیا جو آج تک صوفیاء کے ایک معروف عقیدے کے طور پر جانا جاتا ہے۔

عقیدہ وحدۃ الشہود

وحدۃ الشہود یہ ہے کہ'' کائنات کی ہر چیز اللہ کا سایہ ہے۔'' یعنی اللہ تعالیٰ کا الگ مستقل وجود تو موجود ہے لیکن یہ مخلوق درحقیقت اسی کا سایہ ہے۔ اگر اس عقیدے کو تسلیم کر لیا جائے تو لازم آئے گا کہ دنیا میں ہونے والی تبدیلیاں، اشیاء کا فنا وزوال دراصل اللہ کا فنا وزوال ہے (العیاذ باللہ) کیونکہ سایہ ہمیشہ اپنی اصل کے تابع ہوتا ہے۔ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ اللہ میں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی لہٰذا کائنات اللہ کا سایہ نہیں اور یہ عقیدہ باطل ہے۔ علاوہ ازیں اس عقیدے کی تردید اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ کتاب وسنت کی تعلیمات اور عہد صحابہ وتابعین میں اس کی کہیں کوئی مثال تک نہیں ملتی۔ اگر یہ عقیدہ درست ہوتا تو اسلاف سے کوئی تو اس کا ثبوت ملتا۔

عقیدہ حلول واتحاد

حلول واتحاد کا عقیدہ یہ ہے کہ'' بعض اوقات اللہ تعالیٰ انسانی وجود میں اتر آتے ہیں اور پھر اللہ اور انسان میں کوئی فرق نہیں رہتا۔'' یہ بھی صوفیاء کا عقیدہ ہے۔ اسلام کی رو سے یہ بھی باطل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب یہود

---

(۱) [ماخوذ از، تیسیر القرآن (۷۱۱/۴-۷۱۲)]

نے عزیر علیہ السلام کو اور نصاریٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا وجود قرار دیا تو اللہ تعالیٰ نے نہ صرف ان کی تردید فرمائی بلکہ اسے کفر سے تعبیر فرمایا، جیسا کہ ارشاد ہے ﴿لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ﴾ [المائدۃ : ۷۲] ''یقیناً ان لوگوں نے کفر کا ارتکاب کیا جنھوں نے کہا کہ مسیح ابن مریم ہی اللہ ہے۔''

ان عقائد کے اثبات کے لیے ایک باطل تاویل

صوفیاء اپنے ان باطل عقائد کے اثبات میں جو روایات پیش کرتے ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ﴿ وَ مَا يَزَالُ عَبْدِيْ يَتَقَرَّبُ إِلَيَّ بِالنَّوَافِلِ حَتَّى أُحِبَّهُ ... ﴾ ''میرا بندہ فرض ادا کرنے کے بعد نفل عبادتیں کر کے مجھ سے اتنا نزدیک ہو جاتا ہے کہ میں اس سے محبت کرنے لگ جاتا ہوں۔ پھر جب میں اس سے محبت کرنے لگ جاتا ہوں تو میں اس کا کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے، اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے، اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے، اس کا پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے اور اگر وہ مجھ سے مانگتا ہے تو میں اسے دیتا ہوں، اگر وہ کسی دشمن یا شیطان سے میری پناہ کا طالب ہوتا ہے تو میں اسے محفوظ رکھتا ہوں۔''(۱)

اس حدیث کی باطل تاویل کر کے عقیدہ حلول ثابت کرنے کی کوشش کی جاتی ہے کہ خدا بذاتِ خود بندے میں اتر آتا ہے۔ حالانکہ اس حدیث کا مطلب صرف اتنا ہے کہ جب بندہ اللہ کی محبت میں غرق ہو جاتا ہے تو اس کے ظاہری و باطنی حواس سب شریعت کے تابع ہو جاتے ہیں۔ پھر وہ ہاتھ، پاؤں، کان اور آنکھ سے صرف وہی کام کرتا ہے جس میں اللہ کی رضا ہوتی ہے۔ علاوہ ازیں اسی حدیث کا آخری حصہ بھی اس عقیدے کی تردید کرتا ہے کیونکہ آخر میں ہے کہ بندہ سوال کرتا ہے اور اللہ عطا کرتا ہے، بندہ پناہ مانگتا ہے اور اللہ پناہ دیتا ہے۔ اگر بندہ ہی خدا بن چکا ہے تو پھر سوال کس سے اور پناہ کا مطالبہ کس سے؟

ان عقائد کی بنیاد چند باطل روایات

ان باطل عقائد کے اثبات کے لیے چند جھوٹی اور من گھڑت روایات کا بھی سہارا لیا جاتا ہے، ان میں سے چند حسب ذیل ہیں، ملاحظہ فرمائیے:

(1) ﴿ كُنْتُ كَنْزًا مَخْفِيًّا فَأَحْبَبْتُ أَنْ أُعْرَفَ فَخَلَقْتُ خَلْقًا ﴾ ''میں ایک مخفی خزانہ تھا، میں نے چاہا کہ پہچانا جاؤں تو میں نے مخلوق کو پیدا کر دیا۔''(۲)

(2) ﴿ مَنْ عَرَفَ نَفْسَهُ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهُ ﴾ ''جس نے اپنے نفس کو پہچان لیا یقیناً اس نے اپنے رب کو

---

(۱) [بخاری (۶۵۰۲) کتاب الرقاق : باب التواضع]

(۲) [موضوع : المقاصد الحسنة (۱۷۴/۱) المصنوع (۱۴۱/۱) المقاصد الحسنة للسخاوی (ص : ۵۲۱)]

پہچان لیا۔''(۱)

(3) ﴿مَا وَسِعَنِي أَرْضِيْ وَلَا سَمَائِيْ وَ وَسِعَنِيْ قَلْبُ عَبْدِي الْمُؤْمِنِ﴾ ''مجھے نہ میری زمین نے وسعت دی نہ آسمان نے ، البتہ میرے مومن بندے کے دل نے مجھے وسعت دی ہے (یعنی میں اپنے مومن بندے کے دل میں سما جاتا ہوں)۔''(۲)

⇦ ان اور ان جیسی دیگر من گھڑت روایات کی بالتفصیل تحقیق کے لیے ہماری ''سلسلہ احادیث ضعیفہ'' کی کتب کا مطالعہ مفید رہے گا۔

کلمہ لا الہ الا اللہ کا مفہوم ، تقاضا اور شروط

کلمہ کا مفہوم

کلمہ کی ابتدا میں لا نفی جنس کے لیے ہے۔ اِلٰہ اس کا اسم ہے۔ اور خبر محذوف ہے اور وہ ہے حَقٌّ ۔ اِلَّا اللّٰہ خبر حَقٌّ سے استثناء ہے۔ یعنی لَا اِلٰہَ حَقٌّ اِلَّا اللّٰہ (کوئی معبودِ برحق نہیں مگر اللہ)۔

لفظِ الٰہ کے عربی میں اگرچہ مختلف معانی ہیں (جیسے وہ جس کی اطاعت کی جائے ، جس کی پناہ لی جائے وغیرہ وغیرہ) مگر کلمہ میں اس سے مراد معبود ہے (یعنی خالصتاً جس کی عبادت کی جائے ، جسے حصولِ منفعت اور دفعِ ضرر کے لیے پکارا جائے اور جس سے مدد طلب کی جائے وغیرہ)۔ یوں کلمہ کا معنی یہ ہوگا کہ ''کوئی بھی معبودِ برحق نہیں مگر صرف اللہ تعالیٰ۔'' یعنی غیر اللہ سے عبادت کی مکمل نفی اور اللہ کے لیے اس کا اثبات۔ یہی چیز قرآن کریم میں یوں بیان ہوئی ہے ﴿ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَاَنَّ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ هُوَ الْبَاطِلُ﴾[الحج : ۶۲] ''یہ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ ہی برحق ہے اور اس کے سوا جنہیں وہ پکارتے ہیں ، باطل ہیں۔''

دیگر متعدد آیات کریمہ سے اسی مفہوم کی تائید ہوتی ہے جیسا کہ ﴿وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ﴾ [الاسراء : ۲۳] ''تیرے رب نے یہ فیصلہ کر دیا ہے تم نہ عبادت کرو مگر صرف اسی کی۔'' ایک دوسرا ارشاد یوں ہے کہ ﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ﴾[الذاریات : ۵۶] ''اور میں نے جن وانس کو صرف اس لیے پیدا کیا تاکہ وہ میری عبادت کریں۔'' اس معنی کی اور بھی بہت سی آیات ہیں۔

مشرکین مکہ اور کلمہ کا مفہوم

جب نبی کریم ﷺ نے مشرکین مکہ کو اس کلمہ کی دعوت دی تو انہوں نے بھی اس کا یہی (غیر اللہ سے ہر قسم کی

---

(۱) [موضوع : الأسرار المرفوعة (۵۰۶) تنزیہ الشریعة (۲/۴۰۲) تذکرة الموضوعات (۱۱)]

(۲) [موضوع : امام ابن تیمیہؒ نے اسے موضوع قرار دیا ہے۔[کما فی المصنوع فی معرفة الحدیث الموضوع (ص : ۱۶۴)]

عبادت کی نفی والا) معنی سمجھا تھا۔ چنانچہ جب آپ نے ان سے فرمایا﴿ قُوْلُوْا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ تُفْلِحُوْا﴾ ''لا الٰہ الا اللہ کہہ دو، فلاح پا جاؤ گے۔''(۱) تو انہوں نے انکار کر دیا، کیونکہ وہ سمجھ گئے تھے کہ اس کلمے کے اقرار کا مطلب اُن تمام معبودوں کا انکار ہے جن کی ان کے آباؤ اجداد مورتیوں، پتھروں اور درختوں وغیرہ کی صورت میں پوجا کیا کرتے تھے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

﴿اِنَّهُمْ كَانُوْۤا اِذَا قِيْلَ لَهُمْ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ يَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۳۵﴾ وَيَقُوْلُوْنَ اَئِنَّا لَتَارِكُوْۤا اٰلِهَتِنَا لِشَاعِرٍ مَّجْنُوْنٍ ﴿۳۶﴾﴾ [الصافات : ٣٥۔٣٦] ''یہ (مشرکین) وہ لوگ ہیں جب ان سے کہا جاتا کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں تو یہ سرکشی (تکبر اور انکار) کرتے تھے۔ اور کہتے تھے کہ کیا ہم اپنے معبودوں کو ایک دیوانے شاعر کی بات پر چھوڑ دیں؟۔''

معلوم ہوا کہ مشرکین مکہ نے کلمہ کا معنی ''غیر اللہ سے عبادت کی مکمل نفی اور اس کی صرف اللہ کے ساتھ تخصیص'' ہی سمجھا تھا۔ اس لیے بعد میں جو بھی مسلمان ہوا، اس نے مکمل طور پر شرک چھوڑ دیا اور عبادت کو صرف اللہ کے لیے ہی خالص کر دیا۔

کلمے کا تقاضا

درج بالا کلمہ کے معنی و مفہوم سے پتہ چلتا ہے کہ اس کلمہ کا یہ تقاضا ہے کہ مکمل طور پر غیر اللہ کی عبادت ترک کر دی جائے اور خالص ہو کر صرف اللہ ہی کی عبادت کی جائے۔ بالفاظ دیگر قیام، رکوع و سجود صرف اللہ ہی کے لیے کیا جائے، دعا و فریاد صرف اللہ ہی سے کی جائے، حاجت روائی اور مشکل کشائی کے لیے صرف اللہ ہی کو پکارا جائے، مدد صرف اللہ ہی سے طلب کی جائے، خشوع خضوع صرف اللہ ہی کے لیے ہو، قربانی، نذر نیاز اور چڑھاوا بھی صرف اللہ ہی کے نام کا دیا جائے۔ الغرض عبادت کی ہر قسم صرف اللہ ہی کے لیے بجالائی جائے۔

یہ ہرگز کافی نہیں کہ کلمہ پڑھ کر محض اللہ کو خالق و مالک اور رازق تسلیم کر لیا اور جب کوئی مصیبت آن پڑی تو اس کے دفعیہ کے لیے غیر اللہ کے دربار میں جا حاضر ہوئے۔ یاد رکھئے کہ اگر کلمہ سے یہی مقصود ہوتا تو مشرکین کبھی بھی اس کا انکار نہ کرتے کیونکہ اللہ کو خالق و مالک اور رازق تو وہ بھی تسلیم کرتے تھے (مگر جب انہیں ایک اللہ کی عبادت کی طرف دعوت دی جاتی تو انکار کر دیتے) جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

﴿قُلْ مَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اَمَّنْ يَّمْلِكُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَمَنْ يُّخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَمَنْ يُّدَبِّرُ الْاَمْرَ ۚ فَسَيَقُوْلُوْنَ اللّٰهُ﴾ [یونس : ٣١] ''کہہ

---

(۱) [صحيح : مسند احمد (٣٧٦/٥)] شیخ شعیب ارناؤوط اس کی سند کو صحیح کہتے ہیں۔ [الموسوعة الحديثية (٢٣٢٤٠)]

دیجیے کہ وہ کون ہے جو تم کو آسمان اور زمین سے رزق پہنچاتا ہے یا وہ کون ہے جو کانوں اور آنکھوں کا مالک ہے اور وہ کون ہے جو زندہ کو مردہ سے نکالتا ہے اور مردہ کو زندہ سے نکالتا ہے اور وہ کون ہے جو تمام کاموں کی تدبیر کرتا ہے؟ ضرور وہ یہی کہیں گے کہ اللہ۔''

زبان سے کہہ بھی دیا لا الٰہ تو کیا حاصل   دل ونگاہ مسلمان نہیں تو کچھ بھی نہیں

کلمے کی شروط

کلمہ توحید کی اگرچہ احادیث میں بڑی فضیلت بیان ہوئی ہے اور اسے ذریعہ نجات قرار دیا گیا ہے (جیسا کہ اس کی فضیلت آئندہ باب ''توحید کی فضیلت کا بیان'' میں بالتفصیل ذکر ہوئی ہے)۔ لیکن ہر عمل کی طرح اس کی بھی کچھ شرائط ہیں، جنہیں پورا کرنے پر ہی اس کلمے کا کچھ فائدہ ہوگا اور وہ شروط یہ ہیں:

1. کلمہ کے معنی ومفہوم کا علم ہوتا کہ اس کے تقاضے پورے کیے جاسکیں۔
2. کامل یقین سے کلمہ پڑھا جائے، کچھ بھی شک نہ ہو۔
3. مخلص ہو کر سچے دل سے کلمہ پڑھا جائے، منافقین کی طرح محض دکھاوے کے لیے نہ پڑھا جائے۔
4. دل وزبان اور عمل سے کلمہ کے تقاضوں کو پورا کیا جائے اور اس کے منافی ہر چیز کی تردید کی جائے۔

روز ازل سے عقیدۂ توحید کا عہد

اللہ رب العزت نے جب آدم علیہ السلام کی پشت سے تمام اولادِ آدم کی ارواح کو نکالا تو سب سے پہلے ان سے اپنی ربوبیت اور الوہیت کا اقرار کرایا۔ جس کا مقصد یہ تھا کہ کوئی مشرک وکافر روزِ قیامت یہ نہ کہہ سکے کہ مجھے تو علم ہی نہیں تھا کہ میرا رب کون ہے اور میرا معبود کون ہے؟ اور اس کا دوسرا مقصد یہ تھا کہ کوئی بھی انسان اپنی سابقہ نسلوں اور بگڑے ہوئے ماحول پر اپنی گمراہی کی ذمہ داری ڈال کر خود بری الذمہ نہ ہو سکے کیونکہ ہر شخص سے انفرادی طور پر یہ عہد لیا گیا تھا، اب کوئی بھی یہ نہیں کہہ سکتا کہ اصل میں مشرک یا قصور وار تو ہمارے بڑے بزرگ تھے اور ہمیں محض ان کی اولاد ہونے کی سزا کیوں دی جارہی ہے؟ اس عہد کو عہدِ اَلَسْتُ کہا جاتا ہے جو قرآن کریم کے الفاظ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ سے ماخوذ ہے۔ بطورِ دلیل آیت کریمہ اور بذریعہ حدیث اس کی تفسیر آئندہ سطور میں ملاحظہ فرمائیے۔

آیت کریمہ

﴿وَإِذْ أَخَذَ رَبُّكَ مِنۢ بَنِىٓ ءَادَمَ مِن ظُهُورِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَأَشْهَدَهُمْ عَلَىٰٓ أَنفُسِهِمْ أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ ۖ قَالُوا۟ بَلَىٰ ۛ شَهِدْنَآ ۛ أَن تَقُولُوا۟ يَوْمَ ٱلْقِيَـٰمَةِ إِنَّا كُنَّا عَنْ هَـٰذَا غَـٰفِلِينَ ﴿١٧٢﴾ أَوْ تَقُولُوٓا۟ إِنَّمَآ

اَشْرَكَ اٰبَآؤُنَا مِنْ قَبْلُ وَ كُنَّا ذُرِّيَّةً مِّنْ بَعْدِهِمْ ۚ اَفَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ الْمُبْطِلُوْنَ ﴿۱۷۳﴾ ﴾ [الاعراف : ۱۷۲-۱۷۳] ''اور جب آپ کے رب نے آدم کی پشت سے ان کی اولاد کو نکالا اور ان سے ان ہی کے متعلق اقرار لیا کہ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ سب نے جواب دیا کیوں نہیں! ہم سب گواہ ہیں۔ (یہ عہد اس لیے لیا) تا کہ تم لوگ قیامت کے روز یوں نہ کہو کہ ہم تو اس سے محض بے خبر تھے۔ یا یوں کہو کہ پہلے پہلے شرک تو ہمارے بڑوں نے کیا اور ہم ان کے بعد کی نسل میں ہوئے، سو کیا ان غلط راہ والوں کے فعل پر تو ہم کو ہلاکت میں ڈال دے گا؟''

تفسیر بالحدیث

اس آیت کی تفسیر ایک حدیث میں یوں بیان ہوئی ہے کہ ﴿ جَمَعَهُمْ فَجَعَلَهُمْ اَزْوَاجًا ثُمَّ صَوَّرَهُمْ فَاسْتَنْطَقَهُمْ فَتَكَلَّمُوْا ثُمَّ اَخَذَ عَلَيْهِمُ الْعَهْدَ وَ الْمِيْثَاقَ ... قَالُوْا شَهِدْنَا بِاَنَّكَ رَبُّنَا وَ اِلٰهُنَا لَا رَبَّ لَنَا غَيْرُكَ وَ لَا اِلٰهَ لَنَا غَيْرُكَ ، فَاَقَرُّوْا بِذٰلِكَ ﴾ ''اللہ تعالیٰ نے انہیں (یعنی اولادِ آدم کو آدم علیہ السلام کی پشت سے نکالنے کے بعد) جمع کیا اور انہیں جوڑے جوڑے بنایا، پھر انہیں صورت دی اور پھر انہیں بلوایا۔ انہوں نے (اللہ کی مشیت کے مطابق) بات کی۔ بعد ازاں ان سے عہد و میثاق لیا اور انہیں ان کی ذوات پر گواہ بنایا کہ ''کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟'' انہوں نے اثبات میں جواب دیتے ہوئے گواہی دی، پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا، میں تم پر ساتوں آسمانوں اور ساتوں زمینوں کو گواہ بناتا ہوں نیز تم پر تمہارے باپ آدم کو گواہ بناتا ہوں کہ کہیں تم قیامت کے دن یہ نہ کہہ دو کہ ہمیں تو اس کا علم نہ تھا یقین کرو کہ میرے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں اور نہ میرے علاوہ کوئی رب ہے، میرے ساتھ تمہیں کسی کو بھی شریک نہ کرنا ہوگا، یقیناً میں تمہاری جانب اپنے پیغمبروں کو بھیجتا رہوں گا جو تمہیں میرے ساتھ (کیا ہوا) عہد و پیمان یاد دلاتے رہیں گے اور تم پر اپنی کتابوں کو نازل کروں گا۔ ان سب نے کہا، ہم گواہی دیتے ہیں کہ تو ہمارا رب اور معبود ہے، تیرے سوا نہ کوئی ہمارا رب ہے اور نہ ہی معبود۔ چنانچہ انہوں نے ان باتوں کا اقرار کر لیا۔''(۱)

یہ عہد ہمیں یاد کیوں نہیں؟

یہاں ایک سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر یہ عہد اتنا اہم تھا تو آج ہمیں یاد کیوں نہیں؟ اس کا الزامی جواب تو یہ ہے کہ ہمیں تو اپنی ماں کے پیٹ میں رہنا، پیدا ہونا، مقامِ پیدائش اور وقتِ پیدائش بھی یاد نہیں۔ غرض کہ بے شمار

---

(۱) [حسن موقوف : مسند احمد (۱۳۵/۵) مشكاة المصابيح (۱۱۸) كتاب الايمان : باب الايمان بالقدر، مشکاۃ کی تخریج هداية الرواة میں ہے کہ اس روایت کو امام احمد رحمہ اللہ نے نہیں بلکہ ان کے بیٹے عبد اللہ نے ''زوائد المسند (۱۳۵/۵)'' میں روایت کیا ہے اور اس کی سند حسن موقوف ہے اور یہ مرفوع کے حکم میں ہے کیونکہ رائے سے ایسی بات نہیں کہی جا سکتی۔ [هداية الرواة (۱۱۲/۱)]

ایسی باتیں ہیں جو ہمیں یاد نہیں مگر وہ اپنی جگہ ٹھوس حقیقتیں ہیں لہٰذا یاد نہ رہنے کا عذر معقول نہیں ہو سکتا۔

اور حقیقی جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو یہ منظور ہی نہ تھا کہ وہ عہد انسان کو ہر وقت یاد رہے کیونکہ اس صورت میں انسان اللہ سے بغاوت اور اس کی نافرمانی کر ہی نہیں سکتا تھا اور یہ بات مشیت الٰہی کے خلاف ہے کیونکہ یہ دنیا انسان کے لیے دارالامتحان ہے لہٰذا اس واقعہ کو انسان کے شعور میں نہیں بلکہ تحت الشعور یا وجدان میں رکھ دیا گیا اور یہ اسی داعیہ کا اثر ہے کہ بعض دفعہ پکے کافر اور دہریہ قسم کے لوگ بھی اللہ کی ذات کو تسلیم کرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں یا مصیبت کے وقت لاشعوری طور پر اسے پکارنے لگتے ہیں۔ اس عہد کے لاشعور میں موجود ہونے کا دوسرا ثبوت یہ ہے کہ انسان میں دو طرح کی استعدادیں رکھی گئی ہیں ایک بالقوہ، دوسری بالفعل۔ مثلاً ایک انسان پینٹر بننا چاہتا ہے تو وہ اسی صورت میں ممکن ہے جبکہ اس میں یہ استعداد بالقوہ موجود ہو یعنی وہ پینٹر بننے کی صلاحیت رکھتا ہو پھر اسے اس کے مطابق خارجی ماحول میسر آ جائے یعنی اسے کوئی استاد، وقت، متعلقہ آلات اور سامان مل جائے تو محنت سے وہ پینٹر بن جائے گا۔ اس وقت اس کی وہ استعداد جو بالقوہ تھی وہ بالفعل میں تبدیل ہو گئی اور اگر انسان یہ چاہے کہ وہ فرشتہ بن جائے تو وہ کبھی نہ بن سکے گا خواہ لاکھوں کوششیں کرے کیونکہ اس میں فرشتہ بننے کی استعداد بالقوہ موجود ہی نہیں۔ اب ہمارا یہ دعویٰ ہے کہ اس عہد الست کی یاد انسان میں بالقوہ موجود ہے پھر اسے خارج سے موافق ماحول اور سامان میسر آ جاتا ہے تو اس کی یہی استعداد بالفعل میں تبدیل ہو جاتی ہے، موافق سامان اور ماحول سے یہاں مراد اللہ کے پیغمبر اور اس کی کتابیں ہیں جو انسان کی استعداد کو صحیح راستے پر چلا دیتی ہیں۔ گویا انبیاء اور کتابوں کا یہ کام ہوتا ہے کہ جو استعداد انسان کے اندر بالقوہ موجود تھی اس کو یاد دہانی کراتے رہیں اور اسے بالفعل کے مقام پر لے آئیں۔ (۱)

بہر حال اس سوال کے جواب کے بعد ایک اور سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب ازل کا بھولا ہوا وعدہ یاد دلانے کے لیے اللہ تعالیٰ نے انبیاء اور کتابیں بھی نازل فرمائیں تو پھر شرک کا آغاز کیسے ہوا؟ کیوں ہوا؟ کیا اسباب تھے؟ اس کے لیے آئندہ سطور ملاحظہ فرمائیے۔

شرک کا آغاز

شرک کا آغاز قوم نوح سے ہوا

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ﴿وَقَالُوا لَا تَذَرُنَّ اٰلِهَتَكُمْ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَّلَا سُوَاعًا ۙ وَّلَا يَغُوثَ

---

(۱) [ماخوذ از، تیسیر القرآن (۲/۱۱۵)]

﴿وَيَعُوْقَ وَ نَسْرًا﴾[نوح : ۲۳] ''(سردارانِ قوم نوح نے لوگوں سے) کہا کہ ہرگز اپنے معبودوں کو نہ چھوڑنا اور نہ ود، سواع، یغوث، یعوق اور نسر کو (چھوڑنا)۔''

اس آیت کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ((هٰذِهِ اَسْمَاءُ قَوْمٍ صَالِحِيْنَ مِنْ قَوْمِ نُوْحٍ ، فَلَمَّا هَلَكُوْا ...)) یعنی یہ (ود، سواع وغیرہ) قومِ نوح کے نیک آدمیوں کے نام تھے، جب یہ مر گئے تو شیطان نے ان کے عقیدت مندوں کو کہا کہ ان کی تصویریں بنا کر تم اپنے گھروں اور دکانوں میں رکھ لو تا کہ ان کی یاد تازہ رہے اور ان کے تصور سے تم بھی ان کی طرح نیکیاں کرتے رہو۔ جب یہ تصویریں بنا کر رکھنے والے فوت ہو گئے تو شیطان نے ان کی نسلوں کو یہ کہہ کر شرک میں ملوث کر دیا کہ تمہارے آباء تو ان کی عبادت کرتے تھے جن کی تصویریں تمہارے گھروں میں لٹک رہی ہیں، چنانچہ انہوں نے ان کی پوجا شروع کر دی۔''(۱)

بعد ازاں ان بتوں کی اتنی شہرت ہوئی کہ عرب میں بھی ان کی پوجا ہوتی رہی۔ چنانچہ وَدّ دومۃ الجندل میں قبیلہ کلب کا، سُوَاع ساحل بحر کے قبیلہ ہذیل کا، یَغُوْث سبا کے قریب جرف جگہ میں مراد اور بنی غطیف کا، یَعُوْق ہمدان قبیلے کا اور نَسْر حمیر قوم کے قبیلہ ذوالکلاع کا معبود رہا۔(۲)

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کا بیان

شرک کا آغاز یوں ہوا کہ جب نیک لوگ فوت ہوئے تو لوگوں نے ان کی قبروں کی مجاوری شروع کر دی، پھر ان کی تصاویر بنالیں اور پھر ان کی عبادت کرنے لگے۔ یہی پہلا شرک تھا جو اولادِ آدم میں ظاہر ہوا اور ایسا قومِ نوح میں ہوا تھا۔(۳)

امام ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ کا بیان

فرماتے ہیں کہ اکثر سلف کا کہنا ہے کہ یہ (ود، سواع وغیرہ) قومِ نوح کے نیک لوگ تھے، پھر جب وہ فوت ہوئے تو لوگ ان کی قبروں کے مجاور بن گئے، پھر ان کی تصویریں بنالیں، پھر جب طویل عرصہ گزر گیا تو ان کی عبادت کرنے لگے۔(٤)

معلوم ہوا کہ شرک کا آغاز قومِ نوح سے ہوا تھا اور اس کا سبب نیک لوگوں کی تعظیم میں غلو اور ان کی مدح وثنا میں حد سے تجاوز تھا کہ جب وہ فوت ہوئے تو ان کی محبت میں ان کی قبروں پر آستانے بنا لیے گئے، قبروں کی مجاوری شروع کر دی گئی، پھر ان کی یاد دلوں میں تازہ رکھنے کے لیے ان کی تصویریں بنا کر گھروں میں رکھ لی گئیں۔ پھر بعد کی نسلوں نے ان کی تصویروں، مجسموں اور قبروں کی پوجا شروع کر دی۔

---

(۱) [بخاری (۴۹۲۰) کتاب التفسیر] (۲) [تفسیر احسن البیان (ص : ۱٦۳٦)]

(۳) [الحسنة والسيئة لابن تيمية (ص : ۱۱٦)] (٤) [اغاثة اللهفان (۲۱۰/۱)]

قومِ نوح کی طرح بعینہٖ یہ گمراہی آج بھی دیکھنے کو ملتی ہے کہ لوگ اپنے فوت شدہ بزرگوں کی محبت میں حد سے تجاوز کر رہے ہیں اوران کی قبروں پر مزار بنا رہے ہیں، ان کے آستانوں پر حاضری دے رہے ہیں، ان کی یاد میں عرس اور میلے منعقد کرتے ہیں، ان کی تصویریں اور مجسمے ان کی یاد تازہ رکھنے کے لیے گھروں اور دکانوں میں رکھتے ہیں۔ پھر مصائب ومشکلات میں انہی کو پکارتے ہیں۔ تو کیا یہ وہی شرک نہیں جس کا آغاز قومِ نوح سے ہوا، جس سے کتاب وسنت میں روکا گیا ہے، ڈرایا گیا ہے، جہنم کی وعیدیں سنائی گئی ہیں؟ یقیناً یہ وہی شرک ہے، اس لیے ہر ممکن طریقے سے اس سے بچنے اور دوسروں کو اس سے بچانے کی کوشش کرنی چاہیے۔ (واللہ المستعان)

شرک کی تردید

جب سے شرک کا آغاز ہوا اس کی تردید بھی جاری ہے۔ شرک سے روکنے والا اولین طبقہ انبیاء کرام علیہم السلام کا ہے جنہیں مبعوث کرنے کا مقصد ہی یہ تھا کہ وہ لوگوں کو توحید کی دعوت دیں اور شرک سے بچائیں حتی کہ خاتم النبیین ﷺ کی ساری زندگی بھی اسی مشن میں صرف ہوئی۔ اس کی کچھ تفصیل آئندہ سطور میں ملاحظہ فرمایئے۔

انبیاء کرام علیہم السلام

انبیاء کرام علیہم السلام کی بعثت کا مقصد بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ ”ہم نے ہر امت میں رسول بھیجا (تاکہ وہ لوگوں کو یہ دعوت دے) کہ صرف اللہ کی عبادت کرو اور اس کے سوا تمام (باطل) معبودوں سے بچو۔“ [النحل: ٣٦] جب سے انسانوں میں قومِ نوح کے زمانے میں شرک پیدا ہوا۔ اللہ تعالیٰ اسی پیغام کے ساتھ لوگوں کی طرف اپنے رسولوں کو بھیجتا رہا ہے۔ سب سے پہلے رسول جنہیں اللہ تعالیٰ نے اہل زمین کی طرف مبعوث فرمایا، وہ نوح علیہ السلام تھے اور خاتم النبیین محمد ﷺ ہیں، جنہیں تمام جن وانس کی طرف مبعوث کیا گیا۔ ان تمام انبیائے کرام نے اللہ کی توحید ہی کی دعوت دی اور لوگوں کو ہر ممکن طریقے سے شرک سے بچانے کی کوشش کی۔

قومِ نوح نے بت پرستی کا آغاز کر کے شرک کو رائج کیا [1] تو نوح علیہ السلام نے اس کی پرزور تردید کی۔ قومِ عاد میں بھی بتوں کی پوجا جاری رہی، ان کے بت صدا، صمود اور وہرا تھے [2]، ہود علیہ السلام نے انہیں اس شرک سے روکا۔ قومِ ثمود بھی شرک فی العبادۃ کی مرتکب تھی، یہ لوگ بتوں کو پوجتے اور اپنی قوت وطاقت کے بل بوتے پر تکبر وفخر کرتے اور اللہ کا شکر نہ کرتے [3]، انہیں صالح علیہ السلام نے اس رویئے سے روکا۔ ابراہیم علیہ السلام کی قوم لکڑی اور پتھر کے بت بنا کر ان کی پوجا کرتی، اس قوم کے لوگ سورج، چاند اور ستاروں کی بھی پوجا کرتے تھے [4]، ابراہیم علیہ السلام

---

(١) [بخاری (٤٩٢٠) کتاب التفسیر]
(٢) [البدایة والنهایة لابن کثیر (١٢١/١)]
(٣) [تاریخ طبری (٢٢٦/١)]
(٤) [تفسیر رازی (١٢٢/٢)]

نے انہیں ہر ممکن طریقے سے سمجھانے کی کوشش کی۔ قومِ لوط بھی مشرک تھی (۱)، انہیں لوط علیہ السلام نے شرک سے روکا۔ یوسف علیہ السلام کی قوم بھی شرک فی العبادۃ اور شرک فی الربوبیۃ کی مرتکب تھی، مزید برآں وہ الٰہی قوانین کے برخلاف اپنی خواہشات کے مطابق فیصلے بھی کیا کرتے تھے جو کہ شرک کی ہی ایک قسم ہے (۲) تو یوسف علیہ السلام نے انہیں اس شرک سے روکنے کی کوشش کی۔ یونس علیہ السلام کی قوم بھی شرک و کفر پر تھی اور بت پرستی کی مرتکب تھی (۳)، انہوں نے اسے شرک سے بچنے کی تلقین کی۔ قومِ موسیٰ کے لوگ بھی بت پرست تھے، ان میں سے بعض تو سورج، چاند، ستاروں اور بعض حیوانات جیسے گائیوں اور بندروں کے بھی پجاری تھے (٤)، موسیٰ علیہ السلام نے انہیں ہر ممکن طریقے سے روکا۔ الغرض تمام انبیاء نے اپنے اپنے ادوار میں لوگوں کو شرک سے روکا کیونکہ یہ ان کا اولین فریضہ تھا۔

مختلف انبیاء کرام علیہم السلام کی اپنی قوم کو دعوتِ توحید اور شرک سے روکنے کے متعلق مزید کچھ دلائل و حوالہ جات کے لیے دیکھئے آئندہ باب ''توحید کی اہمیت کا بیان''۔

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ آیا تو عرب کے جاہلی معاشرے میں بھی شرک جاری تھا اور بت پرستی کا عام رواج تھا۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی لوگوں کو شرک سے روکا حتی کہ اگر یہ کہا جائے کہ آپ کی ساری زندگی شرک کا قلع قمع کرنے میں ہی صرف ہوگئی تو بے جا نہ ہوگا۔ ابتداءً چونکہ جہاد و قتال کے احکام نازل نہ ہوئے تھا اس لیے آپ نے محض بذریعہ دعوت لوگوں کو توحید کا پرچار کیا۔ پہلے گھر والوں اور قریبی رشتہ داروں کو دعوت دی (۵)۔ پھر عام اعلان فرما دیا کہ ''اے لوگو! کلمہ لا الٰہ الا اللہ کہہ دو فلاح پا جاؤ گے۔'' (٦)

اس راستے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت سی اذیتوں اور مصائب کا بھی سامنا کرنا پڑا جیسے آپ کی دو صاحبزادیوں (رقیہ اور اُمِ کلثوم رضی اللہ عنہما) کو طلاق دے دی گئی۔ آپ کو شاعر، پاگل اور جادوگر کہا گیا۔ گالیاں دی گئیں۔ پتھر مارے گئے۔ حالتِ سجدہ میں آپ پر اونٹ کی اوجھڑی رکھ دی گئی۔ (۷) مگر آپ کے پائے ثبات میں کچھ بھی لغزش نہ آئی۔ ایک دفعہ ایک مشرک نے آپ کی گردن میں کپڑا ڈال کر نہایت سختی سے آپ کا گلا دبا دیا، تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اسے دور ہٹایا اور کہا کہ ''کیا تم محض اس وجہ سے ایک آدمی کو قتل کرنا چاہتے ہو کہ وہ کہتا ہے میرا رب اللہ ہے؟۔'' (۸)

---

(۱) [مجموع الفتاوی لابن تیمیة (۱٦/۲٤۹)] (۲) [سورہ یوسف : آیت ۳۹ ـ ٤۰]

(۳) [الکامل فی التاریخ لابن الاثیر (۱/۲۰۸)] (٤) [دعوت توحید، للھراس (ص : ۱۵۲)]

(۵) [الشعراء : ۲۱٤]، [بخاری (٤۹۷۱) مسلم (۲۰۸)، (۲۰۵)]

(٦) [**صحیح** : مسند احمد (۵/۳۷٦)] شیخ شعیب ارناؤوط اس کی سند کو صحیح کہتے ہیں۔[الموسوعة الحدیثیة (۲۳۲٤۰)]

(۷) [الرحیق المختوم (ص : ۱۲۳ـ۱۲٦)] (۸) [بخاری (۳٦۷۸) کتاب فضائل اصحاب النبی]

شرک کے معاملے میں کوئی مفاہمت بھی قابل قبول نہیں۔ چنانچہ جب مشرکوں نے نبی ﷺ کو یہ پیش کش کی کہ ایک سال ہم آپ کے معبود کی پوجا کر لیا کریں گے اور ایک سال آپ ہمارے معبودوں کی پوجا کر لیا کریں، تو اس کی تردید میں پوری سورت (سورۂ کافرون) نازل کر دی گئی۔

﴿قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ ﴿١﴾ لَا أَعْبُدُ مَا تَعْبُدُونَ ﴿٢﴾ وَلَا أَنتُمْ عَابِدُونَ مَا أَعْبُدُ ﴿٣﴾ وَلَا أَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدتُّمْ ﴿٤﴾ وَلَا أَنتُمْ عَابِدُونَ مَا أَعْبُدُ ﴿٥﴾ لَكُمْ دِينُكُمْ وَلِيَ دِينِ ﴿٦﴾﴾ [الکافرون]

''(اے پیغمبر!) کہہ دیجئے کہ اے کافرو! نہ میں عبادت کرتا ہوں اس کی جس کی تم عبادت کرتے ہو۔ نہ تم عبادت کرنے والے ہو اس کی جس کی میں عبادت کرتا ہوں۔ اور نہ میں عبادت کروں گا جس کی تم عبادت کرتے ہو۔ اور نہ تم اس کی عبادت کرنے والے ہو جس کی میں عبادت کر رہا ہوں۔ تمہارے لیے تمہارا دین ہے اور میرے لیے میرا دین ہے۔''(۱)

بہر حال مکی زندگی کے تیرہ سال اسی طرح محض زبانی دعوت، کفار کی طرف سے اذیتوں اور ان پر عفو و درگزر سے کام لیتے ہوئے ہی گزر گئے۔ لیکن جب آپ ﷺ مدینہ کی طرف ہجرت کر گئے تو آپ کو کفار و مشرکین کے خلاف لڑائی کی اجازت دے دی گئی۔ یہ اجازت پہلے صرف ان کفار تک محدود تھی جنہوں نے آپ پر ظلم کیا تھا۔(۲) لیکن بعد ازاں ساری دنیا میں دین کے غلبہ تک مشرکوں کے خلاف لڑائی کا حکم دے دیا گیا۔(۳) چنانچہ مشرکوں کے خلاف پہلا خونی معرکہ میدانِ بدر میں ہوا، جہاں نبی ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے مدد کی فریاد کی اور کہا ''اے اللہ! اگر یہ (چند صحابہ کا) گروہ ہلاک ہو گیا تو پھر تیری کبھی عبادت نہ ہو گی۔''(٤) ان الفاظ سے صاف ظاہر ہے کہ اس جنگ اور لڑائی کا مقصد صرف یہی تھا کہ عبادت صرف ایک اللہ ہی کی ہونی چاہیے۔

غزوۂ بدر کے بعد کفر و اسلام کا دوسرا بڑا معرکہ غزوۂ اُحد کی صورت میں ہوا۔ اس میں چونکہ ستر کے قریب صحابہ شہید ہو گئے تھے اور نبی ﷺ کی شہادت کی بھی افواہ پھیل گئی تھی، اس لیے اس کے اختتام پر ابوسفیان نے جبل اُحد پر چڑھ کر بلند آواز سے محمد ﷺ اور ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے متعلق پوچھا۔ آگے سے کوئی جواب نہ آیا تو اس نے کہا چلو ان تینوں سے تو نجات ملی۔ تب اس نے کہا ((أُعْلُ هُبَلُ)) ''ہبل (ہمارا معبود) بلند ہو۔'' نبی ﷺ نے اپنی اور اپنے دونوں ساتھیوں کی بے عزتی تو برداشت کر لی لیکن جب اللہ تعالیٰ کی عزت پر حرف آیا تو اسے برداشت نہ کیا

---

(۱) [تفسیر ابن کثیر (٦٦٧/٦)]

(۲) [أُذِنَ لِلَّذِينَ يُقَاتَلُونَ بِأَنَّهُمْ ظُلِمُوا ۔ الحج : ٣٩]

(۳) [وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّى لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ الدِّينُ كُلُّهُ لِلَّهِ ۔ الانفال : ٣٩]

(٤) [حسن : صحیح ترمذی ، ترمذی (٣٠٨١) ارواء الغلیل (٤٥/٥)]

اور فوراً جواب دینے کو کہا کہ ((اَللّٰہُ اَعْلٰی وَ اَجَلّ)) ''اللہ ہی اعلیٰ و برتر ہے۔'' پھر ابوسفیان نے کہا ((لَنَا عُزّٰی وَلَا عُزّٰی لَکُمْ)) ''ہمارے لیے عزیٰ ہے اور تمہارے لیے عزیٰ نہیں۔'' اس کا یہ جواب دیا گیا کہ ((اَللّٰہُ مَوْلَانَا وَلَا مَوْلٰی لَکُمْ)) ''اللہ ہمارا مولیٰ (سرپرست) ہے اور تمہارا کوئی مولیٰ نہیں۔''(۱) اس سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ کفار و مشرکین کے خلاف جنگ کا سبب عقیدۂ توحید ہی تھا۔

غزوۂ اُحد کے بعد بھی مشرکین کے خلاف غزوات کا سلسلہ جاری رہا۔ بالآخر اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو 8 ہجری میں فاتح کی حیثیت سے مکہ میں داخل کیا۔ تو آپ نے بیت اللہ میں موجود تین سو ساٹھ بت (360) اپنے ہاتھ سے گرائے اور بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ بیت اللہ کی چھت پر چڑھ کر باآواز بلند اذان دیں۔ تاکہ اللہ کی عظمت و کبریائی کا نعرہ چہار سو گونج جائے اور سب پر واضح ہو جائے کہ عبادت و اطاعت کی مستحق ذات صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ فتح مکہ کے بعد چونکہ نبی ﷺ ہی جزیرۂ عرب کے حکمران تھے اس لیے آپ نے جہاں معاشی و معاشرتی مسائل کی طرف توجہ دی وہاں مراکز شرک کا بھی خاتمہ کیا۔ چنانچہ عزیٰ اور لات کے بت کدوں کو مسمار کرنے کے لیے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو، منات کو گرانے کے لیے سعد بن زید رضی اللہ عنہ کو اور سواع کو منہدم کرنے کے لیے عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو صحابہ کے چھوٹے چھوٹے دستوں کے ساتھ روانہ فرمایا۔ یوں پورے جزیرۂ عرب میں توحید کا پرچم لہرا دیا اور شرک کا مکمل طور پر خاتمہ کر دیا۔(۲)

ردِ شرک اور ہمارا فریضہ

قرآن کریم کے مطابق نبی ﷺ کی زندگی ہمارے لیے بہترین نمونہ ہے(۳) اور حدیثِ نبوی کے مطابق نبی کریم ﷺ کی سنت اور طریقے کو اپنانا لازم ہے۔(٤) لہٰذا آج ہم پر یہ فریضہ عائد ہوتا ہے کہ جیسے نبی ﷺ نے بغیر کوئی مفاہمت قبول کیے ساری زندگی ہر ممکن طریقے سے شرک کے خاتمے کی کوشش کی ویسے ہم بھی کریں۔ بذریعہ قوت شرک کو روکیں، اگر اس کی طاقت نہ ہو تو دعوت و بیان کے ذریعے ہی اس کی تردید کریں(٥)۔ پہلے اپنے گھروں سے شرک مٹائیں، پھر اپنے رشتہ داروں اور پھر اپنے علاقوں سے اسے مٹانے کی کوشش کریں اور پھر پوری دنیا سے اسے مٹانے کی کوشش میں لگ جائیں۔ یہی الٰہی تعلیمات ہیں، یہی منہج محمدی ہے، یہی اسوۂ صحابہ ہے اور یہی نجات کا راستہ ہے۔ (واللہ الموفق)

---

(۱) [صحیح: فقه السيرة، بتحقيق الالبانی (ص: ۲٦۰) سيرة ابن هشام (۲/۹٤)]

(۲) [ان تمام واقعات کی تفصیل کے لیے دیکھیے: سيرة ابن هشام، الرحيق المختوم، رحمة للعالمين]

(۳) [لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ ۔ الاحزاب: ۲۱]

(٤) ["عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي": ترمذی (۲٦۷٦) ابن ماجه (٤۲) السلسلة الصحيحة (۲۷۳٥)]

(٥) ["مَنْ رَأَى مِنْكُمْ مُنْكَرًا فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهِ ...": مسلم (٤۹) ابوداود (۱۱٤۰) ترمذی (۲۲٦۳)]

کتاب التوحید والشرک

توحید و شرک کے مسائل

* باب معرفة التوحید — توحید کی پہچان کا بیان
* باب فضیلة التوحید — توحید کی فضیلت کا بیان
* باب اهمیة التوحید — توحید کی اہمیت کا بیان
* باب انواع التوحید — توحید کی اقسام کا بیان
* باب معرفة الشرک — شرک کی پہچان کا بیان
* باب ذم الشرک — شرک کی مذمت کا بیان
* باب اجتناب الشرک — شرک سے بچنے کا بیان
* باب انواع الشرک — شرک کی اقسام کا بیان
* باب انسداد وسائل الشرک — ذرائع شرک کی روک تھام کا بیان
* باب المسائل المتفرقة — متفرق مسائل کا بیان
* باب الاحادیث الضعیفة عن التوحید والشرک — توحید و شرک سے متعلقہ ضعیف احادیث کا بیان

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

﴿فَاعْلَمْ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ﴾ [محمد: ۱۹]

”جان لو کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبودِ برحق نہیں۔“

حدیث نبوی ہے کہ

﴿اَیُّهَا النَّاسُ ! قُوْلُوْا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ تُفْلِحُوْا﴾

”اے لوگو! کلمہ لا الٰہ الا اللہ کہہ دو فلاح پا جاؤ گے۔“

[صحیح: احمد (۳۷۶/۵) لموسوعة الحديثية (۲۳۲٤٠)]

باب معرفة التوحید　　توحید کی پہچان کا بیان

توحید کا مفہوم

لغوی اعتبار سے لفظِ توحید باب وَحَّدَ يُوَحِّدُ (بروزن تفعیل) سے مصدر ہے۔اس کا معنی ہے ''ایک بنانا، یکتا کہنا وغیرہ''۔

شرعاً عقیدۂ توحید سے مراد یہ پختہ اعتقاد ہے کہ ''اللہ تعالیٰ موجود ہے اور وہ اپنے افعال (یعنی ربوبیت)، اسماء وصفات اور عبادت (یعنی الوہیت) میں یکتا ہے، اس کا کوئی ہمسر وشریک نہیں۔'' عقیدۂ توحید کی اور بھی مختلف الفاظ میں تعریفات کی گئی ہیں جیسے:

1- اللہ تعالیٰ کو اُن تمام اُمور میں یکتا سمجھنا جن کا وہ استحقاق رکھتا ہے۔

2- اللہ تعالیٰ کو اس کے حقوق میں یکتا تصور کرنا۔

3- اس بات کا پختہ اعتقاد رکھنا کہ ہر چیز کا مالک، خالق اور کائنات کا منتظم صرف اللہ تعالیٰ ہے، وہی اکیلا عبادت کا مستحق ہے، اس کا کوئی شریک نہیں اور اس کے علاوہ ہر معبود باطل ہے (وغیرہ وغیرہ)۔(۱)

4- اکیلے اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا، اس اعتقاد کے ساتھ کہ وہ اپنی ذات، صفات اور افعال میں یکتا ہے۔(۲)

5- یہ اعتراف کہ اللہ تعالیٰ اپنی تمام صفاتِ کمال کے ساتھ یکتا ہے اور خالص ہو کر اسی کی عبادت کرنا۔(۳)

ان تمام تعریفات سے معلوم ہوتا ہے کہ عقیدۂ توحید کے بنیادی اجزا تین ہی ہیں:

1- توحید ربوبیت　　2- توحید الوہیت۔　　3- توحید اسماء وصفات۔

انہی اجزا کو توحید کی تین انواع واقسام بھی کہا جاتا ہے۔ جن کی کچھ تفصیل آئندہ باب ''توحید کی اقسام کا بیان'' کے تحت آئے گی۔

توحید کی پہچان حاصل کرنا واجب ہے

کیونکہ توحید اولین مطلوبِ خداوندی ہے، اسلام کا پہلا حکم ہے، کتاب وسنت میں سب سے زیادہ اسی کا حکم دیا گیا ہے اور تمام انبیا ورسل اسی کی دعوت لے کر دنیا میں مبعوث ہوئے۔ لہٰذا توحید کو اپنانے کے لیے اس کی پہچان حاصل کرنا بھی واجب ہے کیونکہ جب تک اس کی پہچان نہیں ہوگی، اس کی انواع واقسام کا مکمل تعارف نہیں ہوگا،

---

(۱) [دیکھئے: الایمان باللہ، محمد بن ابراهیم الحمد (ص : ۲)]

(۲) [لوامع الانوار البهية (۵۷/۱)]

(۳) [القول السدید للسعدی (ص : ۱۰)]

اسے صحیح طور پر اپنانا ممکن ہی نہیں۔ علاوہ ازیں توحید کا علم حاصل کرنے کا حکم قرآن کریم میں ان لفظوں میں بھی موجود ہے ﴿ فَاعْلَمْ اَنَّهٗ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ﴾ [محمد : ۱۹] ''علم حاصل کرو کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبودِ برحق نہیں۔'' نیز فرمانِ نبوی ہے کہ ﴿ طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيْضَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ ﴾ ''ہر مسلمان پر علم حاصل کرنا فرض ہے۔''(۱) اور بلاشبہ اس علم میں توحید کا علم بدرجہ اولیٰ شامل ہے۔

(شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ) انہوں نے یحییٰ بن عمار رحمہ اللہ سے یہ بات نقل فرمائی ہے کہ علم کی ایک قسم وہ ہے جس کے بغیر بندے کی زندگی کامل نہیں ہوتی اور وہ توحید کا علم ہے۔ بلاشبہ توحید کے علم کے بعد ہی حقیقی زندگی کا تصور کیا جا سکتا ہے اور یہ ممکن نہیں کہ کسی انسان کو حقیقی زندگی کے ساتھ متصف کیا جائے جب تک کہ وہ توحید باری تعالیٰ کا اقرار نہ کرلے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ﴿ اَوَمَنْ كَانَ مَيْتًا فَاَحْيَيْنٰهُ وَجَعَلْنَا لَهٗ نُوْرًا يَّمْشِيْ بِهٖ فِي النَّاسِ ﴾ [الانعام : ۱۲۲] ''ایسا شخص جو پہلے مردہ تھا پھر ہم نے اس کو زندہ کر دیا اور ہم نے اس کو ایک ایسا نور دے دیا کہ وہ اس کو لیے ہوئے آدمیوں میں چلتا پھرتا ہے۔'' (یہاں نور سے مراد توحید کا نور ہے)۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ حقیقی زندگی کا مالک وہی شخص ہے جو توحید کا علم رکھتا ہے (اور پھر اس نورِ توحید کی روشنی میں اپنی زندگی گزارتا ہے جبکہ کافر کے پاس ایسا کوئی نور نہیں ہوتا اور وہ ساری زندگی کفر و ضلالت کے اندھیروں میں ہی بھٹکتا رہتا ہے، اسی لیے اسے مردہ کہا گیا ہے)۔(۲)

(سابق مفتی اعظم سعودیہ شیخ ابن باز رحمہ اللہ) سب سے بڑا واجب کام توحید کی معرفت حاصل کرنا ہے۔(۳)

(شیخ صالح الفوزان) انسان کو جس علم کی سب سے زیادہ ضرورت ہے وہ توحید و عقیدہ کا علم ہے اور اگر کسی نے اسے چھوڑ دیا تو یقیناً اس نے ایک عظیم واجب کو ترک کر دیا۔(٤)

توحید کی پہچان کا فائدہ

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ مَنْ مَاتَ وَهُوَ يَعْلَمُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ ﴾ ''جو شخص اس حال میں فوت ہو کہ اسے کلمہ لا الہ الا اللہ (یعنی عقیدۂ توحید) کا علم ہو تو وہ جنت میں جائے گا۔''(٥) واضح رہے کہ یہاں وہ شخص مراد ہے جو عقیدۂ توحید کا علم حاصل کرنے کے بعد اس کے تقاضے بھی پورے کرتا ہے۔

---

(۱) [صحیح : صحیح الجامع الصغیر (۳۹۱۳) صحیح ابن ماجه (۱۸۳) صحیح الترغیب (۷۲)]

(۲) [شرح لامیة لشیخ الاسلام ابن تیمیة (٦/٦)] (۳) [مجموع فتاوی ابن باز (۱۸٤/۲۸)]

(٤) [اعانة المستفید بشرح کتاب التوحید (۱/۱۰۰)]

(٥) [مسلم (۲٦) مسند احمد (٦٥/۱) نسائی فی عمل الیوم واللیلة (۱۱۱٤) حاکم (۳٥۱/۱)]

باب فضل التوحید توحید کی فضیلت کا بیان

خلوصِ دل سے کلمہ توحید کا اقرار کرنے والا جنت میں داخل ہوگا

(1) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ مَنْ قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مُخْلِصًا دَخَلَ الْجَنَّةَ ﴾ ''جس نے خالص ہو کر کلمہ لا الہ الا اللہ کا اقرار کیا وہ جنت میں جائے گا۔''(۱)

(2) ایک روایت میں یہ لفظ ہیں کہ ﴿ مَنْ قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ أَوْجَبَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ لَهُ بِهَا الْجَنَّةَ وَ أَعْتَقَهُ بِهَا مِنَ النَّارِ ﴾ ''جس نے (خالص رضائے الٰہی کی خاطر) کلمہ لا الہ الا اللہ کا اقرار کیا تو اس کے بدلے اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں داخلہ واجب کر دیتے ہیں اور اسے دوزخ سے آزاد کر دیتے ہیں۔''(۲)

❑ واضح رہے کہ ان اور آئندہ جن احادیث میں موحد کے جنت میں داخلے اور جہنم سے آزادی کا ذکر ہے ان کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ جو کلمہ توحید کا اقرار کر لے وہ پھر جو چاہے کرتا پھرے۔ بلکہ اگر موحد بھی گناہ کرے گا تو اسے جہنم میں جانا پڑے گا۔ البتہ وہ اپنے گناہوں کی سزا پا کر بالآخر جنت میں داخل ہو جائے گا۔ اور جہنم سے آزادی کا مطلب یہ ہے کہ وہ ابدی جہنمی نہیں ہے۔ ان تمام احادیث کا یہی مفہوم ہے۔

کلمہ توحید کا اقرار کرنے والے پر جہنم حرام ہے

(1) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ﴿ أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ وَ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ رَدِيفُهُ عَلَى الرَّحْلِ قَالَ يَا مُعَاذُ! قَالَ لَبَّيْكَ رَسُولَ اللّٰهِ وَ سَعْدَيْكَ ، قَالَ يَا مُعَاذُ! قَالَ لَبَّيْكَ رَسُولَ اللّٰهِ وَ سَعْدَيْكَ قَالَ يَا مُعَاذُ! قَالَ لَبَّيْكَ رَسُولَ اللّٰهِ وَسَعْدَيْكَ ، قَالَ مَا مِنْ أَحَدٍ يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللّٰهِ صِدْقًا مِنْ قَلْبِهِ إِلَّا حَرَّمَهُ اللّٰهُ عَلَى النَّارِ ، قَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَفَلَا أُخْبِرُ بِهَا النَّاسَ فَيَسْتَبْشِرُوا قَالَ إِذًا يَتَّكِلُوا فَأَخْبَرَ بِهَا مُعَاذٌ عِنْدَ مَوْتِهِ تَأَثُّمًا ﴾ ''حضرت معاذ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے سواری پر سوار تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اے معاذ! تو معاذ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا، حاضر ہوں اے اللہ کے رسول! آپ نے پھر فرمایا، اے معاذ! تو معاذ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا، حاضر ہوں میں اے اللہ کے رسول! آپ نے پھر فرمایا، اے معاذ! معاذ رضی اللہ عنہ نے پھر عرض کیا، حاضر ہوں اے اللہ کے رسول! تب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''جو بھی صدقِ دل سے یہ گواہی دیتا ہے کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبودِ برحق نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ

(۱) [صحیح : صحیح الجامع الصغیر (۶۴۳۳) السلسلة الصحيحة (۲۳۵۵)]

(۲) [صحیح لغیرہ : مسند احمد (۴۶۶/۳)] شیخ شعیب ارناؤوط نے اس روایت کو صحیح لغیرہ کہا ہے۔ [الموسوعة الحديثية (۱۵۸۷۷)]

کے رسول ہیں تو اللہ تعالیٰ اسے آتشِ جہنم پر حرام کر دیتے ہیں۔" معاذ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! کیا میں لوگوں کو اس کی خبر نہ دے دوں تا کہ وہ خوش ہو جائیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تب تو لوگ صرف اسی پر بھروسہ کر لیں گے (اور اعمال میں کوتاہی کریں گے)۔ چنانچہ معاذ رضی اللہ عنہ نے (کتمانِ علم کے) گناہ سے بچنے کے لیے مرتے وقت یہ حدیث (لوگوں سے) بیان کر دی۔"(۱)

(2) حضرت محمود بن ربیع انصاری رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ فَاِنَّ اللّٰهَ قَدْ حَرَّمَ عَلَى النَّارِ مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ يَبْتَغِيْ بِذَالِكَ وَجْهَ اللّٰهِ ﴾ "بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے اس شخص کو آتشِ جہنم پر حرام کر دیا ہے جس نے خالص رضائے الٰہی کی نیت سے کلمہ لا الہ الا اللہ کا اقرار کیا۔"(۲)

توحید پر فوت ہونے والا جنت میں جائے گا

(1) حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ مَنْ كَانَ آخِرُ كَلَامِهِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ ﴾ "(موت کے وقت) جس کا آخری کلام کلمہ لا الہ الا اللہ ہوا وہ جنت میں داخل ہوگا۔"(۳)

(2) حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ خُتِمَ لَهُ بِهَا دَخَلَ الْجَنَّةَ ﴾ "جس نے کلمہ لا الہ الا اللہ کا اقرار کیا اور پھر اسی پر اس کا خاتمہ کر دیا گیا تو وہ جنت میں جائے گا۔"(٤)

(3) ایک اور روایت میں یہ لفظ ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ مَنْ مَاتَ مُسْلِمًا مُؤْمِنًا لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا فَوَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ ﴾ "جو مسلمان مومن اس حال میں فوت ہو کہ وہ اللہ کے ساتھ کچھ بھی شرک نہیں کرتا تھا تو اس کے لیے جنت واجب ہو گئی۔"(٥)

توحید کا اقرار کرنے والے کو روزِ قیامت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت نصیب ہوگی

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ اَسْعَدُ النَّاسِ بِشَفَاعَتِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ خَالِصًا مِّنْ قَلْبِهِ اَوْ نَفْسِهِ ﴾ "روزِ قیامت میری شفاعت سے سب سے زیادہ فیض یاب وہ شخص ہوگا جو صدقِ دل سے کلمہ لا الہ الا اللہ کہہ دے۔"(٦)

---

(۱) [بخاری (۱۲۸) مسلم (٤٥/۱) کتاب الایمان : باب الدلیل علی ان مات علی التوحید دخل الجنة]

(۲) [بخاری (٤٢٥) مسلم (٢٦٣)]

(۳) [صحیح : صحیح أبو داود (٢٦٧٣) کتاب الجنائز : باب فی التلقین' أبو داود (٣١١٦) أحمد (٢٣٣/٥) حاکم (٣٥١/١)]

(٤) [صحیح : صحیح الترغیب (٩٨٥) احکام الجنائز للألبانی (ص : ٤٣) مسند احمد (٣٩١/٥)]

(٥) [صحیح : السلسلة الصحیحة (٢٦٠٤)]

(٦) [بخاری (٩٩) کتاب العلم ، مسند احمد (٣٧٣/٢)]

کلمہ توحید کا اقرار کرنے والا بالآخر جہنم سے نکال لیا جائے گا

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ يَخْرُجُ مِنَ النَّارِ مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَ فِيْ قَلْبِهِ وَزْنُ ذَرَّةٍ مِّنَ الْإِيْمَانِ ﴾ ''جس نے کلمہ لا الہ الا اللہ کا اقرار کیا اور اس کے دل میں ذرہ برابر بھی ایمان ہے وہ (اپنے گناہوں کی سزا پا کر بالآخر) دوزخ سے نکل آئے گا۔''(۱)

کلمہ توحید کا اقرار گناہوں کی معافی کا ذریعہ بنے گا

(1) حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ إِنَّ اللّٰهَ سَيُخَلِّصُ رَجُلًا مِّنْ أُمَّتِيْ عَلَى رُؤُوْسِ الْخَلَائِقِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيَنْشُرُ عَلَيْهِ تِسْعَةً وَ تِسْعِيْنَ سِجِلًّا كُلُّ سِجِلٍّ مِثْلُ مَدِّ الْبَصَرِ ثُمَّ يَقُوْلُ أَتُنْكِرُ مِنْ هٰذَا شَيْئًا أَظَلَمَكَ كَتَبَتِيْ الْحَافِظُوْنَ فَيَقُوْلُ لَا يَا رَبِّ فَيَقُوْلُ أَفَلَكَ عُذْرٌ فَيَقُوْلُ لَا يَا رَبِّ فَيَقُوْلُ بَلَى إِنَّ لَكَ عِنْدَنَا حَسَنَةً فَإِنَّهُ لَا ظُلْمَ عَلَيْكَ الْيَوْمَ فَتَخْرُجُ بِطَاقَةٌ فِيْهَا أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ وَ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ فَيَقُوْلُ احْضُرْ وَزْنَكَ فَيَقُوْلُ يَا رَبِّ مَا هٰذِهِ الْبِطَاقَةُ مَعَ هٰذِهِ السِّجِلَّاتِ ، فَقَالَ إِنَّكَ لَا تُظْلَمُ قَالَ فَتُوْضَعُ السِّجِلَّاتُ فِيْ كَفَّةٍ وَ الْبِطَاقَةُ فِيْ كَفَّةٍ فَطَاشَتِ السِّجِلَّاتُ وَثَقُلَتِ الْبِطَاقَةُ فَلَا يَثْقُلُ مَعَ اسْمِ اللّٰهِ شَيْئٌ ﴾ ''روز قیامت اللہ تعالیٰ میری امت کے ایک فرد کو الگ کرے گا۔ اس کے گناہوں کے ننانوے رجسٹر کھول دیئے جائیں گے۔ ہر رجسٹر اتنا بڑا ہوگا جہاں تک انسان کی نگاہ پہنچتی ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ اس سے مخاطب ہوگا کہ کیا تو اس میں سے کسی بھی چیز کا انکار کرتا ہے؟ کیا میرے لکھنے والے محافظ فرشتوں نے تجھ پر ظلم کیا ہے؟ وہ عرض کرے گا نہیں اے پروردگار! پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا، تیرے پاس اس کا کوئی عذر ہے؟ وہ کہے گا نہیں اے پروردگار!۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا، ہمارے پاس تیری ایک نیکی ہے آج تجھ پر کچھ ظلم نہ ہوگا۔ پھر کاغذ کا ایک ٹکڑا نکالا جائے گا جس پر کلمہ شہادت لکھا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ میزان کے پاس حاضر ہو جا۔ وہ عرض کرے گا اے اللہ! ان بڑے بڑے رجسٹروں کے مقابلے میں اس کاغذ کے ایک ٹکڑے کا کیا وزن ہوگا؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ آج تجھ پر کوئی ظلم نہیں ہوگا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ پھر ایک پلڑے میں وہ ننانوے رجسٹر رکھ دیئے جائیں گے اور دوسرے پلڑے میں کاغذ کا وہ ٹکڑا رکھ دیا جائے گا۔ رجسٹروں کا پلڑا ہلکا ہو جائے گا اور کاغذ کے ٹکڑے کا پلڑا بھاری ہو جائے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ کے نام کے برابر کوئی چیز نہیں ہو سکتی۔''(۲)

---

(۱) [بخاری (٤٤) کتاب الایمان : باب زیادة الایمان ونقصانه ، مسلم (۱۹۳) کتاب الایمان : باب أدنی أهل الجنة منزلة فيها ، ترمذی (۲۵۹۳) ابن ماجه (٤۳۱۲) ابن حبان (٦٤٦٤) أبو يعلى (۲۸۸۹)]

(۲) [**صحیح** : صحیح ترمذی ، ترمذی (۲٦۳۹) ابن ماجه (٤۳۰۰) الصحیحة (۱۳۵) صحیح الجامع (۸۰۹۵)]

(2) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ﴿ قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى يَا ابْنَ آدَمَ اِنَّكَ مَا دَعَوْتَنِيْ وَرَجَوْتَنِيْ غَفَرْتُ لَكَ عَلٰى مَا كَانَ فِيْكَ وَلَا اُبَالِيْ يَا ابْنَ آدَمَ لَوْ بَلَغَتْ ذُنُوْبُكَ عَنَانَ السَّمَاءِ ثُمَّ اسْتَغْفَرْتَنِيْ غَفَرْتُ لَكَ وَلَا اُبَالِيْ يَا ابْنَ آدَمَ اِنَّكَ لَوْ اَتَيْتَنِيْ بِقُرَابِ الْاَرْضِ خَطَايَا ثُمَّ لَقِيْتَنِيْ لَا تُشْرِكُ بِيْ شَيْئًا لَاَتَيْتُكَ بِقُرَابِهَا مَغْفِرَةً ﴾ ''اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اے ابن آدم! جب تک تو مجھے پکارتا رہے گا اور مجھ سے بخشش کی امید رکھے گا میں تیرے گناہ معاف کرتا رہوں گا۔ اور اے ابن آدم! مجھے کوئی پرواہ نہیں اگر تیرے گناہ آسمان کے کنارے تک پہنچ جائیں اور تو مجھ سے معافی مانگے تو میں تجھے معاف کر دوں۔ اور اے ابن آدم! مجھے کوئی پرواہ نہیں اگر تو میرے پاس روئے زمین کے برابر گناہ لائے اور تو نے میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کیا ہو تو میں روئے زمین کے برابر ہی تیرے پاس معافی لے کر آؤں۔'' (۱)

(3) حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ﴿ اَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ نَائِمٌ عَلَيْهِ ثَوْبٌ اَبْيَضُ ثُمَّ اَتَيْتُهُ فَاِذَا هُوَ نَائِمٌ ثُمَّ اَتَيْتُهُ وَقَدِ اسْتَيْقَظَ فَجَلَسْتُ اِلَيْهِ فَقَالَ مَا مِنْ عَبْدٍ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ثُمَّ مَاتَ عَلٰى ذَالِكَ اِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ قُلْتُ وَاِنْ زَنٰى وَاِنْ سَرَقَ قَالَ وَاِنْ زَنٰى وَاِنْ سَرَقَ قُلْتُ وَاِنْ زَنٰى وَاِنْ سَرَقَ قَالَ وَاِنْ زَنٰى وَسَرَقَ ثَلَاثًا ثُمَّ قَالَ فِي الرَّابِعَةِ عَلٰى رَغْمِ اَنْفِ اَبِيْ ذَرٍّ قَالَ فَخَرَجَ اَبُوْذَرٍّ وَهُوَ يَقُوْلُ وَاِنْ رَغِمَ اَنْفُ اَبِيْ ذَرٍّ ﴾ ''میں ایک مرتبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا، آپ سفید کپڑا اوڑھے ہوئے سو رہے تھے۔ میں واپس چلا گیا۔ دوبارہ حاضر ہوا تو آپ ابھی سو رہے تھے (میں پھر واپس چلا گیا)۔ پھر حاضر ہوا تو آپ جاگ رہے تھے۔ میں آپ کے پاس بیٹھ گیا۔ آپ نے فرمایا کہ جس بندے نے کلمہ لا الہ الا اللہ کہا اور پھر اسی پر مر گیا تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔ میں نے عرض کیا خواہ اس نے زنا کیا ہو، چوری کی ہو۔ آپ نے فرمایا خواہ اس نے زنا کیا ہو، چوری کی ہو۔ تین مرتبہ آپ نے یہی فرمایا۔ پھر چوتھی مرتبہ فرمایا کہ خواہ اس نے زنا کیا ہو، چوری کی ہو، ابوذر کی ناک خاک آلود ہو۔ پھر ابوذر رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا محبت و شفقت بھرا جملہ دہراتے ہوئے باہر نکلے کہ ابوذر کی ناک خاک آلود ہو۔'' (۲)

(4) حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ مَنْ اَقَامَ الصَّلَاةَ وَ آتَى الزَّكَاةَ وَ

---

(۱) [صحيح : صحيح ترمذي ، ترمذي (٣٥٤٠) كتاب الدعوات : باب فضل التوبة والاستغفار ، السلسلة الصحيحة (١٢٧) صحيح الترغيب (١٦١٦) صحيح الجامع الصغير (٤٣٣٨)]

(۲) [مسلم (٩٤) كتاب الايمان : باب من مات لا يشرك بالله شيئا دخل الجنة ومن مات مشركا دخل النار ، بخاري (١٢٣٧) ترمذي (٢٦٤٤) ابو عوانة (١٨/١) بغوى في شرح السنة (٥١)]

مَاتَ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا كَانَ حَقًّا عَلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ اَنْ يَغْفِرَ لَهُ ...﴾ ''جس نے نماز قائم کی، زکوٰۃ ادا کی اور اس حال میں فوت ہوا کہ اللہ کے ساتھ کچھ بھی شرک نہیں کرتا تھا تو اللہ تعالیٰ کے ذمہ اس کا یہ حق ہوگا کہ اس کے گناہ معاف فرما دے۔''(۱)

کلمہ توحید کا اقرار مال و جان کی حرمت کا ذریعہ ہے

فرمانِ نبوی ہے کہ ﴿مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَكَفَرَ بِمَا يُعْبَدُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَرُمَ مَالُهُ وَ دَمُهُ وَ حِسَابُهُ عَلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ﴾ ''جس نے کلمہ لا الہ الا اللہ کا اقرار کیا اور اللہ کے علاوہ پوجے جانے والے تمام معبودوں کا انکار کیا تو اس کا مال اور خون (مسلمانوں پر) حرام ہو گیا، البتہ اس کا حساب اللہ کے ذمہ ہے۔''(۲)

کلمہ توحید کا اقرار کرنے والے کو قتل کرنا منع ہے

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ﴿بَعَثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْ سَرِيَّةٍ فَصَبَّحْنَا الْحُرُقَاتِ مِنْ جُهَيْنَةَ فَاَدْرَكْتُ رَجُلًا فَقَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ، فَطَعَنْتُهُ فَوَقَعَ فِيْ نَفْسِيْ مِنْ ذَالِكَ ، فَذَكَرْتُهُ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَقَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَقَتَلْتَهُ ؟ قَالَ : قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّمَا قَالَهَا خَوْفًا مِّنَ السِّلَاحِ ، قَالَ : اَفَلَا شَقَقْتَ عَنْ قَلْبِهِ حَتّٰى تَعْلَمَ اَقَالَهَا اَمْ لَا ، فَمَا زَالَ يُكَرِّرُهَا عَلَيَّ حَتّٰى تَمَنَّيْتُ اَنِّيْ اَسْلَمْتُ يَوْمَئِذٍ﴾ ''ہمیں رسول اللہ ﷺ نے ایک سریہ جنگ میں بھیجا تو ہم صبح صبح جہینہ کے علاقے میں پہنچ گئے۔ میں نے وہاں ایک آدمی کو پایا۔ اس نے کلمہ لا الہ الا اللہ پڑھ لیا۔ لیکن میں نے اسے قتل کر دیا۔ پھر میرے دل میں کچھ خلجان پیدا ہوا کہ میں نے مسلمان کو قتل کیا یا کافر کو؟ تو میں نے اس کا ذکر نبی ﷺ سے کیا۔ آپ نے فرمایا کہ اس نے لا الہ الا اللہ کہا پھر بھی تم نے اسے قتل کر دیا؟ میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! اس نے تو یہ کلمہ تلوار کے ڈر سے پڑھا تھا۔ آپ نے فرمایا کیا تو نے اس کا دل چیر کر دیکھا کہ اس نے دل سے کہا تھا یا نہیں۔ آپ بار بار یہی کلمات دہراتے رہے حتی کہ مجھے یہ تمنا ہونے لگی کہ کاش میں آج سے پہلے مسلمان نہ ہوا ہوتا۔''(۳)

کلمہ توحید وزن میں بہت بھاری ہے

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ حضرت نوح علیہ السلام نے وفات کے وقت اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا

---

(۱) [حسن : صحيح نسائي ، نسائي (۳۱۳۲) كتاب الجهاد : باب درجة المجاهد في سبيل الله]

(۲) [صحيح : صحيح الجامع الصغير (٦٤٣٨)]

(۳) [مسلم (۹٦) كتاب الايمان : باب تحريم قتل الكافر بعد قوله لا اله الا الله ، بخاري (٤٢٦٩) ابو داود (٢٦٤٣) نسائي في السنن الكبرى (٨٥٩٥/٥) ابن حبان (٤٧٥١)]

﴿ آمُرُكَ بِلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ، فَاِنَّ السَّمٰوَاتِ السَّبْعَ وَ الْاَرَضِيْنَ السَّبْعَ لَوْ وُضِعْنَ فِيْ كَفَّةٍ وَوُضِعَتْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فِيْ كَفَّةٍ لَرَجَحَتْ بِهِنَّ ... قَصَمَتْهُنَّ ﴾ ”میں تمہیں کلمہ لا الہ الا اللہ (پڑھنے یا اس کا اقرار کرنے یا اس کا تقاضا پورا کرنے) کا حکم دیتا ہوں، بلاشبہ اگر ساتوں آسمان اور ساتوں زمینیں ایک پلڑے میں اور کلمہ لا الہ الا اللہ دوسرے پلڑے میں رکھ دیا جائے تو یہ پلڑا کلمہ کی وجہ سے بھاری ہو جائے۔ اور اگر ساتوں آسمان اور ساتوں زمینیں ایک بند حلقہ ہوں تو کلمہ لا الہ الا اللہ ان کو توڑ ڈالے۔“(۱)

کلمہ توحید افضل ترین ذکر ہے

(1) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ اَفْضَلُ الذِّكْرِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَفْضَلُ الدُّعَاءِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ﴾ ”افضل ذکر 'لا الہ الا اللہ' ہے اور افضل دعا 'الحمد للہ' ہے۔“(۲)

(2) عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ روایت ہے کہ ﴿ خَيْرُ الدُّعَاءِ دُعَاءُ يَوْمِ عَرَفَةَ وَ خَيْرُ مَا قُلْتُ اَنَا وَ النَّبِيُّوْنَ مِنْ قَبْلِيْ : لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ ، لَهُ الْمُلْكُ وَ لَهُ الْحَمْدُ وَ هُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴾ ”بہترین دعا عرفہ کے دن کی دعا ہے اور بہترین بات جو میں نے اور مجھ سے پہلے انبیاء نے کہی وہ کلمہ لا الہ الا اللہ ہے، یعنی اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کے لیے بادشاہت ہے اور اسی کے لیے تعریف ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔“(۳)

سوموار اور جمعرات کو ہر موحد کے گناہ معاف کیے جاتے ہیں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ تُفْتَحُ اَبْوَابُ الْجَنَّةِ كُلَّ يَوْمِ اثْنَيْنِ وَ خَمِيْسٍ فَيُغْفَرُ فِيْ ذَالِكَ الْيَوْمَيْنِ لِكُلِّ عَبْدٍ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا ... ﴾ ”ہر سوموار اور جمعرات کو جنت کے دروازے کھولے جاتے ہیں اور ان دونوں دنوں میں ہر ایسے بندے کے گناہ معاف کیے جاتے ہیں جو اللہ کے ساتھ کسی بھی چیز کو شریک نہ کرتا ہو۔“(٤)

---

(۱) [**صحیح** : صحیح الادب المفرد للألبانی (٤٢٦/٥٤٨) باب الکبر]

(۲) [**حسن** : صحیح الجامع الصغیر (١١٠٤) السلسلة الصحیحة (١٤٩٧) صحیح ترمذی (٢٦٩٤) صحیح ابن ماجه (٣٠٦٥) ترمذی (٣٣٨٣) کتاب الدعوات : باب ما جاء ان دعوة المسلم مستجابة]

(۳) [**حسن** : صحیح ترمذی (٢٨٣٧) السلسلة الصحیحة (١٥٠٣) المشکاة (٢٥٩٨) ترمذی (٣٥٨٥)]

(٤) [**صحیح** : صحیح ابوداود ، ابوداود (٤٩١٦) کتاب الادب ،صحیح الترغیب (١٠٤٢)]

باب اهمية التوحيد　　توحید کی اہمیت کا بیان

عقیدۂ توحید انسانی فطرت میں شامل ہے

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ﴿فَأَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّينِ حَنِيفًا ۚ فِطْرَتَ اللَّهِ الَّتِي فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا ۚ لَا تَبْدِيلَ لِخَلْقِ اللَّهِ ۚ ذَٰلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ﴿30﴾﴾ [الروم : ٣٠] ''پس آپ یکسو ہو کر اپنا منہ دین کی طرف متوجہ کر دیں (یعنی عقیدۂ توحید پر مضبوطی سے قائم رہیں)۔ اللہ تعالیٰ کی وہ فطرت (ملتِ اسلام اور توحید) جس پر اس نے لوگوں کو پیدا کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی خلق کو بدلنا نہیں (یعنی فطرت کو مت بدلو)۔ یہی سیدھا دین ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے (اسی لیے وہ توحید کو چھوڑ کر باطل عقائد ونظریات کو اپنائے بیٹھے ہیں)۔''

تمام انبیاء عقیدۂ توحید کی دعوت لے کر مبعوث ہوئے

(1) ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ﴿وَمَا أَرْسَلْنَا مِن قَبْلِكَ مِن رَّسُولٍ إِلَّا نُوحِي إِلَيْهِ أَنَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدُونِ ﴿25﴾﴾ [الانبیاء : ٢٥] ''تجھ سے پہلے بھی جو رسول ہم نے بھیجا اس کی طرف یہی وحی نازل فرمائی کہ میرے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں پس تم سب میری ہی عبادت کرو۔''

(2) ایک اور مقام پر ارشاد ہے کہ ﴿وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَّسُولًا أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوتَ﴾ [النحل : ٣٦] ''ہم نے ہر امت میں رسول بھیجا (تا کہ وہ لوگوں کو یہ دعوت دے) کہ صرف اللہ کی عبادت کرو اور اس کے سوا تمام (باطل) معبودوں سے بچو۔''

❁ حضرت نوح علیہ السلام :

﴿لَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَىٰ قَوْمِهِ فَقَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ إِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ ﴿59﴾﴾ [الاعراف : ٥٩] ''ہم نے نوح (علیہ السلام) کو ان کی قوم کی طرف بھیجا انہوں نے فرمایا، اے میری قوم! تم اللہ کی عبادت کرو، اس کے سوا کوئی تمہارا معبود نہیں، مجھ کو تمہارے لیے ایک بڑے دن کے عذاب کا اندیشہ ہے۔''

❁ حضرت ہود علیہ السلام :

﴿وَإِلَىٰ عَادٍ أَخَاهُمْ هُودًا ۗ قَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ ۚ أَفَلَا تَتَّقُونَ ﴿65﴾﴾ [الاعراف : ٦٥] ''اور ہم نے قوم عاد کی طرف ان کے بھائی ہود (علیہ السلام) کو بھیجا۔ انہوں نے

فرمایا کہ اے میری قوم! تم اللہ کی عبادت کرو، اس کے سوا کوئی تمہارا معبود نہیں، سو کیا تم نہیں ڈرتے۔"

❁ حضرت صالح علیہ السلام:

﴿وَإِلَىٰ ثَمُودَ أَخَاهُمْ صَالِحًا قَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ قَدْ جَاءَتْكُم بَيِّنَةٌ مِّن رَّبِّكُمْ هَٰذِهِ نَاقَةُ اللَّهِ لَكُمْ آيَةً فَذَرُوهَا تَأْكُلْ فِي أَرْضِ اللَّهِ وَلَا تَمَسُّوهَا بِسُوءٍ فَيَأْخُذَكُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿٧٣﴾﴾ [الاعراف : ۷۳] "اور ہم نے قوم ثمود کی طرف ان کے بھائی صالح (علیہ السلام) کو بھیجا۔ انہوں نے فرمایا کہ اے میری قوم! تم اللہ کی عبادت کرو اس کے سوا کوئی تمہارا معبود نہیں۔ تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی طرف سے ایک واضح دلیل آ چکی ہے۔ یہ اونٹنی ہے اللہ کی جو تمہارے لیے دلیل ہے سو اس کو چھوڑ دو کہ اللہ تعالیٰ کی زمین میں کھاتی پھرے اور اس کو برائی کے ساتھ ہاتھ بھی مت لگانا کہ کہیں تم کو دردناک عذاب آ پکڑے۔"

❁ حضرت شعیب علیہ السلام:

﴿وَإِلَىٰ مَدْيَنَ أَخَاهُمْ شُعَيْبًا قَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ قَدْ جَاءَتْكُم بَيِّنَةٌ مِّن رَّبِّكُمْ فَأَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيزَانَ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ أَشْيَاءَهُمْ وَلَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ بَعْدَ إِصْلَاحِهَا ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ﴿٨٥﴾﴾ [اعراف : ۸۵] "اور ہم نے مدین کی طرف ان کے بھائی شعیب (علیہ السلام) کو بھیجا۔ انہوں نے فرمایا اے میری قوم! تم اللہ کی عبادت کرو، اس کے سوا کوئی تمہارا معبود نہیں، تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی طرف سے واضح دلیل آ چکی ہے۔ پس تم ناپ اور تول پورا پورا کیا کرو اور لوگوں کو ان کی چیزیں کم کر کے مت دو اور روئے زمین میں، اس کے بعد کہ اس کی درستی کر دی گئی، فساد مت پھیلاؤ، یہی تمہارے لیے نفع مند ہے اگر تم ایمان لاؤ۔"

❁ حضرت ابراہیم علیہ السلام:

﴿وَإِبْرَاهِيمَ إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاتَّقُوهُ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿١٦﴾ إِنَّمَا تَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ أَوْثَانًا وَتَخْلُقُونَ إِفْكًا إِنَّ الَّذِينَ تَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ لَا يَمْلِكُونَ لَكُمْ رِزْقًا فَابْتَغُوا عِندَ اللَّهِ الرِّزْقَ وَاعْبُدُوهُ وَاشْكُرُوا لَهُ إِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ﴿١٧﴾﴾ [العنکبوت : ۱۶۔۱۷] "اور ابراہیم (علیہ السلام) نے بھی اپنی قوم سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور اس سے ڈرتے رہو، اگر تم میں دانائی ہے تو یہی تمہارے لیے بہتر ہے۔ تم تو اللہ تعالیٰ کے سوا بتوں کی پوجا کر رہے ہو اور جھوٹی باتیں دل سے گھڑ لیتے ہو۔ سنو! جن جن کی تم اللہ تعالیٰ کے سوا پوجا کر رہے ہو وہ تو تمہارے رزق کے مالک نہیں، پس تمہیں چاہیے کہ تم اللہ تعالیٰ ہی سے رزق طلب کرو اور اسی کی عبادت کرو اور اسی

کی شکر گزاری کرو اور اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے۔''

❁ حضرت یوسف علیہ السلام:

﴿مَا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِهٖٓ اِلَّآ اَسْمَآءً سَمَّيْتُمُوْهَآ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ مَّآ اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ۭ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ۭ اَمَرَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ ۭ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝﴾ [يوسف : ٤٠] ''(جیل کے ساتھیوں کو دعوت دیتے ہوئے یوسف علیہ السلام نے فرمایا) اس (اللہ) کے سوا تم جن کی پوجا کر رہے ہو وہ سب نام ہی نام ہیں جو تم نے اور تمہارے باپ داداوں نے خود ہی گھڑ لیے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی کوئی دلیل نازل نہیں فرمائی، فرمانروائی صرف اللہ ہی کی ہے، اس کا فرمان ہے کہ تم سب اس کے سوا کسی اور کی عبادت نہ کرو، یہی درست دین ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔''

❁ حضرت عیسیٰ علیہ السلام:

﴿وَقَالَ الْمَسِيْحُ يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبَّكُمْ﴾ [المائدة : ٧٢] ''مسیح ابن مریم (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) نے کہا تھا کہ اے بنی اسرائیل! اللہ ہی کی عبادت کرو جو میرا اور تمہارا سب کا رب ہے۔''

❁ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم:

﴿قُلْ اِنَّمَآ اَنَا مُنْذِرٌ ڰ وَّمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ۝ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا الْعَزِيْزُ الْغَفَّارُ ۝﴾ [ص : ٦٥-٦٦] ''(اے محمد!) کہہ دیجئے کہ میں تو صرف خبردار کرنے والا ہوں اور اللہ واحد غالب کے سوا اور کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ جو آسمانوں، زمین اور اس کے درمیان جو کچھ بھی ہے سب کا پروردگار ہے، وہ زبردست اور بڑا بخشنے والا ہے۔''

کسی نبی نے بھی عقیدۂ توحید کے خلاف دعوت نہیں دی

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ﴿مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّؤْتِيَهُ اللّٰهُ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُوْلَ لِلنَّاسِ كُوْنُوْا عِبَادًا لِّيْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ كُوْنُوْا رَبّٰنِيّٖنَ بِمَا كُنْتُمْ تُعَلِّمُوْنَ الْكِتٰبَ وَبِمَا كُنْتُمْ تَدْرُسُوْنَ ۝﴾ [آل عمران : ٧٩] ''کسی ایسے انسان کو جسے اللہ تعالیٰ کتاب وحکمت اور نبوت دے، یہ لائق نہیں کہ پھر بھی وہ لوگوں سے کہے کہ تم اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر میرے بندے بن جاؤ، بلکہ وہ تو کہے گا کہ تم سب رب کے ہو جاؤ، اس وجہ سے کہ اس کی کتاب کا یہی تقاضا ہے جس کی تم تعلیم دیتے ہو اور جسے تم پڑھتے ہو۔''

عقیدۂ توحید پر اللہ تعالیٰ خود شاہد ہے

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ﴿شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَ الْمَلٰٓىِٕكَةُ وَ اُولُوا الْعِلْمِ قَآىِٕمًۢا بِالْقِسْطِ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ﴿18﴾﴾[آل عمران : ١٨] ''اللہ تعالیٰ، فرشتے اور اہل علم اس بات پر شاہد ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں اور وہ عدل کو قائم رکھنے والا ہے، اس غالب اور حکمت والے کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔''

عقیدۂ توحید ہی امن وسلامتی کا ضامن ہے

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ﴿اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ لَمْ یَلْبِسُوْۤا اِیْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓىِٕكَ لَهُمُ الْاَمْنُ وَ هُمْ مُّهْتَدُوْنَ ﴿82﴾﴾[الانعام : ٨٢] ''جو لوگ ایمان رکھتے ہیں اور اپنے ایمان کو ظلم (یعنی شرک) سے مخلوط نہیں کرتے، ایسوں کے لیے ہی امن ہے اور وہی راہ راست پر چل رہے ہیں۔''

قرآن کریم میں جگہ جگہ عقیدۂ توحید کا بیان ہے

(1) ﴿وَ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ ﴿163﴾﴾[البقرة : ١٦٣] ''تم سب کا معبود ایک ہی معبود ہے، اس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، وہ بہت رحم کرنے والا اور بڑا مہربان ہے۔''

(2) ﴿اَللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ﴾[البقرة : ٢٥٥] ''اللہ تعالیٰ ہی معبودِ برحق ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں، جو زندہ اور سب کا تھامنے والا ہے۔''

(3) ﴿هُوَ الَّذِیْ یُصَوِّرُكُمْ فِی الْاَرْحَامِ كَیْفَ یَشَآءُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ﴿6﴾﴾ [آل عمران : ٦] ''وہ ماں کے پیٹ میں تمہاری صورتیں جس طرح چاہتا ہے بناتا ہے، اس کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں، وہ غالب ہے، حکمت والا ہے۔''

(4) ﴿اَللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ لَیَجْمَعَنَّكُمْ اِلٰى یَوْمِ الْقِیٰمَةِ لَا رَیْبَ فِیْهِ﴾[النساء : ٨٧] ''اللہ وہ ہے جس کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں، وہ تم سب کو یقیناً قیامت کے دن جمع کرے گا، جس کے (آنے) میں کوئی شک نہیں۔''

(5) ﴿اِتَّبِعْ مَاۤ اُوْحِیَ اِلَیْكَ مِنْ رَّبِّكَ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ﴾[الانعام : ١٠٦] ''آپ خود اس راستے پر چلتے رہیے جس کی وحی آپ کے رب کی طرف سے آپ کے پاس آئی ہے، اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔''

☜ قرآن کریم میں 2 مرتبہ یہ الفاظ مذکور ہیں ﴿لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ﴾ ''اللہ کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں۔''

21 مرتبہ یہ الفاظ ہیں ﴿ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ﴾ ''اس (اللہ) کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں۔'' 8 مرتبہ یہ مذکور ہے ﴿ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ﴾ ''اللہ تعالیٰ، کوئی معبودِ برحق نہیں مگر وہی۔'' 9 مرتبہ یہ مذکور ہے کہ ﴿ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ﴾ ''تمہارے لیے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔'' 16 مرتبہ یہ حکم ہے ﴿ اعْبُدُوا اللّٰهَ ﴾ ''(صرف) اللہ کی عبادت کرو۔''

اللہ تعالیٰ نے مختلف انداز میں لوگوں کو عقیدۂ توحید کی دعوت دی ہے

(1) ﴿ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ الَّيْلَ سَرْمَدًا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِضِيَآءٍ ۭ اَفَلَا تَسْمَعُوْنَ ﴿71﴾ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ النَّهَارَ سَرْمَدًا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِلَيْلٍ تَسْكُنُوْنَ فِيْهِ ۭ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ﴿72﴾ ﴾ [القصص : ٧٢ـ٧١] ''(اے پیغمبر!) کہہ دیجیے کہ دیکھو تو سہی اگر اللہ تعالیٰ تم پر رات ہی رات قیامت تک برابر کر دے تو سوائے اللہ کے کون معبود ہے جو تمہارے پاس دن کی روشنی لائے؟ کیا تم سنتے نہیں ہو؟ پوچھیے کہ یہ بھی بتا دو کہ اگر اللہ تعالیٰ تم پر ہمیشہ قیامت تک دن ہی دن رکھے تو بھی سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی معبود ہے جو تمہارے پاس رات لے آئے؟ جس میں تم آرام حاصل کرو، کیا تم دیکھ نہیں رہے ہو؟۔''

(2) ﴿ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَخَذَ اللّٰهُ سَمْعَكُمْ وَاَبْصَارَكُمْ وَخَتَمَ عَلٰى قُلُوْبِكُمْ مَّنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِهٖ ۭ اُنْظُرْ كَيْفَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ ثُمَّ هُمْ يَصْدِفُوْنَ ﴿46﴾ ﴾ [الانعام : ٤٦] ''(اے پیغمبر!) کہہ دیجیے کہ یہ بتلاؤ اگر اللہ تعالیٰ تمہاری سماعت اور بصارت بالکل لے لے اور تمہارے دلوں پر مہر کر دے تو اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی معبود ہے کہ یہ تم کو پھر دے۔ آپ دیکھیے تو ہم کس طرح دلائل کو مختلف پہلوؤں سے پیش کر رہے ہیں، پھر بھی یہ اعتراض کرتے ہیں۔''

(3) ﴿ وَاِنَّ لَكُمْ فِي الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً ۭ نُسْقِيْكُمْ مِّمَّا فِيْ بُطُوْنِهٖ مِنْۢ بَيْنِ فَرْثٍ وَّدَمٍ لَّبَنًا خَالِصًا سَاۗىِٕغًا لِّلشّٰرِبِيْنَ ﴿66﴾ ﴾ [النحل : ٦٦] ''تمہارے لیے تو چوپائیوں میں بھی بڑی عبرت ہے کہ ہم تمہیں اس کے پیٹ میں جو کچھ ہے اسی میں سے گوبر اور لہو کے درمیان سے خالص دودھ پلاتے ہیں جو پینے والوں کے لیے حلق سے آسانی سے اترنے والا ہے۔''

(4) ﴿ يُقَلِّبُ اللّٰهُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّاُولِي الْاَبْصَارِ ﴿44﴾ ﴾ [النور : ٤٤] ''اللہ تعالیٰ ہی دن اور رات کو ردوبدل کرتا رہتا ہے، آنکھوں والوں کے لیے تو اس میں یقیناً بڑی بڑی عبرتیں ہیں۔''

(5) ﴿ اَفَرَءَيْتُمْ مَّا تُمْنُوْنَ ﴿58﴾ ءَاَنْتُمْ تَخْلُقُوْنَهٗٓ اَمْ نَحْنُ الْخٰلِقُوْنَ ﴿59﴾ نَحْنُ قَدَّرْنَا

بَيْنَكُمُ الْمَوْتَ وَمَا نَحْنُ بِمَسْبُوقِيْنَ ﴿60﴾ عَلَىٰ اَنْ نُّبَدِّلَ اَمْثَالَكُمْ وَنُنْشِئَكُمْ فِيْ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿61﴾ وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ النَّشْاَةَ الْاُوْلٰى فَلَوْلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿62﴾﴾ [الواقعة : ٥٨-٦٢]

''اچھا یہ تو بتلاؤ کہ جو منی تم ٹپکاتے ہو۔ کیا اس کا (انسان) تم بناتے ہو یا پیدا کرنے والے ہم ہی ہیں۔ ہم ہی نے تم میں موت کو متعین کر دیا ہے اور ہم اس سے ہارے ہوئے نہیں ہیں۔ کہ تمہاری جگہ تم جیسے اور پیدا کر دیں اور تمہیں نئے سرے سے اس عالم میں پیدا کریں جس سے تم (بالکل) بے خبر ہو۔''

(6) ﴿اَفَرَءَيْتُمْ مَّا تَحْرُثُوْنَ ﴿63﴾ ءَاَنْتُمْ تَزْرَعُوْنَهٗٓ اَمْ نَحْنُ الزّٰرِعُوْنَ ﴿64﴾ لَوْ نَشَآءُ لَجَعَلْنٰهُ حُطَامًا فَظَلْتُمْ تَفَكَّهُوْنَ ﴿65﴾ اِنَّا لَمُغْرَمُوْنَ ﴿66﴾ بَلْ نَحْنُ مَحْرُوْمُوْنَ ﴿67﴾﴾ [الواقعة : ٦٣-٦٧] ''اچھا پھر یہ بھی بتلاؤ کہ تم جو کچھ بوتے ہو۔ اسے تم ہی اُگاتے ہو یا ہم ہی اُگانے والے ہیں۔ اگر ہم چاہیں تو اسے ریزہ ریزہ کر ڈالیں اور تم حیرت کے ساتھ باتیں بناتے ہی رہ جاؤ۔ کہ ہم پر تو تاوان ہی پڑ گیا۔ بلکہ ہم بالکل محروم ہی رہ گئے۔''

(7) ﴿اَفَرَءَيْتُمُ الْمَآءَ الَّذِيْ تَشْرَبُوْنَ ﴿68﴾ ءَاَنْتُمْ اَنْزَلْتُمُوْهُ مِنَ الْمُزْنِ اَمْ نَحْنُ الْمُنْزِلُوْنَ ﴿69﴾ لَوْ نَشَآءُ جَعَلْنٰهُ اُجَاجًا فَلَوْلَا تَشْكُرُوْنَ ﴿70﴾﴾ [الواقعة : ٦٨-٧٠] ''اچھا یہ بتاؤ کہ جس پانی کو تم پیتے ہو۔ اسے بادلوں سے بھی تم ہی اتارتے ہو یا ہم برساتے ہیں؟۔ اگر ہم چاہیں تو اسے کڑوا زہر کر ڈالیں پھر تم ہماری شکر گزاری کیوں نہیں کرتے؟۔''

(8) ﴿فَلَوْلَآ اِذَا بَلَغَتِ الْحُلْقُوْمَ ﴿83﴾ وَاَنْتُمْ حِيْنَئِذٍ تَنْظُرُوْنَ ﴿84﴾ وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْكُمْ وَلٰكِنْ لَّا تُبْصِرُوْنَ ﴿85﴾ فَلَوْلَآ اِنْ كُنْتُمْ غَيْرَ مَدِيْنِيْنَ ﴿86﴾ تَرْجِعُوْنَهَآ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿87﴾﴾ [الواقعة : ٨٣-٨٧] ''پس جب جان حلق تک پہنچ جائے۔ اور تم اس وقت آنکھوں سے دیکھتے ہو۔ ہم بہ نسبت تمہارے اس شخص سے بہت زیادہ قریب ہوتے ہیں لیکن تم نہیں دیکھ سکتے۔ پر اگر تم کسی کے زیر فرمان نہیں۔ اور اس قول میں سچے ہو تو (ذرا) اس روح کو تو لوٹاؤ۔''

(9) ﴿قُلْ مَنْ يُّنَجِّيْكُمْ مِّنْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ تَدْعُوْنَهٗ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً لَئِنْ اَنْجٰنَا مِنْ هٰذِهٖ لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ ﴿63﴾﴾ [الانعام : ٦٣] ''(اے پیغمبر!) کہہ دیجئے کہ وہ کون ہے جو تمہیں خشکی اور دریا کے اندھیروں سے نجات دیتا ہے۔ تم اس کو پکارتے ہو گڑ گڑا کر اور چپکے چپکے کہ اگر تو ہم کو ان سے نجات دے دے تو ہم ضرور شکر کرنے والوں میں سے ہو جائیں گے۔''

(10) ﴿اَمَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَاَنْزَلَ لَكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَنْۢبَتْنَا بِهٖ حَدَآئِقَ ذَاتَ بَهْجَةٍ مَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُنْۢبِتُوْا شَجَرَهَا ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ بَلْ هُمْ قَوْمٌ يَّعْدِلُوْنَ ﴿60﴾ اَمَّنْ

جَعَلَ الْاَرْضَ قَرَارًا وَّ جَعَلَ خِلٰلَهَاۤ اَنْهٰرًا وَّ جَعَلَ لَهَا رَوَاسِیَ وَ جَعَلَ بَیْنَ الْبَحْرَیْنِ حَاجِزًا ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ ﴿61﴾ اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَ یَكْشِفُ السُّوْٓءَ وَ یَجْعَلُكُمْ خُلَفَآءَ الْاَرْضِ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ قَلِیْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ﴿62﴾ اَمَّنْ یَّهْدِیْكُمْ فِیْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ وَ مَنْ یُّرْسِلُ الرِّیٰحَ بُشْرًۢا بَیْنَ یَدَیْ رَحْمَتِهٖ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ تَعٰلَى اللّٰهُ عَمَّا یُشْرِكُوْنَ ﴿63﴾ اَمَّنْ یَّبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ یُعِیْدُهٗ وَ مَنْ یَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَ الْاَرْضِ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ﴾ [النمل : ٦٠-٦٤] ''بھلا بتاؤ تو کہ آسمانوں اور زمین کو کس نے پیدا کیا؟ کس نے آسمان سے بارش برسائی؟ پھر اس سے ہرے بھرے بارونق باغات اُگا دیئے؟ ان باغوں کے درختوں کو تم ہرگز نہیں اُگا سکتے، کیا اللہ کے ساتھ اور کوئی معبود بھی ہے؟ بلکہ یہ لوگ (سیدھی راہ سے) ہٹ جاتے ہیں۔ کیا وہ جس نے زمین کو قرار گاہ بنایا اور اس کے درمیان نہریں جاری کر دیں اور اس کے لیے پہاڑ بنائے اور دو سمندروں کے درمیان رکاوٹ بنا دی، کیا اللہ کے ساتھ اور کوئی معبود بھی ہے؟ بلکہ ان میں سے اکثر کچھ جانتے ہی نہیں۔ بے کس کی پکار کو جب وہ پکارے، کون قبول کر کے سختی کو دور کر دیتا ہے؟ اور تمہیں زمین کا خلیفہ بناتا ہے، کیا اللہ تعالیٰ کے ساتھ اور معبود ہے؟ تم بہت کم نصیحت و عبرت حاصل کرتے ہو۔ کیا وہ جو تمہیں خشکی اور تری کی تاریکیوں میں راہ دکھاتا ہے اور جو اپنی رحمت سے پہلے ہی خوشخبریاں دینے والی ہوائیں چلاتا ہے، کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود بھی ہے جنہیں یہ شریک کرتے ہیں، ان سب سے اللہ بلند و بالاتر ہے۔ کیا وہ جو مخلوق کی پہلی بار پیدائش کرتا ہے، پھر اسے لوٹائے گا اور جو تمہیں آسمان اور زمین سے رزق دے رہا ہے، کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود ہے، کہہ دیجئے کہ اگر سچے ہو تو دلیل پیش کرو۔''

کلمہ توحید کا اقرار ایمان کا اعلیٰ ترین درجہ ہے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ﴿اَلْاِیْمَانُ بِضْعٌ وَ سَبْعُوْنَ أَوْ بِضْعٌ وَ سِتُّوْنَ شُعْبَةً ، فَأَفْضَلُهَا قَوْلُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ أَدْنَاهَا اِمَاطَةُ الْأَذٰی عَنِ الطَّرِیْقِ وَ الْحَیَاءُ شُعْبَةٌ مِّنَ الْاِیْمَانِ﴾ ''ایمان کی ستر یا (راوی کو شک ہے) ساٹھ سے کچھ اوپر شاخیں ہیں، ان میں سب سے افضل کلمہ لا الہ الا اللہ کا اقرار ہے اور سب سے کم تر راستے سے تکلیف دہ چیز ہٹانا ہے اور حیاء بھی ایمان کی ایک شاخ ہے۔''(۱)

---

(۱) [مسلم (٣٥) كتاب الايمان : باب بيان عدد شعب الايمان وأفضلها وأدناها ، بخاری (٩) کتاب الایمان: باب أمور الايمان ، ابو داود (٤٦٧٦) كتاب السنة : باب فی رد الارجاء ، ترمذی (٢٦١٤) کتاب الايمان: باب ما جاء فی استكمال الايمان وزيادته ونقصانه ، نسائی (٥٠١٩) ابن ماجه (٥٧)]

کلمہ توحید اسلام کا اولین رکن ہے

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ بُنِیَ الْإِسْلَامُ عَلَی خَمْسٍ : شَهَادَةِ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَإِقَامِ الصَّلَاةِ وَإِيْتَاءِ الزَّكَاةِ وَالْحَجِّ وَصَوْمِ رَمَضَانَ ﴾ ''اسلام کی بنیاد پانچ اشیاء پر رکھی گئی ہے: یہ شہادت دینا کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبودِ برحق نہیں اور یقیناً محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں، نماز قائم کرنا، زکوٰۃ ادا کرنا، حج کرنا اور ماہِ رمضان کے روزے رکھنا۔''(۱)

کلمہ توحید ہی اسلام کی اولین دعوت ہے

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ﴿ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ بَعَثَ مُعَاذًا اِلَی الْيَمَنِ فَقَالَ : ادْعُهُمْ اِلَی شَهَادَةِ أَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ فَاِنْ هُمْ اَطَاعُوْا لِذَالِكَ فَاَعْلِمْهُمْ اَنَّ اللّٰهَ قَدِ افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِیْ كُلِّ يَوْمٍ وَ لَيْلَةٍ فَاِنْ هُمْ اَطَاعُوْا لِذَالِكَ فَاَعْلِمْهُمْ اَنَّ اللّٰهَ افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ صَدَقَةً فِیْ اَمْوَالِهِمْ تُؤْخَذُ مِنْ اَغْنِيَائِهِمْ وَ تُرَدُّ عَلَی فُقَرَائِهِمْ ﴾ ''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن کی جانب روانہ کیا اور فرمایا کہ لوگوں کو (پہلے) کلمہ لا الہ الا اللہ اور یہ کہ میں اللہ کا رسول ہوں، کی دعوت دینا۔ اگر وہ اسے مان لیں تو پھر انہیں بتانا کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر ہر دن رات میں پانچ نمازیں فرض کی ہیں۔ اگر وہ اسے بھی مان لیں تو پھر انہیں بتانا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے مالوں پر زکوٰۃ فرض کی ہے جو ان کے مالداروں سے وصول کی جائے گی اور ان کے فقراء میں تقسیم کی جائے گی۔''(۲)

عقیدۂ توحید کے منکر کے خلاف حکومتِ وقت کو جنگ کا حکم ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰی يَشْهَدُوْا اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ يُؤْمِنُوْا بِیْ وَ بِمَا جِئْتُ بِهِ فَاِذَا فَعَلُوْا ذَالِكَ عَصَمُوْا مِنِّیْ دِمَائَهُمْ وَ اَمْوَالَهُمْ اِلَّا بِحَقِّهَا وَ حِسَابُهُمْ عَلَی اللّٰهِ ﴾ ''مجھے لوگوں سے جنگ کرنے کا حکم دیا گیا ہے حتی کہ وہ کلمہ لا الہ الا اللہ کی شہادت دیں، مجھ پر اور میری لائی ہوئی تعلیمات پر ایمان لائیں۔ جب وہ ایسا کریں تو انہوں نے اپنی جانیں اور اپنے مال مجھ سے بچا لیے مگر حق کے بدلے (یعنی قتل کے بدلے قصاصاً قتل یا ارتداد اور زنا کی

---

(۱) [بخاری (۸) کتاب الإیمان : باب دعائکم إیمانکم، مسلم (۱٦) ترمذی (۲٦۱۲) ابن خزیمة (۳۰۸)]

(۲) [مسلم (۱۹) کتاب الایمان : باب الدعاء الی الشهادتین وشرائع الاسلام، بخاری (۱۳۹۵) أبو داود (۱۵۸٤) ترمذی (٦۲۵) ابن ماجه (۱۷۸۳)]

سزا کے بطور قتل) اور ان کے اعمال کا حساب اللہ کے ذمہ ہے۔''(۱)

عقیدۂ توحید کے منکر کو روزِ قیامت کوئی عمل نفع نہیں دے گا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ﴿ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ابْنُ جُدْعَانَ كَانَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ يَصِلُ الرَّحِمَ وَ يُطْعِمُ الْمِسْكِيْنَ فَهَلْ ذَاكَ نَافِعُهُ قَالَ : لَا يَنْفَعُهُ اِنَّهُ لَمْ يَقُلْ يَوْمًا رَبِّ اغْفِرْلِيْ خَطِيْئَتِيْ يَوْمَ الدِّيْنِ ﴾ ''میں نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول! ابن جدعان دورِ جاہلیت میں صلہ رحمی کرتا تھا اور مسکین کو کھانا کھلاتا تھا، تو کیا یہ کام اسے فائدہ دیں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اسے کوئی عمل فائدہ نہیں دے گا کیونکہ اس نے کبھی یہ نہیں کہا ''اے میرے پروردگار! روزِ جزا میرے گناہ معاف فرمادینا۔''(۲)

عقیدۂ توحید کے منکر کو موت کے بعد کسی دوسرے کا عمل فائدہ نہیں دے گا

عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ روایت ہے کہ ﴿ اَنَّ الْعَاصَ بْنَ وَائِلٍ نَذَرَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ اَنْ يَنْحَرَ مِائَةَ بَدَنَةٍ وَ اَنَّ هِشَامَ بْنَ الْعَاصِ نَحَرَ حِصَّتَهُ خَمْسِيْنَ بَدَنَةً وَ اَنَّ عَمْرًا سَأَلَ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم عَنْ ذَالِكَ فَقَالَ : اَمَّا اَبُوْكَ فَلَوْ كَانَ اَقَرَّ بِالتَّوْحِيْدِ فَصُمْتَ وَ تَصَدَّقْتَ عَنْهُ نَفَعَهُ ذَالِكَ ﴾ ''عاص بن وائل نے زمانہ جاہلیت میں سو اونٹ قربان کرنے کی نذر مانی تھی، ہشام بن عاص نے اپنے حصے کے پچاس اونٹ قربان کر دیے، جبکہ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ اگر تمہارے باپ نے توحید کا اقرار کیا ہوتا تو پھر تم اس کی طرف سے روزے رکھتے یا صدقہ کرتے تو اسے اس کا ثواب ملتا (لہٰذا چونکہ وہ توحید کا اقرار کیے بغیر ہی فوت ہو گیا تھا اس لیے تمہارے کسی بھی عمل کا اسے کوئی فائدہ نہیں پہنچے گا)۔''(۳)

عقیدۂ توحید کے منکر کے لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت داری بھی سود مند نہیں

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ اشْتَرُوْا اَنْفُسَكُمْ ، لَا اُغْنِيْ عَنْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَيْئًا ، يَا بَنِيْ عَبْدِ مَنَافٍ لَا اُغْنِيْ عَنْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَيْئًا ، يَا عَبَّاسَ بْنَ

---

(۱) [مسلم (۲۱) كتاب الايمان : باب الامر بقتال الناس حتى يقولوا لا اله الا الله ، ابو داود (۲٦٤۰) ترمذی (۲٦۰٦) ابن ماجه (۳۹۲۷) ابن منده (۲۳) ابن حبان (۱۷٤)]

(۲) [مسلم (۲۱٤) كتاب الايمان : باب الدليل على ان من مات على الكفر لا ينفعه عمل ، مسند احمد (۲٤٦۷٥) ابن حبان (۳۳۰) ابن منده (۹٦۹) ابو عوانة (۱/۱۰۰) حاكم (۳٥۲٤)]

(۳) [صحيح : السلسلة الصحيحة (٤٨٤) احكام الجنائز (ص/۱۷۳) مسند احمد (۱۸۱/۲)] شیخ شعیب ارناؤوط نے اس کی سند کو حسن کہا ہے۔[الموسوعة الحديثية (٦۷۰٤)]

عَبْدِ الْمُطَّلِبِ لَا أُغْنِيْ عَنْكَ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا ، يَا صَفِيَّةَ عَمَّةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ لَا أُغْنِيْ عَنْكِ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا وَ يَا فَاطِمَةُ بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَلِيْنِيْ مَا شِئْتِ مِنْ مَالِيْ لَا أُغْنِيْ عَنْكِ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا ﴾ ''اے قریش کے لوگو! (عقیدۂ توحید اپنا کر) اپنی اپنی جانوں کو مول لے لو (بچا لو، کیونکہ) میں اللہ کے سامنے تمہارے کچھ کام نہیں آؤں گا۔ اے عبد مناف کے بیٹو! میں اللہ کے سامنے تمہارے کچھ کام نہیں آؤں گا۔ عباس عبدالمطلب کے بیٹے! میں اللہ کے سامنے تمہارے کچھ کام نہیں آؤں گا۔ صفیہ میری پھوپھی! میں اللہ کے سامنے تمہارے کچھ کام نہیں آؤں گا۔ فاطمہ میری بیٹی! تو میرے مال میں سے جو چاہے مانگ لے لیکن میں اللہ کے سامنے تمہارے کچھ کام نہیں آؤں گا۔''(۱)

عقیدۂ توحید کا منکر ابدی جہنمی ہے

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ﴿ مَنْ مَاتَ يَجْعَلُ لِلّٰهِ نِدًّا أُدْخِلَ النَّارَ ﴾ ''جو اس حال میں فوت ہوا کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہراتا تھا وہ دوزخ میں داخل کیا جائے گا۔''(۲)

(۱) [بخاری (۲۷۵۳) کتاب الوصایا : باب هل یدخل النساء والولد فی الاقارب]

(۲) [بخاری (۶۶۸۳) کتاب الایمان والنذور]

باب انواع التوحید — توحید کی انواع واقسام کا بیان

اہل علم نے توحید کی تین اقسام بیان فرمائی ہیں اور وہ یہ ہیں:

① توحید ربوبیت۔

② توحید الوہیت۔

③ توحید اسماء وصفات۔

ان تینوں کا تعارف آئندہ سطور میں ذکر کیا جارہا ہے، ملاحظہ فرمائیے۔

توحید ربوبیت

توحید ربوبیت کا مفہوم

ربوبیت "رب" سے ہے اور لغت میں رب کا لفظ مالک، سردار، مدبرو منتظم، مربی، نگران اور انعام واکرام کرنے والے پر بولا جاتا ہے۔ یہ لفظ بغیر اضافت کے اکیلا صرف اللہ تعالیٰ کے لیے ہی بولا جاتا ہے اور اگر اسے کسی اور کے لیے بولا جائے تو پھر اس کی اضافت کی جاتی ہے جیسے رَبُّ فُلَان یعنی فلاں کا مالک وغیرہ۔ کسی بھی چیز کے مالک کو اس کا رب کہا جاتا ہے جیسے گھر کے مالک کو رَبُّ الْبَيْت اور سواری کے مالک کو رَبُّ الدَّابَّة کہا جاتا ہے۔ اور جب یہ لفظ اللہ تعالیٰ کے لیے بولا جائے تو اس کا معنی ہوتا ہے ہر چیز کا حقیقی مالک و مستحق، جو تمام مخلوقات کا نگران ومربی اور ساری کائنات کا منتظم اعلیٰ ہے۔ (۱)

توحید ربوبیت سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اکیلا ہر چیز کا خالق ومالک ہے اس کا کوئی شریک نہیں، وہی ساری کائنات کا نظام (جیسے ہواؤں کا آنا، بادلوں کا چھا جانا، بارش برسنا، مرنا، جینا، سیلابوں اور طوفانوں کا آنا، دن رات اور موسموں کی تبدیلی وغیرہ) چلا رہا ہے، وہی بندوں کا خالق، رازق، انہیں زندگی بخشنے والا اور موت سے ہمکنار کرنے والا ہے اور اس کے حکم کو کوئی پھیرنے والا نہیں۔ مختصر الفاظ میں اللہ تعالیٰ کے تمام افعال میں اسے یکتا ماننا توحید ربوبیت کا اقرار ہے اور یہ اقرار واجب ہے۔

اثبات توحید ربوبیت کے دلائل

✿ اللہ تعالیٰ ہی ہر چیز کا خالق ہے:

---

(۱) [لسان العرب (۱/۳۹۹)، (تحت مادہ: ربب)]

(1) ﴿قُلِ اللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ﴾ [الرعد : ١٦] ''کہہ دیجئے کہ صرف اللہ تعالیٰ ہی ہر چیز کا خالق (پیدا کرنے والا) ہے، وہ اکیلا ہے اور زبردست غالب ہے۔''

(2) ﴿اَللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ﴾ [الزمر : ٦٢] ''اللہ تعالیٰ ہر چیز کا خالق ہے اور وہی ہر چیز پر نگہبان ہے۔''

(3) ﴿بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَنّٰى يَكُوْنُ لَهٗ وَلَدٌ وَّلَمْ تَكُنْ لَّهٗ صَاحِبَةٌ وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ﴾ [الانعام : ١٠١] ''وہ (اللہ تعالیٰ) آسمانوں اور زمین کا موجد ہے، اللہ تعالیٰ کے اولاد کہاں ہو سکتی ہے اور اس کی کوئی بیوی بھی نہیں اور اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کو پیدا کیا اور وہ ہر چیز کو خوب جانتا ہے۔''

(4) ﴿ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ فَاعْبُدُوْهُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ﴾ [الانعام : ١٠٢] ''یہ ہے اللہ تعالیٰ تمہارا رب! اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، ہر چیز کا خالق ہے، تو تم اسی کی عبادت کرو اور وہ ہر چیز کا کارساز ہے۔''

(5) ﴿وَاللّٰهُ خَلَقَ كُلَّ دَآبَّةٍ مِّنْ مَّآءٍ فَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰى بَطْنِهٖ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰى رِجْلَيْنِ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰۤى اَرْبَعٍ يَخْلُقُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ﴾ [النور : ٤٥] ''تمام کے تمام چلنے پھرنے والے جانداروں کو اللہ تعالیٰ ہی نے پانی سے پیدا کیا ہے ان میں سے بعض تو اپنے پیٹ کے بل چلتے ہیں، بعض دو پاؤں پر چلتے ہیں، بعض چار پاؤں پر چلتے ہیں، اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔''

(6) ﴿اَلَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ فَقَدَّرَهٗ تَقْدِيْرًا﴾ [الفرقان : ٢] ''اسی اللہ کی سلطنت ہے آسمانوں اور زمین کی اور وہ کوئی اولاد نہیں رکھتا، نہ اس کی سلطنت میں کوئی اس کا شریک ہے اور ہر چیز کو اس نے پیدا کر کے ایک مناسب اندازہ ٹھہرا دیا ہے۔''

(7) ﴿اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ وَسَخَّرَ لَكُمُ الْفُلْكَ لِتَجْرِيَ فِي الْبَحْرِ بِاَمْرِهٖ وَسَخَّرَ لَكُمُ الْاَنْهٰرَ﴾ [ابراهيم : ٣٢] ''اللہ وہ ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے اور آسمانوں سے بارش برسا کر اس کے ذریعے سے تمہاری روزی کے لیے پھل نکالے ہیں اور کشتیوں کو تمہارے بس میں کر دیا ہے کہ دریاؤں میں اس کے حکم سے چلیں پھریں۔ اسی نے ندیاں اور نہریں تمہارے اختیار میں کر دی ہیں۔''

(8) ﴿خَلَقَ السَّمٰوٰتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا وَاَلْقٰى فِي الْاَرْضِ رَوَاسِيَ اَنْ تَمِيْدَ بِكُمْ وَبَثَّ فِيْهَا مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ كَرِيْمٍ﴾[لقمان : ١٠] ''اسی نے آسمانوں کو بغیر ستون کے پیدا کیا ہے تم انہیں دیکھ رہے ہو اور اس نے زمین میں پہاڑوں کو ڈال دیا تا کہ وہ تمہیں جنبش نہ دے سکے اور ہر طرح کے جاندار زمین میں پھیلا دیئے اور ہم نے آسمان سے پانی برسا کر زمین میں ہر قسم کے نفیس جوڑے اُگا دیئے۔''

(9) ﴿هُوَ الَّذِيْ خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا﴾[البقرة : ٢٩] ''وہی ذات ہے جس نے زمین میں موجود ساری اشیاء تمہارے لیے پیدا کیں۔''

(10) ﴿هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَيْرُ اللّٰهِ يَرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ۭ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۡ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ③﴾[فاطر : ٣] ''کیا اللہ کے سوا اور بھی کوئی خالق ہے جو تمہیں آسمان وزمین سے رزق دے؟ اس کے سوا کوئی معبود نہیں، پس تم کہاں اُلٹے جاتے ہو۔''

(11) فرمانِ نبوی ہے کہ ﴿ إِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ كُلَّ صَانِعٍ وَصُنْعَتَهُ ﴾ بلاشبہ ہر کاریگر اور اس کی کاریگری کو اللہ تعالیٰ نے ہی پیدا کیا ہے۔''(١)

(12) ایک آدمی نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ ﴿ مَنْ خَلَقَ الشَّيْطَانَ ﴾ ''شیطان کو کس نے پیدا کیا۔'' تو انہوں نے جواب میں فرمایا کہ ﴿ سُبْحَانَ اللّٰهِ ! هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَيْرُ اللّٰهِ ، خَلَقَ اللّٰهُ الشَّيْطَانَ وَخَلَقَ الْخَيْرَ وَالشَّرَّ ﴾ ''اللہ تعالیٰ پاک ہے! کیا اللہ کے علاوہ بھی کوئی خالق ہے، اللہ نے ہی شیطان کو پیدا کیا ہے اور اسی نے خیر وشر بنایا ہے۔''(٢)

❁ انسانوں کا خالق بھی اللہ تعالیٰ ہی ہے:

(1) ﴿وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ㉖﴾[الحجر : ٢٦] ''یقیناً ہم نے انسان کو کالی اور سڑی ہوئی کھنکھناتی مٹی سے پیدا فرمایا ہے۔''

(2) ﴿وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ وَنَعْلَمُ مَا تُوَسْوِسُ بِهٖ نَفْسُهٗ ښ وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ ⑯﴾[ق : ١٦] ''ہم نے انسان کو پیدا کیا ہے اور اس کے دل میں جو خیالات اٹھتے ہیں ان سے ہم واقف ہیں اور ہم اس کی رگِ جان سے بھی زیادہ اس سے قریب ہیں۔''

(3) ﴿اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ اَمْشَاجٍ ڰ نَّبْتَلِيْهِ فَجَعَلْنٰهُ سَمِيْعًۢا بَصِيْرًا﴾[الدھر :

---

(١) [صحيح : ظلال الجنة للألباني (٣٥٧) السلسلة الصحيحة (١٦٣٧)]

(٢) [صحيح : صحيح ابو داود للالبانی ، ابو داود (٤٦١٨) كتاب السنة : باب لزوم السنة]

۲] ”بے شک ہم نے انسان کو ملے جلے نطفے سے امتحان کے لیے پیدا کیا اور اسے سنتا دیکھتا بنایا۔“

(4) ﴿لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ﴾ [التين : ٤] ”یقیناً ہم نے انسان کو بہترین صورت میں پیدا کیا۔“

(5) ﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَاءً وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهِ وَالْأَرْحَامَ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا﴾ [النساء : ١] ”اے لوگو! اپنے پروردگار سے ڈرو، جس نے تمھیں ایک جان سے پیدا کیا اور اسی سے اس کی بیوی کو پیدا کر کے ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں پھیلا دیں، اس اللہ سے ڈرو جس کے نام پر ایک دوسرے سے مانگتے ہو اور رشتے ناطے توڑنے سے بھی بچو، بے شک اللہ تعالیٰ تم پر نگہبان ہے۔“

(6) ﴿وَاتَّقُوا الَّذِي خَلَقَكُمْ وَالْجِبِلَّةَ الْأَوَّلِينَ﴾ [الشعراء : ١٨٤] ”اس اللہ سے ڈرو جس نے خود تمھیں اور پہلی مخلوق کو پیدا کیا ہے۔“

(7) ﴿أَوَلَا يَذْكُرُ الْإِنْسَانُ أَنَّا خَلَقْنَاهُ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ يَكُ شَيْئًا﴾ [مريم : ٦٧] ”کیا یہ انسان اتنا بھی یاد نہیں رکھتا کہ ہم نے اسے اس سے پہلے پیدا کیا حالانکہ وہ کچھ بھی نہ تھا۔“

(8) ﴿يَا أَيُّهَا الْإِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيمِ ۝ الَّذِي خَلَقَكَ فَسَوَّاكَ فَعَدَلَكَ ۝ فِي أَيِّ صُورَةٍ مَا شَاءَ رَكَّبَكَ﴾ [الانفطار : ٦۔٨] ”اے انسان! تجھے اپنے رب کریم سے کس نے بہکایا؟ جس (رب نے) تجھے پیدا کیا، پھر ٹھیک ٹھاک کیا، پھر (درست اور) برابر بنایا۔ جس صورت میں چاہا تجھے جوڑ دیا۔“

(9) ﴿قُلْ هُوَ الَّذِي أَنْشَأَكُمْ وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ وَالْأَفْئِدَةَ قَلِيلًا مَا تَشْكُرُونَ ۝ قُلْ هُوَ الَّذِي ذَرَأَكُمْ فِي الْأَرْضِ وَإِلَيْهِ تُحْشَرُونَ﴾ [الملك : ٢٣۔ ٢٤] ”کہہ دیجیے کہ وہی (اللہ) ہے جس نے تمھیں پیدا کیا اور تمھارے کان آنکھیں اور دل بنائے، تم بہت ہی کم شکر گزاری کرتے ہو۔ کہہ دیجیے کہ وہی ہے جس نے تمھیں زمین میں پھیلا دیا اور اس کی طرف تم اکٹھے کیے جاؤ گے۔“

(10) ﴿الَّذِي أَحْسَنَ كُلَّ شَيْءٍ خَلَقَهُ وَبَدَأَ خَلْقَ الْإِنْسَانِ مِنْ طِينٍ ۝ ثُمَّ جَعَلَ نَسْلَهُ مِنْ سُلَالَةٍ مِنْ مَاءٍ مَهِينٍ ۝ ثُمَّ سَوَّاهُ وَنَفَخَ فِيهِ مِنْ رُوحِهِ وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ وَالْأَفْئِدَةَ قَلِيلًا مَا تَشْكُرُونَ﴾ [السجدة : ٧۔٩] ”جس نے نہایت خوب بنائی جو چیز بھی

بنائی اور انسان کی بناوٹ مٹی سے شروع کی۔ پھر اس کی نسل ایک بے وقعت پانی کے نچوڑ سے چلائی۔ جسے ٹھیک ٹھاک کر کے اس میں اپنی روح پھونکی، اسی نے تمہارے کان آنکھیں اور دل بنائے (اس پر بھی) تم بہت ہی تھوڑا احسان مانتے ہو۔"

❁ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی نے کچھ بنایا ہے تو دکھاؤ:

(1) ﴿قُلْ اَرَءَيْتُمْ شُرَكَآءَكُمُ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَرُوْنِيْ مَاذَا خَلَقُوْا مِنَ الْاَرْضِ اَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِي السَّمٰوٰتِ﴾[فاطر : ٤٠] "آپ کہیے کہ تم اپنے قرار دیئے ہوئے شریکوں کا حال تو بتاؤ جن کو تم اللہ کے سوا پوجتے ہو، یعنی مجھے یہ بتلاؤ کہ انہوں نے زمین میں سے کون سا (حصہ) بنایا ہے یا ان کی آسمانوں میں کوئی شراکت ہے۔"

(2) ﴿هٰذَا خَلْقُ اللّٰهِ فَاَرُوْنِيْ مَاذَا خَلَقَ الَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖ بَلِ الظّٰلِمُوْنَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ﴾ [لقمان : ١١] "یہ ہے اللہ کی مخلوق اب تم مجھے اس کے سوا دوسرے کسی کی کوئی مخلوق تو دکھاؤ (کچھ نہیں) بلکہ یہ ظالم کھلی گمراہی میں ہیں۔"

❁ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی مکھی بھی نہیں بنا سکتا:

﴿يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَنْ يَّخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّلَوِ اجْتَمَعُوْا لَهٗ وَاِنْ يَّسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَيْـًٔا لَّا يَسْتَنْقِذُوْهُ مِنْهُ ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوْبُ ﴿73﴾ مَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ ﴿74﴾﴾[الحج : ٧٣-٧٤] "لوگو! ایک مثال بیان کی جا رہی ہے، ذرا کان لگا کر سن لو! اللہ کے سوا جن جن کو تم پکارتے رہے ہو وہ ایک مکھی بھی تو پیدا نہیں کر سکتے، گو سارے کے سارے ہی جمع ہو جائیں، بلکہ اگر مکھی ان سے کوئی چیز لے بھاگے تو یہ تو اسے بھی اس سے چھین نہیں سکتے، بڑا بودا ہے طلب کرنے والا اور بڑا بودا ہے وہ جس سے طلب کیا جا رہا ہے۔ انہوں نے اللہ کے مرتبہ کے مطابق اس کی قدر جانی ہی نہیں، اللہ تعالیٰ بڑا ہی زور وقوت والا اور غالب وزبردست ہے۔"

❁ اللہ تعالیٰ ہی ہر چیز کا حقیقی مالک ہے:

(1) ﴿يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ﴾[التغابن : ١] "(تمام چیزیں) جو آسمانوں اور زمین میں ہیں اللہ کی پاکی بیان کرتی ہیں، اسی کی بادشاہت ہے اور اسی کی تعریف ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔"

(2) ﴿وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴾[آل عمران : ۱۸۹]
''آسمانوں اور زمین کی بادشاہت اللہ ہی کے لیے ہے اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔''

(3) ﴿لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا فِيْهِنَّ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴾[المائدة : ۱۲۰] ''آسمانوں، زمین اور جو کچھ ان میں ہے (الغرض ہر چیز) کی بادشاہت اللہ ہی کے لیے ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔''

(4) ﴿يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ﴾ [الجمعة : ۱] ''(ساری چیزیں) جو آسمانوں اور زمین میں ہیں اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کرتی ہیں (جو) بادشاہ نہایت پاک (ہے) غالب و باحکمت ہے۔''

(5) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿يَطْوِي اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ السَّمٰوَاتِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ثُمَّ يَأْخُذُهُنَّ بِيَدِهِ الْيُمْنَى ثُمَّ يَقُوْلُ أَنَا الْمَلِكُ أَيْنَ الْجَبَّارُوْنَ أَيْنَ الْمُتَكَبِّرُوْنَ ثُمَّ يَطْوِي الْأَرَضِيْنَ بِشِمَالِهِ﴾ ''روز قیامت اللہ تعالیٰ آسمانوں کو لپیٹ کر اپنے دائیں ہاتھ میں پکڑ لے گا، پھر فرمائے گا کہ میں بادشاہ ہوں، آج دنیا میں بڑے بننے والے متکبر لوگ کہاں ہیں؟ پھر اللہ تعالیٰ زمینوں کو اپنے بائیں ہاتھ میں لپیٹ لے گا۔''(۱)

(6) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿يَنْزِلُ اللّٰهُ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا كُلَّ لَيْلَةٍ حِيْنَ يَمْضِي ثُلُثُ اللَّيْلِ الْأَوَّلُ فَيَقُوْلُ أَنَا الْمَلِكُ مَنْ ذَا الَّذِي يَدْعُوْنِي فَأَسْتَجِيْبَ لَهُ﴾ ''اللہ تعالیٰ ہر رات جب رات کا ابتدائی تہائی حصہ گزر جاتا ہے آسمانِ دنیا پر آتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ میں بادشاہ ہوں، کون ہے جو مجھ سے دعا مانگے میں اس کی دعا قبول کرلوں۔''(۲)

✿ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی کھجور کی گٹھلی کے چھلکے کا بھی مالک نہیں:

﴿ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ مَا يَمْلِكُوْنَ مِنْ قِطْمِيْرٍ ﴿13﴾ اِنْ تَدْعُوْهُمْ لَا يَسْمَعُوْا دُعَآءَكُمْ وَلَوْ سَمِعُوْا مَا اسْتَجَابُوْا لَكُمْ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكْفُرُوْنَ بِشِرْكِكُمْ وَلَا يُنَبِّئُكَ مِثْلُ خَبِيْرٍ ﴿14﴾ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ اِلَى اللّٰهِ وَ

---

(۱) [مسلم (۲۷۸۸) كتاب صفة القيامة والجنة والنار، بخاری تعليقا (۷۴۱۳) ابو داود (۴۷۳۲) نسائی فی السنن الكبرى (۷۷۰۹) ابن ماجه (۱۹۸) ابو یعلى (۵۵۵۸) ابن حبان (۷۳۲۴)]

(۲) [صحيح : صحيح ترمذی، ترمذی (۴۴۶) كتاب الصلاة : باب ما جاء فی نزول الرب الى السماء الدنيا، مختصر العلو للالبانی]

اللّٰهُ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ﴿15﴾ [فاطر: ١٣۔١٥] ''یہی اللہ تمہارا رب ہے، اسی کی بادشاہی ہے اور اس کے سوا جن کو تم پکارتے ہو وہ کھجور کی گٹھلی کے چھلکے کے بھی مالک نہیں۔ اگر تم انہیں پکارو تو وہ تمہاری پکار کو نہیں سنیں گے اور اگر وہ سن بھی لیں تو وہ تمہیں جواب نہیں دیں گے اور روز قیامت وہ تمہارے اس شرک کا انکار کر دیں گے اور آپ کو اللہ خوب خبر رکھنے والے کی طرح کوئی خبر نہیں دے گا۔ اے لوگو! تم سب اللہ کے محتاج ہو اور اللہ ہی بے نیاز حمد وثنا کے لائق ہے۔''

❁ اللہ تعالیٰ ہی تمام جہانوں کا پالن ہار ہے:

(1) ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿1﴾﴾ [الفاتحة: ١] ''سب تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے۔''

(2) ﴿تَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ﴾ [الاعراف: ٥٤] ''بڑی خوبیوں والا ہے اللہ تعالیٰ جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔''

(3) ﴿وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿29﴾﴾ [التکویر: ٢٩] ''اور تم پروردگار عالم کے چاہے بغیر کچھ نہیں چاہ سکتے۔''

☜ قرآن کریم میں تقریباً چونتیس (34) مرتبہ ان الفاظ کا ذکر ہے رب العالمین ''جہانوں کا پالن ہار''۔

❁ اللہ تعالیٰ ہی رزق دینے والا ہے:

(1) ﴿اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِيْنُ﴾ [الذاريات: ٥٨] ''بلاشبہ اللہ تعالیٰ ہی سب کو رزق دینے والا، قوت والا اور زور آور ہے۔''

(2) ﴿اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ ثُمَّ رَزَقَكُمْ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ هَلْ مِنْ شُرَكَآئِكُمْ مَّنْ يَّفْعَلُ مِنْ ذٰلِكُمْ مِّنْ شَيْءٍ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿40﴾﴾ [الروم: ٤٠] ''اللہ تعالیٰ وہ ہے جس نے تمہیں پیدا کیا پھر روزی دی پھر مار ڈالے گا پھر زندہ کرے گا، بتاؤ تمہارے شریکوں میں سے کوئی بھی ایسا ہے جو ان میں سے کچھ بھی کر سکتا ہو۔ اللہ تعالیٰ کے لیے پاکی اور برتری ہے ہر اس شریک سے جو یہ لوگ مقرر کرتے ہیں۔''

(3) ﴿وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَاِيَّاكُمْ اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْاً كَبِيْرًا ﴿31﴾﴾ [بنی اسرائیل: ٣١] ''اور مفلسی کے خوف سے اپنی اولاد کو مت قتل کرو، ان کو اور تم کو ہم ہی روزی دیتے ہیں، یقیناً ان کا قتل کرنا کبیرہ گناہ ہے۔''

(4) ﴿اَللّٰهُ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ قَرَارًا وَّالسَّمَآءَ بِنَآءً وَّصَوَّرَكُمْ فَاَحْسَنَ صُوَرَكُمْ وَرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ﴾[المومن : ٦٤] ''اللہ ہی ہے جس نے تمہارے لیے زمین کو ٹھہرنے کی جگہ اور آسمان کو چھت بنایا اور تمہاری صورتیں بنائیں اور بہت اچھی بنائیں اور تمہیں پاکیزہ چیزوں سے رزق عطا فرمایا، یہی اللہ تمہارا پروردگار ہے۔''

(5) ﴿يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ اِلَى اللّٰهِ وَاللّٰهُ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ﴾[فاطر : ١٥] ''اے لوگو! تم سب اللہ کے محتاج ہو اور اللہ ہی بے نیاز اور خوبیوں والا ہے۔''

(6) ﴿رَبَّنَا لِيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ فَاجْعَلْ اَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِيْۤ اِلَيْهِمْ وَارْزُقْهُمْ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُوْنَ﴾[ابراهيم : ٣٧] ''(حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی بیوی اور دودھ پیتے بچے کو مکہ کی بے آب وگیاہ، ویران جگہ پر چھوڑا اور ان کے لیے یہ دعا کی) اے ہمارے پروردگار! (میں نے انہیں اس لیے یہاں چھوڑا ہے) تا کہ یہ نماز قائم رکھیں، پس تو کچھ لوگوں کے دلوں کو ان کی طرف مائل کر دے اور انہیں پھلوں کا رزق عطا فرما تا کہ یہ شکر گزاری کریں۔''

(7) ﴿رَبِّ اِنِّيْ لِمَاۤ اَنْزَلْتَ اِلَيَّ مِنْ خَيْرٍ فَقِيْرٌ﴾[القصص : ٢٤] ''(حضرت موسیٰ علیہ السلام نے لمبا سفر کیا، تھکاوٹ اور بھوک پیاس کی شدت تھی، ایک جگہ سائے میں بیٹھے تو یہ دعا کی) اے میرے پروردگار! تو جو نعمت بھی میری طرف اتارے میں اس کا محتاج ہوں۔''

(8) حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ﴿يَا عِبَادِيْ كُلُّكُمْ جَائِعٌ اِلَّا مَنْ اَطْعَمْتُهُ فَاسْتَطْعِمُوْنِيْ اُطْعِمْكُمْ يَا عِبَادِيْ كُلُّكُمْ عَارٍ اِلَّا مَنْ كَسَوْتُهُ فَاسْتَكْسُوْنِيْ اَكْسُكُمْ﴾ ''اے میرے بندو! تم سب بھوکے ہو سوائے اس کے جسے میں کھلاؤں اس لیے مجھ سے کھانا مانگو میں تمہیں کھلاؤں گا۔ اے میرے بندو! تم سب ننگے ہو سوائے اس کے جسے میں لباس پہناؤں لہٰذا مجھ سے لباس مانگو میں تمہیں پہناؤں گا۔''(۱)

✿ جانوروں کو بھی اللہ تعالیٰ ہی رزق دیتا ہے:

(1) ﴿وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا وَيَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا وَمُسْتَوْدَعَهَا كُلٌّ فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ﴾[هود : ٦] ''زمین پر چلنے پھرنے والے جتنے جاندار ہیں سب کا رزق اللہ تعالیٰ پر ہے، وہی ان کے رہنے سہنے کی جگہ کو جانتا ہے اور ان کے سونپے جانے کی جگہ کو بھی، سب کچھ واضح کتاب میں

---

(۱) [مسلم (۲۵۷۷) كتاب البر والصلة والآداب : باب تحريم الظلم ، بخاري في الادب المفرد (٤٩٠) ابن حبان (٦١٩) مستدرك حاكم (٧٦٠٦) طبراني كبير (١١٣٥٢) بيهقي في دلائل النبوة (١٥٦/٦)]

موجود ہے۔''

(2) ﴿وَ كَاَيِّنۡ مِّنۡ دَآبَّةٍ لَّا تَحۡمِلُ رِزۡقَهَا اللّٰهُ يَرۡزُقُهَا وَاِيَّاكُمۡ وَهُوَ السَّمِيۡعُ الۡعَلِيۡمُ﴾ [العنکبوت : ٦٠] ''اور بہت سے جانور ہیں جو اپنا رزق اٹھائے نہیں پھرتے، ان سب کو اور تمہیں بھی اللہ تعالیٰ ہی رزق دیتا ہے، وہ بڑا ہی سننے جاننے والا ہے۔''

❁ اللہ تعالیٰ ہی رزق میں تنگی اور کشادگی کرتا ہے:

(1) ﴿وَاللّٰهُ فَضَّلَ بَعۡضَكُمۡ عَلٰى بَعۡضٍ فِى الرِّزۡقِ﴾ [النحل : ٧١] ''اور اللہ تعالیٰ ہی نے تم میں سے ایک کو دوسرے پر رزق میں فضیلت دے رکھی ہے۔''

(2) ﴿اَللّٰهُ يَبۡسُطُ الرِّزۡقَ لِمَنۡ يَّشَآءُ مِنۡ عِبَادِهٖ وَيَقۡدِرُ لَهٗ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَىۡءٍ عَلِيۡمٌ﴾ [العنکبوت : ٦٢] ''اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جسے چاہے فراخ رزق دیتا ہے اور جسے چاہے تنگ، یقیناً اللہ تعالیٰ ہر چیز کا جاننے والا ہے۔''

(3) ﴿اَهُمۡ يَقۡسِمُوۡنَ رَحۡمَتَ رَبِّكَ نَحۡنُ قَسَمۡنَا بَيۡنَهُمۡ مَّعِيۡشَتَهُمۡ فِى الۡحَيٰوةِ الدُّنۡيَا وَرَفَعۡنَا بَعۡضَهُمۡ فَوۡقَ بَعۡضٍ دَرَجٰتٍ لِّيَتَّخِذَ بَعۡضُهُمۡ بَعۡضًا سُخۡرِيًّا وَرَحۡمَتُ رَبِّكَ خَيۡرٌ مِّمَّا يَجۡمَعُوۡنَ﴿32﴾﴾ [الزخرف : ٣٢] ''کیا تیرے رب کی رحمت (نعمت) کو یہ تقسیم کرتے ہیں؟ ہم نے ہی دنیوی زندگی کی روزی ان میں تقسیم کی ہے اور ایک کو دوسرے سے بلند کیا ہے تاکہ ایک دوسرے کو ماتحت کر لے جسے یہ لوگ سمیٹتے پھرتے ہیں، اس سے تیرے رب کی رحمت بہت ہی بہتر ہے۔''

❁ رزق میں کمی بیشی کی حکمت:

﴿وَلَوۡ بَسَطَ اللّٰهُ الرِّزۡقَ لِعِبَادِهٖ لَبَغَوۡا فِى الۡاَرۡضِ وَلٰكِنۡ يُّنَزِّلُ بِقَدَرٍ مَّا يَشَآءُ اِنَّهٗ بِعِبَادِهٖ خَبِيۡرٌۢ بَصِيۡرٌ﴿27﴾﴾ [الشوری : ٢٧] ''اگر اللہ تعالیٰ اپنے سب بندوں کی روزی فراخ کر دیتا تو وہ زمین میں فساد برپا کر دیتے (کیونکہ پھر کوئی بھی کسی کی ماتحتی قبول نہ کرتا) لیکن وہ اندازے کے ساتھ جو کچھ چاہتا ہے نازل فرماتا ہے، وہ اپنے بندوں سے پورا خبردار ہے اور خوب دیکھنے والا ہے۔''

❁ حلال رزق کھانے اور اللہ کا شکر کرنے کی ترغیب:

﴿فَكُلُوۡا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا وَّاشۡكُرُوۡا نِعۡمَتَ اللّٰهِ اِنۡ كُنۡتُمۡ اِيَّاهُ تَعۡبُدُوۡنَ﴾ [النحل : ١١٤] ''جو کچھ حلال اور پاکیزہ روزی اللہ تعالیٰ نے تمہیں دے رکھی ہے اسے کھاؤ اور اللہ کی نعمت کا شکر کرو اگر تم اسی کی عبادت کرتے ہو۔''

اس سے معلوم ہوا کہ حلال و پاکیزہ چیزیں چھوڑ کر حرام و ناپاک چیزیں کھانا اور اللہ کو چھوڑ کر کسی اور کی عبادت کرنا، اللہ کی نعمتوں کی ناشکری ہے۔

❁ متقی و پرہیزگار سے اللہ تعالیٰ نے خصوصی رزق کا وعدہ فرمایا ہے:

﴿وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَل لَّهُ مَخْرَجًا ﴿٢﴾ وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ﴾ [الطلاق : ۲۔۳] ''اور جو شخص اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرتا ہے اللہ اس کے لیے چھٹکارے کی شکل نکال دیتا ہے۔ اور اسے ایسی جگہ سے روزی دیتا ہے جس کا اسے گمان بھی نہ ہو۔''

❁ ہر چیز کے خزانے اللہ تعالیٰ ہی کے پاس ہیں، لہٰذا اسی سے مانگو:

(1) ﴿وَإِن مِّن شَيْءٍ إِلَّا عِندَنَا خَزَائِنُهُ وَمَا نُنَزِّلُهُ إِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُومٍ ﴿٢١﴾﴾ [الحجر : ۲۱] ''اور جتنی بھی چیزیں ہیں ان سب کے خزانے ہمارے پاس ہی ہیں، اور ہم ہر چیز کو اس کے مقررہ اندازے سے اتارتے ہیں۔''

(2) ﴿إِنَّمَا تَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ أَوْثَانًا وَتَخْلُقُونَ إِفْكًا إِنَّ الَّذِينَ تَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ لَا يَمْلِكُونَ لَكُمْ رِزْقًا فَابْتَغُوا عِندَ اللَّهِ الرِّزْقَ وَاعْبُدُوهُ وَاشْكُرُوا لَهُ إِلَيْهِ تُرْجَعُونَ﴾ [العنکبوت : ۱۷] ''تم تو اللہ تعالیٰ کے سوا بتوں کی پوجا پاٹ کر رہے ہو اور جھوٹی باتیں دل سے گھڑ لیتے ہو، سنو! جن جن کی تم اللہ تعالیٰ کے سوا پوجا پاٹ کر رہے ہو وہ تو تمہارے رزق کے مالک نہیں، پس تمہیں چاہیے کہ تم اللہ تعالیٰ ہی سے رزق طلب کرو اور اسی کی عبادت کرو اور اسی کی شکر گزاری کرو اور اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے۔''

(3) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ﴿ يَدُ اللّٰهِ مَلَأَى لَا يَغِيضُهَا نَفَقَةٌ سَحَّاءُ اللَّيْلِ وَ النَّهَارِ وَ قَالَ أَرَأَيْتُمْ مَا أَنْفَقَ مُنْذُ خَلَقَ السَّمٰوَاتِ وَ الْأَرْضَ فَإِنَّهُ لَمْ يَغِضْ مَا فِي يَدِهِ ﴾ ''اللہ تعالیٰ کا ہاتھ بھرا ہوا ہے، اسے رات دن کی بخشش بھی کم نہیں کرتی۔ آپ نے فرمایا کیا تمہیں معلوم ہے کہ جب سے اس نے آسمان و زمین پیدا کیے ہیں اس نے کتنا خرچ کیا ہے؟ اس سے بھی اس کے خزانے میں کچھ کمی نہیں آئی۔'' (۱)

(4) حدیث قدسی ہے کہ ﴿ يَا عِبَادِيْ لَوْ أَنَّ أَوَّلَكُمْ وَ آخِرَكُمْ وَ إِنْسَكُمْ وَ جِنَّكُمْ قَامُوْا فِيْ صَعِيْدٍ وَاحِدٍ فَسَأَلُوْنِيْ فَأَعْطَيْتُ كُلَّ إِنْسَانٍ مَسْأَلَتَهُ مَا نَقَصَ ذَالِكَ مِمَّا عِنْدِيْ إِلَّا كَمَا يَنْقُصُ الْمِخْيَطُ إِذَا أُدْخِلَ الْبَحْرُ ﴾ ''اے میرے بندو! اگر تمہارا پہلا اور آخری اور تمہارے تمام جن و انس ایک جگہ

---

(۱) [بخاری (۷٤۱۱) کتاب التوحید : باب قول اللہ : لما خلقت بیدی]

جمع ہو کر مجھ سے مانگیں اور میں ہر انسان کو اس کے مطالبے کے مطابق عطا کر دوں تو اس سے بھی میرے خزانوں میں کچھ کمی نہیں آتی سوائے اس کے کہ سمندر میں سوئی داخل کر کے (نکال لینے سے) جتنی کمی آتی ہے۔''(۱)

❁ اللہ تعالیٰ ہی ہر وقت اور ہر جگہ بندوں کی پکار سنتا ہے:

(1) ﴿ وَ اِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ وَلْيُؤْمِنُوْا بِيْ لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ ﴾[البقرة : ۱۸۶] ''جب میرے بندے میرے بارے میں آپ سے سوال کریں تو آپ کہہ دیں کہ میں بہت ہی قریب ہوں، ہر پکارنے والے کی پکار کو جب کبھی وہ مجھے پکارے، قبول کرتا ہوں اس لیے لوگوں کو بھی چاہیے کہ وہ میری بات مان لیا کریں اور مجھ پر ایمان رکھیں، یہی ان کی بھلائی کا باعث ہے۔''

(2) ﴿ اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوْٓءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَآءَ الْاَرْضِ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ﴾[النمل : ٦٢] ''کون ہے جو مجبور کی دعا قبول کرتا ہے جب وہ اسے پکارتا ہے اور دکھ دور کرتا ہے اور تمہیں زمین پر خلیفہ بناتا ہے، کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود بھی ہے، کم لوگ ہی نصیحت پکڑتے ہیں۔''

(3) حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ﴿ كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَكُنَّا اِذَا اَشْرَفْنَا عَلَى وَادٍ هَلَّلْنَا وَ كَبَّرْنَا ارْتَفَعَتْ اَصْوَاتُنَا ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ يٰاَيُّهَا النَّاسُ ارْبَعُوْا عَلَى اَنْفُسِكُمْ فَاِنَّكُمْ لَا تَدْعُوْنَ اَصَمَّ وَلَا غَائِبًا اِنَّهُ مَعَكُمْ اِنَّهُ سَمِيْعٌ قَرِيْبٌ تَبَارَكَ اسْمُهُ وَتَعَالَى جَدُّهُ ﴾ ''ہم ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ جب ہم کسی وادی میں اترتے تو لا الہ الا اللہ اور اللہ اکبر کہتے اور ہماری آواز بلند ہو جاتی' اس لیے آپ ﷺ نے فرمایا' اے لوگو! اپنی جانوں پر رحم کھاؤ' کیونکہ تم کسی بہرے یا غائب خدا کو نہیں پکار رہے ہو' وہ تو تمہارے ساتھ ہی ہے' بے شک وہ سننے والا اور تم سے بہت قریب ہے۔ اس کا نام اور اس کی عظمت بہت ہی بڑی ہے۔''(۲)

❁ اللہ تعالیٰ ہی بندوں کو ہر شر اور شیطانی وساوس سے بچاتا ہے:

(1) ﴿ وَقُلْ رَّبِّ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ هَمَزٰتِ الشَّيٰطِيْنِ ۝ وَاَعُوْذُ بِكَ رَبِّ اَنْ يَّحْضُرُوْنِ ﴾ [المومنون : ۹۷۔۹۸] ''اور آپ دعا کریں کہ اے میرے پروردگار! میں شیطانوں کے وسوسوں سے تیری پناہ

---

(۱) [مسلم (۲۵۷۷) كتاب البر والصلة والآداب]

(۲) [بخاری (۲۹۹۲) كتاب الجهاد والسير : باب ما يكره من رفع الصوت في التكبير' مسلم (۲۷۰۴) مسند احمد (۱۹۶۱۶) ابو داود (۱۵۲۶) ترمذی (۳۴۶۱) نسائی فی الکبری (۷۶۸۰/۴)]

چاہتا ہوں۔ اور اے رب! میں تیری پناہ چاہتا ہوں کہ وہ میرے پاس آ جائیں۔"

(2) نبی کریم ﷺ شام کے وقت تین مرتبہ یہ دعا پڑھا کرتے تھے ﴿ اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ﴾ "میں اللہ تعالیٰ کے کامل کلمات کی پناہ پکڑتا ہوں ہر اس چیز کے شر سے جو اس نے پیدا کی۔"(۱)

(3) نبی کریم ﷺ صبح وشام ایک ایک مرتبہ یہ دعا پڑھا کرتے تھے ﴿ اَللّٰهُمَّ عَالِمَ الْغَيْبِ وَ الشَّهَادَةِ فَاطِرَ السَّمٰوَاتِ وَ الْاَرْضِ رَبَّ كُلِّ شَيْءٍ وَ مَلِيْكَهُ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِي وَ مِنْ شَرِّ الشَّيْطَانِ وَ شِرْكِهِ ﴾ "اے اللہ! اے غیب اور حاضر کو جاننے والے! آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنے والے! ہر چیز کے پروردگار اور مالک! میں شہادت دیتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں۔ میں تیری پناہ مانگتا ہوں اپنے نفس کے شر سے اور شیطان کے شر اور اس کی شراکت سے۔"(۲)

❁ اللہ تعالیٰ ہی اولاد (بیٹے اور بیٹیاں) دیتا ہے:

(1) ﴿ لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ يَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ اِنَاثًا وَّ يَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ الذُّكُوْرَ ﴿۴۹﴾ اَوْ يُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَّ اِنَاثًا وَ يَجْعَلُ مَنْ يَّشَآءُ عَقِيْمًا اِنَّهٗ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ ﴾ [الشوری : ۴۹۔۵۰] "آسمانوں اور زمین کی بادشاہی اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے، وہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے، جس کو چاہتا ہے بیٹیاں دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے بیٹے دیتا ہے۔ یا انہیں جمع کر دیتا ہے بیٹے بھی اور بیٹیاں بھی اور جسے چاہے بانجھ کر دیتا ہے، وہ بڑے علم والا اور کامل قدرت والا ہے۔"

معلوم ہوا کہ بیٹے اور بیٹیاں دینا صرف اللہ تعالیٰ کے ہی اختیار میں ہے وہ جسے چاہے صرف لڑکیاں دے جیسے حضرت لوط علیہ السلام، جسے چاہے صرف لڑکے دے جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام، جسے چاہے لڑکے اور لڑکیاں سب دے جیسے محمد ﷺ اور جسے چاہے بے اولاد رکھے جیسے حضرت یحییٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام۔ (۳)

یہی وجہ ہے کہ انبیاء نے بھی اللہ تعالیٰ سے ہی اولاد طلب کی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہ دعا کی ﴿ رَبِّ هَبْ لِيْ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴾ [الصافات : ۱۰۰] "اے میرے رب! مجھے صالح اولاد عطا کر۔" اور حضرت زکریا علیہ السلام نے یہ دعا فرمائی ﴿ رَبِّ هَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً اِنَّكَ سَمِيْعُ الدُّعَآءِ ﴾ [آل عمران : ۳۸]

---

(۱) [**صحیح** : صحیح الترغیب (۶۵۲) کتاب النوافل : باب الترغیب فی آیات وأذكار يقولها اذا أصبح واذا أمسى، ترمذى (۳۶۰۴) کتاب الدعوات : باب فی الاستعاذة، مسند احمد (۲۹۰/۲)]

(۲) [**صحیح** : صحیح ترمذی، ترمذی (۳۳۹۲) کتاب الدعوات : باب منه، ابو داود (۵۰۶۷) الأدب المفرد للبخاری (۱۲۰۲) مسند احمد (۱۰/۱) صحیح الجامع (۴۴۰۲) الصحیحة (۲۷۵۳)]

(۳) [تفسیر ابن کثیر (۵۶۶/۵) ۶ جلد، مطبوعہ فقہ الحدیث پبلیکیشنز، لاہور]

"اے میرے رب! مجھے اپنے پاس سے پاکیزہ اولاد عطا فرما، بیشک تو دعا کا سننے والا ہے۔"

❁ اللہ تعالیٰ ہی شفا دیتا ہے:

(1) ﴿الَّذِیْ خَلَقَنِیْ فَهُوَ یَهْدِیْنِ ﴿۷۸﴾ وَ الَّذِیْ هُوَ یُطْعِمُنِیْ وَ یَسْقِیْنِ ﴿۷۹﴾ وَ اِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ یَشْفِیْنِ ﴿۸۰﴾ وَ الَّذِیْ یُمِیْتُنِیْ ثُمَّ یُحْیِیْنِ ﴿۸۱﴾ وَ الَّذِیْۤ اَطْمَعُ اَنْ یَّغْفِرَ لِیْ خَطِیْٓـَٔتِیْ یَوْمَ الدِّیْنِ ﴿۸۲﴾﴾ [الشعراء : ۷۸۔۸۲] "(حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ ہی) وہ ذات ہے جس نے مجھے پیدا کیا اور وہی میری رہنمائی فرماتا ہے۔ وہی ہے جو مجھے کھلاتا پلاتا ہے۔ اور جب میں بیمار ہو جاؤں تو مجھے شفا عطا فرماتا ہے۔ اور وہی مجھے مارے گا اور پھر زندہ کرے گا۔ اور جس سے میری امید بندھی ہوئی ہے کہ وہ روز جزا میرے گناہوں کو بخش دے گا۔"

(2) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ﴿اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ کَانَ اِذَا اَتٰی مَرِیْضًا اَوْ اُتِیَ بِهٖ اِلَیْهِ قَالَ : اَذْهِبِ الْبَاْسَ رَبَّ النَّاسِ اشْفِ وَ اَنْتَ الشَّافِیْ لَا شِفَاءَ اِلَّا شِفَائُكَ شِفَاءً لَّا یُغَادِرُ سَقَمًا﴾ "رسول اللہ ﷺ جب کسی مریض کے پاس تشریف لے جاتے یا کوئی مریض آپ کے پاس لایا جاتا تو آپ یہ دعا فرماتے کہ اے لوگوں کے پروردگار! بیماری دور کر دے، اے انسانوں کے پالنے والے! شفا عطا فرما، تو ہی شفا دینے والا ہے، تیری شفا کے سوا اور کوئی شفا نہیں، ایسی شفا دے جس میں مرض بالکل باقی نہ رہے۔"(۱)

❁ اللہ تعالیٰ ہی ہدایت دیتا ہے:

(1) ﴿لَیْسَ عَلَیْكَ هُدٰىهُمْ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ یَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ﴾ [البقرہ : ۲۷۲] "(اے پیغمبر!) انہیں ہدایت پر لے آنا تیرے ذمہ نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ ہی جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے۔"

(2) ﴿اِنَّكَ لَا تَهْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ یَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ وَ هُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِیْنَ﴾ [القصص : ۵۶] "آپ جسے چاہیں ہدایت نہیں کر سکتے بلکہ اللہ تعالیٰ ہی جسے چاہے ہدایت کرتا ہے، ہدایت والوں سے وہی خوب آگاہ ہے۔"

(3) ﴿مَنْ یُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَا هَادِیَ لَهٗ﴾ [الاعراف : ۱۸۶] "جسے اللہ گمراہ کر دے اسے کوئی ہدایت دینے والا نہیں۔"

(4) حدیث قدسی ہے کہ ﴿یَا عِبَادِیْ کُلُّکُمْ ضَالٌّ اِلَّا مَنْ هَدَیْتُهٗ فَاسْتَهْدُوْنِیْ اَهْدِکُمْ﴾ "اے میرے بندو! تم سب گمراہ ہو سوائے اس کے جسے میں ہدایت دوں لہٰذا مجھ سے ہدایت مانگو میں تمہیں ہدایت دوں

---

(۱) [بخاری (۵۶۷۵) کتاب المرضی]

گا۔''(۱)

معلوم ہوا کہ اللہ کے سوا کوئی بھی کسی کو ہدایت دینے کا اختیار نہیں رکھتا، انبیاء بھی نہیں۔ یہی باعث ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام اپنے بیٹے اور بیوی کو(۲)، حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے والد کو(۳)، حضرت لوط علیہ السلام اپنی بیوی کو(٤) اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چچا ابوطالب(٥) کو بھی ہدایت نہ دے سکے، اگر انبیاء کو کچھ بھی ہدایت کا اختیار ہوتا تو انبیاء کے یہ قریبی رشتہ دار ہرگز ہدایت سے محروم نہ رہتے۔

❁ اللہ تعالیٰ ہی نیکی کی توفیق دیتا ہے:

(1) ﴿إِنْ أُرِيدُ إِلَّا الْإِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللَّهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ أُنِيبُ﴾[هــود : ٨٨] ''(حضرت شعیب علیہ السلام نے اپنی قوم کو دعوت دیتے ہوئے فرمایا) میرا ارادہ تو اپنی استطاعت کی حد تک اصلاح کرنے کا ہی ہے۔ میری توفیق اللہ کی مدد سے ہی ہے۔ اسی پر میرا بھروسہ ہے اور اسی کی طرف میں رجوع کرتا ہوں۔''

(2) حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ﴿ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَخَذَ بِيَدِهِ وَقَالَ يَا مُعَاذُ وَ اللّٰهِ إِنِّيْ لَأُحِبُّكَ وَ اللّٰهِ إِنِّيْ لَأُحِبُّكَ فَقَالَ أُوْصِيْكَ يَا مُعَاذُ لَا تَدَعَنَّ فِيْ دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ تَقُوْلُ " اَللّٰهُمَّ أَعِنِّيْ عَلَى ذِكْرِكَ وَ شُكْرِكَ وَ حُسْنِ عِبَادَتِكَ "﴾ ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا ہاتھ پکڑ کر دو مرتبہ کہا اے معاذ! اللہ کی قسم! مجھے تم سے محبت ہے۔ پھر فرمایا میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ ہر (فرض) نماز کے بعد یہ کلمات کہنا نہ چھوڑنا ''اے اللہ! مجھے اپنا ذکر، شکر اور بہترین عبادت کرنے کی توفیق عطا فرما۔''(٦)

❁ نفع ونقصان کا اختیار اللہ تعالیٰ کے ہاتھ ہی ہے:

(1) ﴿وَإِنْ يَمْسَسْكَ اللَّهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهُ إِلَّا هُوَ وَإِنْ يَمْسَسْكَ بِخَيْرٍ فَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ﴾[الانعام : ١٧] ''اور اگر تجھ کو اللہ تعالیٰ کوئی تکلیف پہنچائے تو اس کا دور کرنے والا اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی نہیں۔ اور اگر تجھ کو اللہ تعالیٰ کوئی نفع پہنچائے تو وہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والا ہے۔''

(2) ﴿وَإِنْ يَمْسَسْكَ اللَّهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهُ إِلَّا هُوَ وَإِنْ يُرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَادَّ لِفَضْلِهِ

---

(١) [مسلم (٢٥٧٧) كتاب البر والصلة والآداب]

(٢) [هود : ٤٢]، [التحريم : ١٠] (٣) [مريم : ٤٢]، [التوبة : ١١٤] (٤) [التحريم : ١٠]

(٥) [صحيح : ارواء الغليل (١١٤/٥) نسائى (٢٠٣٥) كتاب الجنائز : باب النهى عن الاستغفار للمشركين]

(٦) [صحيح : صحيح الترغيب (١٥٩٦) صحيح الجامع الصغير (٧٩٦٩) ابوداود (١٥٢٢) كتاب الصلاة : باب فى الاستغفار، نسائى (١٣٠٣) الادب المفرد (٦٩٠)]

يُصِيبُ بِهِ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهِ وَهُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ﴾ [يونس : ۱۰۷] ''اور اگر تم کو اللہ تعالیٰ کوئی تکلیف پہنچائے تو سوائے اس کے اور کوئی اسے دور کرنے والا نہیں اور اگر وہ تم کو کوئی خیر پہنچانا چاہے تو کوئی بھی اس کے فضل کو ہٹانے والا نہیں، وہ اپنا فضل اپنے بندوں میں سے جس پر چاہے نچھاور کر دے اور وہ بڑی مغفرت بڑی رحمت والا ہے۔''

(3) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا﴿ يَا غُلَامُ إِنِّيْ أُعَلِّمُكَ كَلِمَاتٍ احْفَظِ اللّٰهَ يَحْفَظْكَ احْفَظِ اللّٰهَ تَجِدْهُ تُجَاهَكَ إِذَا سَأَلْتَ فَاسْأَلِ اللّٰهَ وَ إِذَا اسْتَعَنْتَ فَاسْتَعِنْ بِاللّٰهِ وَ اعْلَمْ أَنَّ الْأُمَّةَ لَوِ اجْتَمَعَتْ عَلَى أَنْ يَنْفَعُوْكَ بِشَيْءٍ لَمْ يَنْفَعُوْكَ إِلَّا بِشَيْءٍ قَدْ كَتَبَهُ اللّٰهُ لَكَ وَ إِنْ اجْتَمَعُوْا عَلَى أَنْ يَضُرُّوْكَ إِلَّا بِشَيْءٍ قَدْ كَتَبَهُ اللّٰهُ عَلَيْكَ رُفِعَتِ الْأَقْلَامُ وَ جَفَّتِ الصُّحُفُ ﴾ ''اے بچے! اللہ تعالیٰ (کے احکامات) کی حفاظت کر اللہ تعالیٰ تیری حفاظت فرمائے گا، اللہ تعالیٰ (کے حقوق) کی حفاظت کر تو اللہ تعالیٰ کو اپنے سامنے پائے گا اور جب تو سوال (کا ارادہ) کرے تو اللہ تعالیٰ سے سوال کر اور جب تو نے مدد طلب کرنی ہو تو اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کر اور یقین کر کہ اگر (بالفرض) تمام مخلوق اس بات پر جمع ہو جائے کہ تجھے کچھ فائدہ پہنچائے تو تجھے صرف اس قدر ہی فائدہ پہنچا سکتی ہے جس قدر اللہ تعالیٰ نے تیرے لیے مقدر کر دیا ہے اور اگر تمام مخلوق اس بات پر جمع ہو جائے کہ تجھے کچھ تکلیف دینا چاہے تو تجھے صرف اس قدر تکلیف دے سکتی ہے جس قدر اللہ تعالیٰ نے تیرے بارے میں لکھ دیا ہے، قلم اٹھا دیئے گئے ہیں (یعنی احکامات تحریر ہونے سے رک گئے ہیں) اور صحیفوں کی سیاہی خشک ہو چکی ہے۔''(۱)

❁ عطا کرنے اور روکنے کا اختیار اللہ تعالیٰ کو ہی ہے:

(1) ﴿مَا يَفْتَحِ اللّٰهُ لِلنَّاسِ مِنْ رَّحْمَةٍ فَلَا مُمْسِكَ لَهَا وَ مَا يُمْسِكْ فَلَا مُرْسِلَ لَهُ مِنْ بَعْدِهِ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ﴾ [فاطر : ۲] ''اللہ تعالیٰ جو رحمت لوگوں کے لیے کھول دے تو اسے کوئی روکنے والا نہیں اور جسے روک لے تو اس کے بعد اسے کوئی بھی جاری کرنے والا نہیں اور وہی غالب حکمت والا ہے۔''

(2) حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر فرض نماز کے بعد یہ دعا پڑھتے تھے﴿ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ، اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ وَ لَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ ، وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ ﴾ ''نہیں ہے کوئی معبودِ برحق مگر اللہ وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کے لیے بادشاہی ہے اور اسی کے لیے ساری تعریف ہے اور وہ ہر چیز پر

(۱) [صحیح : تخریج الطحاویۃ (ص : ۲۹۶) صحیح الجامع الصغیر (۷۹۵۷) ترمذی (۲۵۱۶)]

قادر ہے۔ اے اللہ! جو تو عطا کرے اسے روکنے والا کوئی نہیں اور جو تو روک لے اسے عطا کرنے والا کوئی نہیں اور کسی بھی صاحب حیثیت کو اس کی حیثیت تیرے ہاں کچھ فائدہ نہیں دے سکتی۔''(۱)

❁ اللہ تعالیٰ ہی حقیقی کارساز (بگڑی بنانے والا) ہے:

(1) ﴿وَ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَ جَعَلْنٰهُ هُدًى لِّبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اَلَّا تَتَّخِذُوْا مِنْ دُوْنِيْ وَكِيْلًا﴾[بنی اسرائیل : ۲] ''ہم نے موسیٰ کو کتاب دی اور اسے بنی اسرائیل کے لیے ہدایت بنا دیا کہ تم میرے سوا کسی کو اپنا کارساز نہ بنانا۔''

(2) ﴿وَّ تَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ وَ كَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا﴾[الاحزاب : ۳] ''آپ اللہ تعالیٰ پر ہی بھروسہ رکھیں، وہ کارسازی کے لیے کافی ہے۔''

(3) ﴿رَبُّ الْمَشْرِقِ وَ الْمَغْرِبِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَاتَّخِذْهُ وَكِيْلًا﴾[المزمل : ۹] ''مشرق و مغرب کا پروردگار جس کے سوا کوئی معبود نہیں، تو اسی کو اپنا کارساز بنالے۔''

❁ اللہ تعالیٰ ہی حقیقی دوست اور مددگار ہے:

(1) ﴿اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ مَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّ لَا نَصِيْرٍ ﴿107﴾﴾[البقرة : ۱۰۷] ''کیا تجھے علم نہیں کہ زمین و آسمان کی بادشاہی اللہ ہی کے لیے ہے اور اللہ کے سوا تمہارا کوئی ولی (دوست) اور مددگار نہیں۔''

(2) ﴿اِنَّ وَلِيِّۦَ اللّٰهُ الَّذِيْ نَزَّلَ الْكِتٰبَ وَ هُوَ يَتَوَلَّى الصّٰلِحِيْنَ ﴿196﴾ وَ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ نَصْرَكُمْ وَ لَآ اَنْفُسَهُمْ يَنْصُرُوْنَ ﴿197﴾﴾[الاعراف : ۱۹۶-۱۹۷] ''یقیناً میرا دوست و مددگار اللہ تعالیٰ ہے جس نے یہ کتاب نازل فرمائی اور وہ نیک بندوں کی مدد کرتا ہے۔ اور تم جن لوگوں کی اللہ کو چھوڑ کر عبادت کرتے ہو وہ تمہاری کچھ مدد نہیں کر سکتے اور نہ وہ اپنی مدد کر سکتے ہیں۔''

❁ اللہ تعالیٰ ہی قادر مطلق ہے:

(1) ﴿اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿20﴾﴾[البقرة : ۲۰] ''بلاشبہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔''

(2) ﴿اَوَ لَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ قَادِرٌ عَلٰٓى اَنْ يَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ وَ جَعَلَ لَهُمْ اَجَلًا لَّا رَيْبَ فِيْهِ فَاَبَى الظّٰلِمُوْنَ اِلَّا كُفُوْرًا ﴿99﴾﴾[بنی اسرائیل : ۹۹] ''کیا انہوں نے اس بات پر نظر نہیں کی کہ جس اللہ نے آسمان و زمین کو پیدا کیا ہے وہ ان جیسوں کی پیدائش پر پورا قادر

---

(۱) [بخاری (۸٤٤) کتاب الأذان : باب الذكر بعد الصلاة، مسلم (۵۹۳) أبوداود (۱۵۰۵) نسائی (۷۰/۳) أبو عوانة (۲٤۳/۲) ابن أبی شيبة (۲۳۱/۱۰) دارمی (۳۱۱/۱) ابن خزيمة (۷٤۲)]

ہے، اسی نے ان کے لیے ایک ایسا وقت مقرر کر رکھا ہے جو شک وشبہ سے یکسر خالی ہے، لیکن ظالم لوگ انکار کیے بغیر رہتے ہی نہیں۔"

(3) حدیث قدسی ہے کہ اللہ تعالیٰ (روز قیامت) ابن آدم سے کہیں گے کہ کیا تجھے پسند ہے کہ میں تمہیں دنیا اور اس جیسی مزید ایک دنیا عطا کر دوں؟ وہ کہے گا کہ اے میرے رب! کیا تو مجھ سے مذاق کر رہا ہے؟ اس پر اللہ تعالیٰ ہنس پڑیں گے اور اسے جواب دیں گے کہ ﴿ اِنِّی لَا اَسْتَھْزِئُ بِكَ وَ لٰكِنِّیْ عَلٰی مَا اَشَاءُ قَادِرٌ ﴾ "میں تجھ سے مذاق نہیں کر رہا بلکہ میں جو چاہوں کرنے پر قادر ہوں۔"(۱)

❁ اللہ تعالیٰ ہی مختارِ کل اور شہنشاہ ہے:

(1) ﴿قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِی الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَ تَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ وَ تُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَ تُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ بِیَدِكَ الْخَیْرُ اِنَّكَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ﴾ [آل عمران : ۲۶]

"آپ کہہ دیجئے کہ اے اللہ! اے تمام جہان کے مالک! تو جسے چاہے بادشاہی دے اور جس سے چاہے بادشاہی چھین لے اور تو جسے چاہے عزت دے اور جسے چاہے ذلت دے، تیرے ہی ہاتھ میں سب بھلائیاں ہیں، بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے۔"

(2) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ اَغْیَظُ رَجُلٍ عَلَی اللّٰهِ یَوْمَ الْقِیَامَةِ وَ اَخْبَثُهُ وَ اَغْیَظُهُ عَلَیْهِ ، رَجُلٌ كَانَ یُسَمَّی مَلِكَ الْاَمْلَاكِ ، لَا مَلِكَ اِلَّا اللّٰهُ ﴾ "روز قیامت اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ ذلیل ورسوا وہ شخص ہوگا جسے (دنیا میں) شہنشاہ کا نام دیا جاتا تھا، (خبردار!) حقیقی بادشاہ صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے۔"(۲)

(3) فرمانِ نبوی ہے کہ ﴿ اشْتَدَّ غَضَبُ اللّٰهِ عَلٰی مَنْ زَعَمَ اَنَّهُ مَلِكُ الْاَمْلَاكِ لَا مَلِكَ اِلَّا اللّٰهُ ﴾ "اس شخص سے اللہ تعالیٰ شدید ناراض ہوتے ہیں جو خود کو شہنشاہ سمجھتا ہے (یاد رکھو!) حقیقی بادشاہ صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے۔"(۳)

❁ اللہ تعالیٰ ہی جو چاہے وہی کر سکتا ہے:

(1) ﴿اِنَّ رَبَّكَ فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیْدُ﴾ [ھود : ۱۰۷] "یقیناً تیرا رب جو چاہے کر گزرتا ہے۔"

---

(۱) [صحیح : صحیح الجامع الصغیر (٤) السلسلة الصحیحة (۲٦۰۱) ظلال الجنة (۵۵۷)]

(۲) [مسلم (۲۱٤۳) كتاب الآداب : باب تحریم التسمی بملك الاملاك ، بخاری (٦۲۰۵) ابوداود (٤۹٦۱) ترمذی (۲۸۳۷) ابن حبان (۵۸۳۵) بیهقی (۳۰۷/۹)]

(۳) [صحیح : صحیح الجامع الصغیر (۹۸۸)]

(2) ﴿إِنَّمَا أَمْرُهُ إِذَا أَرَادَ شَيْئًا أَنْ يَقُولَ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ﴾[يس : ۸۲] ''وہ جب کبھی کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے اسے اتنا فرما دینا (کافی ہے) کہ ہو جا، وہ اسی وقت ہو جاتا ہے۔''

(3) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ﴿ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَرَاجَعَهُ فِي بَعْضِ الْكَلَامِ فَقَالَ مَا شَاءَ اللّٰهُ وَ شِئْتَ ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَجَعَلْتَنِي مَعَ اللّٰهِ عَدْلًا (وَ فِي لَفْظٍ نِدًّا) لَا بَلْ مَا شَاءَ اللّٰهُ وَحْدَهُ ﴾ ''ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، اس نے آپ سے گفتگو کرتے ہوئے یہ کہہ دیا کہ ''جو اللہ چاہے اور آپ چاہیں۔'' اس پر آپ ﷺ نے فرمایا ''کیا تو نے مجھے اللہ تعالیٰ کے برابر بنا دیا ہے'' (ایک روایت میں شریک کے لفظ ہیں)، آپ نے فرمایا ''یوں نہ کہو بلکہ یہ کہو کہ اکیلا اللہ تعالیٰ جو چاہے۔''(۱)

❁ اللہ تعالیٰ ہی حی (ہمیشہ زندہ) اور قیوم (قائم رہنے والا) ہے:

(1) ﴿اللّٰهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ﴾[آل عمران : ۲] ''اللہ کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں، وہ ہمیشہ زندہ و قائم رہنے (اور رکھنے) والا ہے۔''

(2) ﴿اللّٰهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ لَا تَأْخُذُهُ سِنَةٌ وَلَا نَوْمٌ﴾[البقرہ : ۲۵۵] ''اللہ کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں، وہ ہمیشہ زندہ و قائم رہنے والا ہے، اسے نہ اونگھ آتی ہے اور نہ نیند۔''

(3) فرمانِ نبوی ہے کہ جو یہ کہے کہ ﴿ أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِي لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ وَ أَتُوبُ إِلَيْهِ ﴾ ''میں اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگتا ہوں جس کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں، وہ (ہمیشہ) زندہ اور قائم رہنے والا ہے۔'' تو اس کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں خواہ اس نے میدانِ جنگ سے ہی فرار اختیار کیا ہو۔''(۲)

(4) نبی کریم ﷺ نے بازار میں داخلے کی جو دعا سکھائی ہے اس میں یہ الفاظ بھی ہیں ﴿ وَ هُوَ حَيٌّ لَا يَمُوتُ ﴾ ''اور وہ (اللہ تعالیٰ) ہمیشہ زندہ ہے، اسے موت نہیں آئے گی۔''(۳)

❁ اللہ تعالیٰ ہی کائنات کا مدبر الامور ہے:

(1) ﴿تُولِجُ اللَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَتُولِجُ النَّهَارَ فِي اللَّيْلِ وَتُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَتُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَتَرْزُقُ مَنْ تَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ﴾[آل عمران : ۲۷] ''(اے اللہ!) تو ہی

---

(۱) [صحيح : السلسلة الصحيحة (۱۳۹) بخاری فی الادب المفرد (۷۸۳) مسند احمد (۲۱۴/۱) طحاوی (۹۰/۱) ابو نعيم (۹۹/۴)]

(۲) [صحيح : صحيح ابو داود ، ابو داود (۱۵۱۷) كتاب الصلاة : باب فی الاستغفار]

(۳) [حسن : صحيح ابن ماجه ، ابن ماجه (۲۲۳۵) كتاب التجارات : باب الاسواق ودخولها]

رات کو دن میں داخل کرتا ہے اور دن کو رات میں لے جاتا ہے، تو ہی بے جان سے جاندار پیدا کرتا ہے (جیسے انڈے سے مرغی) اور تو ہی جاندار سے بے جان پیدا کرتا ہے (جیسے مرغی سے انڈہ) اور تو ہی ہے جسے چاہتا ہے بے حساب روزی دیتا ہے۔''

(2) ﴿يُقَلِّبُ اللَّهُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّأُولِي الْأَبْصَارِ﴾[النور: ٤٤] ''اللہ تعالیٰ ہی دن اور رات کو ردوبدل کرتا رہتا ہے، آنکھوں والوں کے لیے تو اس میں یقیناً بڑی بڑی عبرتیں ہیں۔''

(3) ﴿اللَّهُ الَّذِي رَفَعَ السَّمَاوَاتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا ثُمَّ اسْتَوَىٰ عَلَى الْعَرْشِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ كُلٌّ يَجْرِي لِأَجَلٍ مُّسَمًّى يُدَبِّرُ الْأَمْرَ يُفَصِّلُ الْآيَاتِ لَعَلَّكُم بِلِقَاءِ رَبِّكُمْ تُوقِنُونَ﴾[الرعد: ٢] ''اللہ وہ ہے جس نے آسمانوں کو بغیر ستونوں کے بلند کر رکھا ہے کہ تم اسے دیکھ رہے ہو۔ پھر وہ عرش پر قرار پکڑے ہوئے ہے اسی نے سورج اور چاند کو ماتحتی میں لگا رکھا ہے۔ ہر ایک میعاد معین پر گشت کر رہا ہے، وہی کام کی تدبیر کرتا ہے وہ اپنے نشانات کھول کھول کر بیان کر رہا ہے تاکہ تم اپنے رب کی ملاقات کا یقین کر لو۔''

(4) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ﴿قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ يُؤْذِيْنِي ابْنُ آدَمَ يَسُبُّ الدَّهْرَ وَ أَنَا الدَّهْرُ بِيَدِيَ الْأَمْرُ ، أُقَلِّبُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ﴾ ''اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ابن آدم مجھے تکلیف دیتا ہے، وہ زمانے کو گالی دیتا ہے حالانکہ زمانہ میں ہی ہوں، میرے ہی ہاتھ میں اُمور (کائنات) ہیں اور میں ہی رات اور دن کو تبدیل کرتا ہوں۔''(١)

❁ اللہ تعالیٰ ہی دلوں کو پھیرنے والا ہے:

(1) ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيكُمْ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ يَحُولُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهِ وَأَنَّهُ إِلَيْهِ تُحْشَرُونَ﴾[الانفال: ٢٤] ''اے ایمان والو! تم اللہ اور رسول کے کہنے کو بجا لاؤ، جبکہ رسول تم کو تمہاری زندگی بخش چیز کی طرف بلاتے ہوں۔ اور جان رکھو کہ اللہ تعالیٰ آدمی اور اس کے دل کے درمیان آڑ بن جاتے ہیں اور بلاشبہ تم سب کو اللہ ہی کے پاس جمع ہونا ہے۔''

(2) حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ ﴿كَانَ أَكْثَرُ دُعَائِهِ ﷺ يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ ثَبِّتْ قَلْبِيْ عَلَى دِيْنِكَ ، قَالَتْ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا لِأَكْثَرِ دُعَائِكَ يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ ثَبِّتْ قَلْبِيْ عَلَى دِيْنِكَ قَالَ يَا أُمَّ سَلَمَةَ إِنَّهُ لَيْسَ آدَمِيٌّ إِلَّا وَقَلْبُهُ بَيْنَ إِصْبَعَيْنِ مِنْ أَصَابِعِ اللّٰهِ فَمَنْ شَاءَ أَقَامَ وَ مَنْ شَاءَ أَزَاغَ﴾ ''آپ ﷺ اکثر اوقات یہ دعا پڑھا کرتے تھے ''يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ ثَبِّتْ قَلْبِيْ عَلَى دِيْنِكَ'' یعنی

(١) [بخاری (٧٤٩١) کتاب التوحید]

اے دلوں کو پھیرنے والے! میرا دل اپنے دین پر مضبوطی سے جمادے۔ میں (یعنی اُم سلمہ رضی اللہ عنہا) نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! آپ اکثر یہ دعا کیوں پڑھتے ہیں "یَا مُقَلِّبَ الْقُلُوبِ ثَبِّتْ قَلْبِي عَلَى دِيْنِكَ"۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا اے ام سلمہ! کوئی آدمی ایسا نہیں جس کا دل اللہ تعالیٰ کی دو انگلیوں کے درمیان نہ ہو پھر وہ جسے چاہتا ہے (دین پر) قائم رکھتا ہے اور جسے چاہتا ہے (سیدھے راستے سے) ہٹا دیتا ہے۔"(۱)

❁ اللہ تعالیٰ ہی حاکم اعلیٰ ہے:

(1) ﴿لَهُ الْحُكْمُ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ﴾[القصص : ۸۸] "اسی کے لیے فرمانروائی ہے اور تم اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔"

(2) ﴿إِنِ الْحُكْمُ إِلَّا لِلَّهِ﴾[الانعام : ۵۷] "فرمانروائی صرف اللہ ہی کے لیے ہے۔"

(3) ﴿أَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْأَمْرُ تَبَارَكَ اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ﴾[الاعراف : ۵۴] "خبردار! اسی کے لیے خلق اور امر ہے، اللہ بابرکت ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔"

(4) ﴿وَاللَّهُ يَقْضِي بِالْحَقِّ وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ لَا يَقْضُونَ بِشَيْءٍ إِنَّ اللَّهَ هُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ ﴿٢٠﴾﴾[المومن : ۲۰] "اور اللہ تعالیٰ ٹھیک ٹھیک فیصلہ کرتا ہے اور اس کے سوا جنہیں یہ لوگ پکارتے ہیں وہ کسی چیز کا بھی فیصلہ نہیں کر سکتے، بے شک اللہ تعالیٰ خوب سنتا خوب دیکھتا ہے۔"

(5) ﴿وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُعْجِزَهُ مِنْ شَيْءٍ فِي السَّمَاوَاتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ إِنَّهُ كَانَ عَلِيمًا قَدِيرًا﴾[فاطر : ۴۴] "اور اللہ ایسا نہیں ہے کہ کوئی بھی چیز اسے عاجز کر سکے، نہ آسمانوں میں اور نہ زمین میں۔ وہ بڑے علم والا، بڑی قدرت والا ہے۔"

(6) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ﴿ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ يَا جِبْرِيلُ مَا يَمْنَعُكَ أَنْ تَزُورَنَا أَكْثَرَ مِمَّا تَزُورُنَا فَنَزَلَتْ " وَمَا نَتَنَزَّلُ إِلَّا بِأَمْرِ رَبِّكَ لَهُ مَا بَيْنَ أَيْدِينَا وَمَا خَلْفَنَا وَمَا بَيْنَ ذَٰلِكَ وَمَا كَانَ رَبُّكَ نَسِيًّا" قَالَ كَانَ هَذَا الْجَوَابَ لِمُحَمَّدٍ ﷺ ﴾ "نبی کریم ﷺ نے جبرئیل علیہ السلام سے فرمایا کہ آپ جتنی مرتبہ ہمارے پاس آتے ہو اس سے زیادہ آنے سے کیا چیز مانع ہے؟ تو یہ آیت نازل ہوئی "(اے نبی!) ہم تیرے رب کے حکم کے بغیر نہیں اتر سکتے، ہمارے آگے پیچھے اور اس کے درمیان کی کل چیزیں اسی کی ملکیت ہیں، تیرا پروردگار بھولنے والا نہیں۔" گویا یہ آیت آپ ﷺ کے مطالبے کا جواب تھی۔"(۲)

❁ اللہ تعالیٰ کے حکم کو کوئی بھی رد کرنے والا نہیں:

---

(۱) [حسن : السلسلة الصحيحة (۲۰۹۱) صحيح الجامع (۴۸۰۱) ترمذی (۳۵۲۲) كتاب الدعوات]

(۲) [بخاری (۷۴۵۵) كتاب التوحيد : باب ولقد سبقت كلمتنا لعبادنا المرسلين]

(1) ﴿وَاللّٰهُ يَحْكُمُ لَا مُعَقِّبَ لِحُكْمِهِ وَهُوَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ﴾ [الرعد: ٤١] ''اور اللہ تعالیٰ حکم کرتا ہے، اس کے حکم کو کوئی بھی رد کرنے والا نہیں اور وہ جلد حساب لینے والا ہے۔''

(2) ﴿وَإِذَا أَرَادَ اللّٰهُ بِقَوْمٍ سُوْءًا فَلَا مَرَدَّ لَهُ﴾ [الرعد ١١] ''اور جب اللہ تعالیٰ کسی قوم کے ساتھ برائی (عذاب) کا ارادہ کر لیتا ہے تو پھر اسے کوئی بھی پھیرنے والا نہیں۔''

❁ شریعت سازی کا اختیار صرف اللہ تعالیٰ کو ہے:

(1) ﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ تَبْتَغِيْ مَرْضَاتَ أَزْوَاجِكَ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾ [التحریم: ١] ''اے نبی! جس چیز کو اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے حلال کر دیا ہے اسے آپ کیوں حرام کرتے ہیں؟ (کیا) آپ اپنی بیویوں کی رضامندی حاصل کرنا چاہتے ہیں اور اللہ بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔''

اس آیت کے شانِ نزول کے متعلق حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے گھر شہد پیا کرتے اور وہاں کافی دیر رہتے۔ میں اور حفصہ رضی اللہ عنہا نے یہ طے کیا کہ ہم میں سے جس کے گھر بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائیں وہ کہے کہ آپ نے مغافیر پیا ہے، آپ کے منہ سے اس کی بو آ رہی ہے۔ چنانچہ پھر ہم نے یہی کہا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے تو زینب کے گھر سے شہد ہی پیا ہے، تب آپ نے قسم اٹھالی کہ اب میں کبھی شہد نہیں پیوں گا تو سورۂ تحریم کی درج بالا آیات نازل ہوئیں۔(١) معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی حلال کردہ چیز کو کوئی نبی بھی حرام نہیں کر سکتا تو پھر کسی امام، ولی اور بزرگ کی کیا حیثیت ہے۔

(2) حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ﴿ أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَ فِيْ عُنُقِيْ صَلِيْبٌ مِنْ ذَهَبٍ فَقَالَ يَا عَدِيُّ اطْرَحْ عَنْكَ هٰذَا الْوَثَنَ وَ سَمِعْتُهُ يَقْرَأُ فِيْ سُوْرَةِ بَرَاءَةَ " اِتَّخَذُوْا أَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ أَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ [التوبة: ٣١] " قَالَ أَمَا إِنَّهُمْ لَمْ يَكُوْنُوْا يَعْبُدُوْنَهُمْ وَ لٰكِنَّهُمْ كَانُوْا إِذَا أَحَلُّوْا لَهُمْ شَيْئًا اسْتَحَلُّوْهُ وَ إِذَا حَرَّمُوْا عَلَيْهِمْ شَيْئًا حَرَّمُوْهُ ﴾ ''میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور میری گردن میں سونے کی صلیب تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے عدی! اس بت (یعنی صلیب) کو پھینک دو اور میں نے سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم سورۂ برأت کی یہ آیت پڑھ رہے تھے ''انہوں نے اپنے علما اور درویشوں کو اللہ کے سوا اپنا رب بنالیا'' (تب حضرت عدی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! یہود و نصاریٰ اپنے علما کی عبادت تو نہیں کرتے تھے) تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، یقیناً وہ ان کی عبادت نہیں کرتے تھے، لیکن جب (ان کے) علما کسی چیز کو حلال کہتے تو وہ بھی اسے حلال سمجھتے اور جب علما کسی چیز کو حرام کہتے تو وہ بھی اسے حرام سمجھتے (اللہ کے سوا علما کو رب بنانے کا یہی مطلب ہے کیونکہ حلال و حرام کا اختیار صرف اللہ تعالیٰ کو ہے اور جب یہ اختیار

(١) [بخاری (٦٦٩١) کتاب الایمان والنذور]

کسی اور کو دے دیا جائے تو یہ اسے رب بنانے کے ہی مترادف ہے)۔''(۱)

✿ بخشش اور معافی کا اختیار اللہ تعالیٰ ہی کو ہے:

(1) ﴿تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ۝ غَافِرِ الذَّنْۢبِ وَقَابِلِ التَّوْبِ شَدِيْدِ الْعِقَابِ ذِي الطَّوْلِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ۝﴾[المومن : ۲۔۳] ''کتاب کا نزول اللہ غالب علم والے کی طرف سے ہے۔ (جو) گناہ بخشنے والا، توبہ قبول کرنے والا، سخت عذاب والا، انعام کرنے والا ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں، اسی کی طرف لوٹنا ہے۔''

(2) ﴿فَيَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ﴾[البقرۃ : ۲۸۴] ''وہ (اللہ تعالیٰ) جسے چاہے بخش دے اور جسے چاہے عذاب دے۔''

(3) ﴿وَمَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ﴾[آل عمران : ۱۳۵] ''اور اللہ کے سوا گناہوں کو کون بخش سکتا ہے۔''

(4) ﴿اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ۝﴾[التوبہ : ۸۰] ''تو ان کے لیے استغفار کر یا نہ کر، اگر تو ستر مرتبہ بھی ان کے لیے استغفار کرے تو بھی اللہ انہیں ہرگز نہ بخشے گا یہ اس لیے کہ انہوں نے اللہ سے اور اس کے رسول سے کفر کیا ہے، ایسے فاسق لوگوں کو رب کریم ہدایت نہیں دیتا۔''

(5) حدیث قدسی ہے کہ ﴿ یَا عِبَادِیْ اِنَّکُمْ تُخْطِئُوْنَ بِاللَّیْلِ وَ النَّهَارِ وَ اَنَا اَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا فَاسْتَغْفِرُوْنِیْ اَغْفِرْ لَکُمْ ﴾ ''اے میرے بندو! بلاشبہ تم شب و روز گناہ کرتے ہو اور میں ہی تمام گناہوں کو بخشتا ہوں اس لیے مجھ سے بخشش مانگو میں تمہیں بخش دوں گا۔''(۲)

(6) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ اِنَّ رَجُلَیْنِ کَانَا فِیْ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ مُتَحَابَّیْنِ ، اَحَدُهُمَا مُجْتَهِدٌ فِی الْعِبَادَةِ ... فَقَالَ لِلْمُذْنِبِ : ادْخُلِ الْجَنَّةَ بِرَحْمَتِیْ وَ قَالَ لِلْآخَرِ : اَتَسْتَطِیْعُ اَنْ تَحْظُرَ عَلَی عَبْدِیْ رَحْمَتِیْ ؟ فَقَالَ : لَا یَا رَبِّ ! قَالَ : اذْهَبُوْا بِهِ اِلَی النَّارِ ﴾ ''بنی اسرائیل میں دو شخص ایک دوسرے کے مخلص دوست تھے، ان میں سے ایک عبادت میں مصروف رہتا تھا اور دوسرا گناہ آلود زندگی بسر کر رہا تھا، چنانچہ عابد شخص (گناہگار سے) کہتا کہ تو گناہوں سے باز آ جا۔ وہ جواب دیتا کہ مجھے میرے پروردگار کے لیے چھوڑ دے یہاں تک کہ ایک دن اس نے اس کو ایک گناہ کرتے ہوئے پایا جسے

---

(۱) [حسن : غایة المرام (٦) صحیح ترمذی ، ترمذی (٣٠٩٥) کتاب تفسیر القرآن : باب ومن سورة التوبة]

(۲) [مسلم (٢٥٧٧) کتاب البر والصلة والآداب]

اس نے عظیم سمجھا اور اسے باز رہنے کے لیے کہا۔ اس نے جواب دیا مجھے میرے پروردگار کے لیے چھوڑ دے، کیا تو مجھ پر نگران بنا کر بھیجا گیا ہے؟ اس نے (غصہ میں آکر) کہا، اللہ کی قسم! اللہ تجھے کبھی معاف نہیں کرے گا اور نہ جنت میں داخل کرے گا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرشتہ بھیجا، اس نے ان دونوں کی روح قبض کر لی، ان دونوں کی روحیں بارگاہِ الٰہی میں حاضر ہوئیں تو اللہ تعالیٰ نے گناہگار سے کہا، تو میری رحمت سے جنت میں داخل ہو جا اور دوسرے سے کہا، کیا تجھ میں طاقت ہے کہ تو میرے بندے سے میری رحمت روک لے؟ اس نے عرض کیا، نہیں اے اللہ! اللہ تعالیٰ نے حکم دیا اسے دوزخ میں لے جاؤ۔"(۱)

✿ زندگی اور موت کا اختیار اللہ تعالیٰ کے ہاتھ ہی ہے:

(1) ﴿هُوَ الَّذِيْ يُحْيٖ وَ يُمِيْتُ فَاِذَا قَضٰٓى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ﴾ [المومن : ٦٨] "وہی ذات ہے جو زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے، پھر جب وہ کسی کام کا فیصلہ کر لیتا ہے تو صرف یہ کہتا ہے کہ ہو جا تو وہ ہو جاتا ہے۔"

(2) ﴿وَ اَنَّهٗ هُوَ اَمَاتَ وَ اَحْيَا ﴿٤٤﴾﴾ [النجم : ٤٤] "اور یقیناً وہی مارتا ہے اور زندہ کرتا ہے۔"

(3) ﴿وَ اِنَّا لَنَحْنُ نُحْيٖ وَ نُمِيْتُ وَ نَحْنُ الْوٰرِثُوْنَ﴾ [الحجر : ٢٣] "ہم ہی زندہ کرتے اور مارتے ہیں اور (بالآخر) ہم ہی وارث ہیں۔"

(4) جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں پھینکا گیا تو انہوں نے یہ کلمات کہے ﴿حَسْبُنَا اللّٰهُ وَ نِعْمَ الْوَكِيْلُ﴾ "ہمیں اللہ ہی کافی ہے اور وہ بہترین کارساز ہے (اس پر اللہ تعالیٰ نے آگ کو ٹھنڈی اور سلامتی والی بن جانے کا حکم دے دیا)۔"(۲)

(5) حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں روانہ ہوئے حتیٰ کہ ہم ذات الرقاع مقام پر پہنچے ﴿كُنَّا اِذَا اَتَيْنَا عَلٰى شَجَرَةٍ ظَلِيْلَةٍ تَرَكْنَاهَا لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ فَجَاءَ رَجُلٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ وَ سَيْفُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مُعَلَّقٌ بِشَجَرَةٍ فَاَخَذَ سَيْفَ نَبِيِّ اللّٰهِ ﷺ فَاخْتَرَطَهٗ فَقَالَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَتَخَافُنِيْ؟ قَالَ: لَا، قَالَ مَنْ يَمْنَعُكَ مِنِّيْ؟ قَالَ: اَللّٰهُ يَمْنَعُنِيْ مِنْكَ، قَالَ فَتَهَدَّدَهٗ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَغَمَدَ السَّيْفَ وَ عَلَّقَهٗ﴾ "جب ہم کسی سایہ دار درخت کے قریب

---

(۱) [**صحیح** : صحیح الجامع الصغیر (٤٤٥٥) تخریج الطحاویة (ص : ٣٥٧) ابوداود (٤٩٠١) کتاب الادب : باب فی النهی عن البغی، مسند احمد (٣٢٣/٢)] شیخ شعیب ارناؤوط نے اس کی سند کو حسن جبکہ اس کے متن کو غریب کہا ہے۔ [الموسوعة الحدیثیة (٨٢٩٢)]

(۲) [**صحیح** : الكلم الطيب، بتحقیق الالبانی (١٢٩)]

پہنچے تو ہم اسے رسول اللہ ﷺ کے لیے چھوڑ دیتے (چنانچہ آپ ﷺ ایک سایہ دار درخت کے نیچے اترے) تو ایک مشرک آپ ﷺ کے پاس پہنچ گیا۔ آپ کی تلوار درخت کے ساتھ لٹک رہی تھی۔ اس نے آپ کی تلوار اٹھائی اور اسے میان سے باہر نکال لیا اور آپ ﷺ سے کہا کیا آپ مجھ سے ڈرتے ہیں؟ آپ نے فرمایا، بالکل نہیں۔ اس نے کہا، آپ کو مجھ سے کون بچا سکتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ مجھے تجھ سے بچائے گا۔ پھر صحابہ نے اسے دھمکایا تو اس نے تلوار میان میں ڈال کر (دوبارہ درخت سے) لٹکا دی۔''(۱)

❁ مرنے کے بعد اللہ تعالیٰ ہی سب کو دوبارہ زندہ کرے گا:

(1) ﴿كَيْفَ تَكْفُرُونَ بِاللَّهِ وَكُنْتُمْ أَمْوَاتًا فَأَحْيَاكُمْ ثُمَّ يُمِيتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيكُمْ ثُمَّ إِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ﴿28﴾﴾[البقرة : ۲۸] ''تم اللہ کے ساتھ کیسے کفر کرتے ہو؟ حالانکہ تم مردہ تھے اس نے تمہیں زندہ کیا، پھر تمہیں مار ڈالے گا، پھر زندہ کرے گا، پھر اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔''

(2) ﴿وَهُوَ الَّذِي أَحْيَاكُمْ ثُمَّ يُمِيتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيكُمْ إِنَّ الْإِنْسَانَ لَكَفُورٌ ﴿66﴾﴾[الحج : ٦٦] ''اسی نے تمہیں زندگی بخشی، پھر وہی تمہیں مار ڈالے گا، پھر وہی تمہیں زندہ کرے گا، یقیناً انسان ناشکرا ہے۔''

(3) ﴿وَالَّذِي يُمِيتُنِي ثُمَّ يُحْيِينِ ﴿81﴾﴾[الشعراء : ۸۱] ''(حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا) وہی ذات مجھے مارے گی پھر مجھے زندہ کرے گی۔''

(4) ﴿اللَّهُ الَّذِي خَلَقَكُمْ ثُمَّ رَزَقَكُمْ ثُمَّ يُمِيتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيكُمْ﴾[الروم : ٤٠] ''اللہ ہی وہ ذات ہے جس نے تمہیں پیدا کیا، پھر تمہیں رزق دیا، پھر تمہیں مارے گا، پھر تمہیں زندہ کرے گا۔''

(5) ﴿قُلْ يُحْيِيهَا الَّذِي أَنْشَأَهَا أَوَّلَ مَرَّةٍ وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيمٌ﴾[یٰس : ۷۹] ''(اے پیغمبر!) کہہ دیجئے کہ انہیں وہ زندہ کرے گا جس نے انہیں پہلی مرتبہ پیدا کیا ہے، جو سب طرح کی پیدائش کا بخوبی جاننے والا ہے۔''

(6) ﴿قُلِ اللَّهُ يُحْيِيكُمْ ثُمَّ يُمِيتُكُمْ ثُمَّ يَجْمَعُكُمْ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ لَا رَيْبَ فِيهِ وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ﴾[الجاثية : ٢٦] ''کہہ دیجئے کہ اللہ ہی تمہیں زندہ کرتا ہے پھر تمہیں مار ڈالتا ہے پھر تمہیں قیامت کے دن جمع کرے گا جس میں کوئی شک نہیں لیکن اکثر لوگ نہیں سمجھتے۔''

(7) ﴿وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّ أَرِنِي كَيْفَ تُحْيِي الْمَوْتَى قَالَ أَوَلَمْ تُؤْمِنْ قَالَ بَلَى وَلَكِنْ

---

(۱) [مسلم (۸٤۳) کتاب صلاة المسافرين وقصرها : باب صلاة الخوف ، بخاری (۲۹۱۰) ابن حبان (۲۸۸٤) ابن خزيمة (۱۳۵۲) ابن ابی شيبة (۲/٤٦٤)]

لِّيَطْمَئِنَّ قَلْبِيْ قَالَ فَخُذْ اَرْبَعَةً مِّنَ الطَّيْرِ فَصُرْهُنَّ اِلَيْكَ ثُمَّ اجْعَلْ عَلٰى كُلِّ جَبَلٍ مِّنْهُنَّ جُزْءًا ثُمَّ ادْعُهُنَّ يَاْتِيْنَكَ سَعْيًا وَاعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ﴾ [البقرۃ : ۲۶۰]

''اور جب ابراہیم (علیہ السلام) نے کہا کہ اے میرے پروردگار! مجھے دکھا تو مردوں کو کس طرح زندہ کرے گا؟ (جناب باری تعالیٰ نے) فرمایا، کیا تمہیں ایمان نہیں؟ جواب دیا ایمان تو ہے لیکن میرے دل کی تسکین ہو جائے گی، فرمایا چار پرندلو، ان کے ٹکڑے کر ڈالو، پھر ہر پہاڑ پر ان کا ایک ایک ٹکڑا رکھ دو پھر انہیں پکارو، تمہارے پاس دوڑتے ہوئے آجائیں گے اور جان رکھو کہ اللہ تعالیٰ غالب ہے حکمتوں والا ہے۔''

(8) ﴿اَوْ كَالَّذِيْ مَرَّ عَلٰى قَرْيَةٍ وَّهِيَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا قَالَ اَنّٰى يُحْيٖ هٰذِهِ اللّٰهُ بَعْدَ مَوْتِهَا فَاَمَاتَهُ اللّٰهُ مِائَةَ عَامٍ ثُمَّ بَعَثَهٗ قَالَ كَمْ لَبِثْتَ قَالَ لَبِثْتُ يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ قَالَ بَلْ لَّبِثْتَ مِائَةَ عَامٍ فَانْظُرْ اِلٰى طَعَامِكَ وَشَرَابِكَ لَمْ يَتَسَنَّهْ وَانْظُرْ اِلٰى حِمَارِكَ وَلِنَجْعَلَكَ اٰيَةً لِّلنَّاسِ وَانْظُرْ اِلَى الْعِظَامِ كَيْفَ نُنْشِزُهَا ثُمَّ نَكْسُوْهَا لَحْمًا فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهٗ قَالَ اَعْلَمُ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿259﴾﴾ [البقرۃ : ۲۵۹] ''یا اس شخص کے مانند کہ جس کا گزر اس بستی پر ہوا جو چھت کے بل اوندھی پڑی ہوئی تھی، وہ کہنے لگا اس کی موت کے بعد اللہ تعالیٰ اسے کس طرح زندہ کرے گا؟ تو اللہ تعالیٰ نے اسے مار دیا سو سال کے لیے، پھر اسے اٹھایا، پوچھا کتنی مدت تجھ پر گزری؟ کہنے لگا ایک دن یا دن کا کچھ حصہ، فرمایا بلکہ تو سو سال تک (موت کی حالت میں) رہا، پھر اب تو اپنے کھانے پینے کو دیکھ کہ بالکل خراب نہیں ہوا اور اپنے گدھے کو بھی دیکھ، ہم تجھے لوگوں کے لیے ایک نشانی بناتے ہیں تو دیکھ کہ ہم ہڈیوں کو کس طرح اٹھاتے ہیں، پھر ان پر گوشت چڑھاتے ہیں، جب یہ سب ظاہر ہو چکا تو کہنے لگا میں جانتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔''

❁ روز قیامت شفاعت قبول کرنے یا نہ کرنے کا اختیار صرف اللہ تعالیٰ کو ہی ہوگا:

(1) ﴿اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ شُفَعَآءَ قُلْ اَوَلَوْ كَانُوْا لَا يَمْلِكُوْنَ شَيْـًٔا وَّلَا يَعْقِلُوْنَ ﴿43﴾ قُلْ لِّلّٰهِ الشَّفَاعَةُ جَمِيْعًا لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿44﴾﴾ [الزمر : ۴۳۔۴۴] ''کیا ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے سوا (اوروں کو) سفارشی مقرر کر رکھا ہے؟ آپ کہہ دیجئے کہ گو وہ کچھ بھی اختیار نہ رکھتے ہوں اور نہ عقل رکھتے ہوں۔'' کہہ دیجئے کہ تمام سفارش کا مختار اللہ ہی ہے، تمام آسمانوں اور زمین کی بادشاہی اسی کے لیے ہے تم سب اسی کی طرف پھیرے جاؤ گے۔''

(2) ﴿يَوْمَئِذٍ لَّا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَرَضِيَ لَهٗ قَوْلًا﴾ [طٰہٰ : ۱۰۹]

''اس دن (یعنی روزِ قیامت) سفارش کچھ کام نہ آئے گی مگر جسے رحمٰن حکم دے اور اس کی بات کو پسند کرے۔''

(3) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا﴿ يَجْمَعُ اللّٰهُ النَّاسَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيَقُولُونَ لَوِ اسْتَشْفَعْنَا عَلَى رَبِّنَا حَتَّى يُرِيحَنَا مِنْ مَكَانِنَا فَيَأْتُونَ آدَمَ ... فَيَأْتُونِي فَأَسْتَأْذِنُ عَلَى رَبِّي ، فَإِذَا رَأَيْتُهُ وَقَعْتُ سَاجِدًا فَيَدَعُنِي مَا شَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ يُقَالُ ارْفَعْ رَأْسَكَ ...﴾ ''قیامت کے روز اللہ تعالیٰ لوگوں کو جمع کرے گا۔ اس وقت لوگ کہیں گے کہ اگر ہم اپنے رب کے حضور میں کسی کی سفارش لے جائیں تو نفع بخش ثابت ہو سکتی ہے۔ ممکن ہے ہم اپنی اس حالت سے نجات پا جائیں۔ چنانچہ لوگ آدم علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور عرض کریں گے کہ آپ ہی وہ بزرگ نبی ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے بنایا اور آپ کے اندر اپنی چھپائی ہوئی روح پھونکی اور فرشتوں کو حکم دیا تو انہوں نے آپ کو سجدہ کیا، آپ ہمارے رب کے حضور ہماری سفارش کر دیں۔ وہ کہیں گے کہ میں تو اس لائق نہیں ہوں، پھر وہ اپنی لغزش یاد کریں گے اور کہیں گے کہ نوح کے پاس جاؤ، وہ سب سے پہلے رسول ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے مبعوث فرمایا۔ لوگ نوح علیہ السلام کے پاس آئیں گے لیکن وہ بھی یہی جواب دیں گے کہ میں اس لائق نہیں ہوں۔ وہ اپنی لغزش کا ذکر کریں گے اور کہیں گے کہ تم ابراہیم کے پاس جاؤ جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنا خلیل بنایا تھا۔ لوگ ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئیں گے لیکن یہ بھی یہی کہیں گے کہ میں اس لائق نہیں ہوں، اپنی خطا کا ذکر کریں گے اور کہیں گے کہ تم لوگ موسیٰ کے پاس جاؤ جن سے اللہ تعالیٰ نے کلام کیا تھا۔ لوگ موسیٰ علیہ السلام کے پاس جائیں گے لیکن وہ بھی یہی جواب دیں گے کہ میں اس لائق نہیں ہوں، اپنی خطا کا ذکر کریں گے اور کہیں گے کہ عیسیٰ کے پاس جاؤ۔ لوگ عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جائیں گے، لیکن یہ بھی یہی کہیں گے کہ میں اس لائق نہیں ہوں، محمد ﷺ کے پاس جاؤ کیونکہ ان کے تمام اگلے پچھلے گناہ معاف کر دیئے گئے ہیں۔ چنانچہ لوگ میرے پاس آئیں گے۔ اس وقت میں اپنے رب سے (سفارش کی) اجازت طلب کروں گا اور سجدہ میں گر جاؤں گا۔ اللہ تعالیٰ جتنی دیر تک چاہے گا مجھے سجدہ میں رہنے دے گا۔ پھر کہا جائے گا کہ اپنا سر اٹھا لو، مانگو دیا جائے گا، کہو سنا جائے گا، سفارش کرو سفارش قبول کی جائے گی۔ میں اس وقت اپنے رب کی ایسی حمد بیان کروں گا جو اللہ تعالیٰ مجھے سکھائے گا۔ پھر سفارش کروں گا اور میرے لیے حد مقرر کر دی جائے گی اور میں لوگوں کو جہنم سے نکال کر جنت میں داخل کروں گا اور اسی طرح سجدہ میں گر جاؤں گا، تیسری یا چوتھی مرتبہ جہنم میں صرف وہی لوگ باقی رہ جائیں گے جنہیں قرآن نے روکا ہے (یعنی جن کے ابدی جہنمی ہونے کا قرآن نے فیصلہ کر دیا ہے)۔''(۱)

✿ روزِ قیامت جزا یا سزا کا اختیار بھی صرف اللہ تعالیٰ کو ہی ہوگا:

(1) ﴿ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوا امْرَاَتَ نُوْحٍ وَّامْرَاَتَ لُوْطٍ كَانَتَا تَحْتَ عَبْدَيْنِ

(۱) [بخاری (٦٥٦٥) کتاب الرقاق]

مِنْ عِبَادِنَا صَالِحَيْنِ فَخَانَتٰهُمَا فَلَمْ يُغْنِيَا عَنْهُمَا مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا وَّ قِيْلَ ادْخُلَا النَّارَ مَعَ الدّٰخِلِيْنَ﴾[التحریم : ۱۰] ''اللہ تعالیٰ نے کافروں کے لیے نوح اور لوط (علیہما السلام) کی بیوی کی مثال بیان فرمائی، یہ دونوں ہمارے بندوں میں سے دو (شائستہ اور) نیک بندوں کے گھر میں تھیں، پھر انہوں نے ان کی خیانت کی، پس وہ دونوں (نیک بندے) ان سے اللہ کے (کسی عذاب کو) نہ روک سکے اور حکم دے دیا گیا (اے عورتو!) دوزخ میں جانے والوں کے ساتھ تم دونوں بھی چلی جاؤ۔''

(2) حضرت اُم علا انصاریہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا﴿ وَ اللّٰهِ مَا اَدْرِيْ وَ اَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ مَا يُفْعَلُ بِيْ ﴾ ''اللہ کی قسم! مجھے علم نہیں کہ (مرنے کے بعد) میرے ساتھ کیا ہوگا حالانکہ میں اللہ کا رسول ہوں۔''(۱)

(3) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اے قریش کے لوگو! (عقیدۂ توحید اپنا کر) اپنی اپنی جانوں کو مول لے لو (بچا لو، کیونکہ) میں اللہ کے سامنے تمہارے کچھ کام نہیں آؤں گا۔ اے عبد مناف کے بیٹو! میں اللہ کے سامنے تمہارے کچھ کام نہیں آؤں گا...۔''(۲)

مشرکین مکہ اور توحید ربوبیت

ربوبیت توحید کی ایسی قسم ہے کہ مشرکینِ مکہ اور دیگر اَدیان والے بھی اکثر لوگ اس کے معترف رہے ہیں (یعنی عہدِ نبوی کے مشرکین بھی اس بات کے معترف تھے کہ اللہ تعالیٰ ہی خالق، مالک اور رازق ہے)۔ چنانچہ چند دلائل حسب ذیل ہیں:

(1) ﴿وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ فَاَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ﴾[الزخرف : ۸۷] ''اگر آپ ان (مشرکین) سے دریافت کریں کہ انہیں کس نے پیدا کیا ہے؟ تو یقیناً یہ جواب دیں گے کہ اللہ نے، پھر یہ کہاں اُلٹے جاتے ہیں۔''

(2) ﴿ قُلْ لِّمَنِ الْاَرْضُ وَ مَنْ فِيْهَاۤ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿84﴾ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ قُلْ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿85﴾ قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ﴿86﴾ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ قُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿87﴾ قُلْ مَنْ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ وَّ هُوَ يُجِيْرُ وَ لَا يُجَارُ عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿88﴾ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ قُلْ فَاَنّٰى تُسْحَرُوْنَ ﴿89﴾﴾[المومنون : ۸۴۔۸۹] ''پوچھیے تو سہی کہ زمین اور اس کی کل چیزیں کس کی ہیں؟ بتلاؤ! اگر جانتے ہو۔ فوراً جواب دیں گے کہ اللہ کی، کہہ دیجیے کہ پھر تم

(۱) [بخاری (۱۲۴۳) کتاب الجنائز]

(۲) [بخاری (۲۷۵۳) کتاب الوصایا : باب هل یدخل النساء والولد فی الاقارب]

نصیحت کیوں نہیں حاصل کرتے۔ دریافت کیجئے کہ ساتوں آسمانوں کا اور باعظمت عرش کا رب کون ہے؟ وہ جواب دیں گے کہ اللہ ہی ہے۔ کہہ دیجئے کہ پھر تم کیوں نہیں ڈرتے؟ پوچھئے کہ تمام چیزوں کا اختیار کس کے ہاتھ میں ہے؟ جو پناہ دیتا ہے اور جس کے مقابلے میں کوئی پناہ نہیں دیا جاتا، اگر تم جانتے ہو تو بتلاؤ۔ وہ یہی جواب دیں گے کہ اللہ ہی ہے۔ کہہ دیجئے کہ پھر تم کہاں جادو کردیئے جاتے ہو؟''

(3) ﴿قُلْ مَنْ يَرْزُقُكُمْ مِنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ أَمَّنْ يَمْلِكُ السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ وَمَنْ يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَمَنْ يُدَبِّرُ الْأَمْرَ فَسَيَقُولُونَ اللَّهُ فَقُلْ أَفَلَا تَتَّقُونَ ﴿31﴾ فَذَٰلِكُمُ اللَّهُ رَبُّكُمُ الْحَقُّ فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ إِلَّا الضَّلَالُ فَأَنَّىٰ تُصْرَفُونَ ﴿32﴾﴾ [یونس: ۳۱-۳۲] ''آپ کہیے کہ وہ کون ہے جو تم کو آسمان اور زمین سے رزق پہنچاتا ہے یا وہ کون ہے جو کانوں اور آنکھوں پر پورا اختیار رکھتا ہے اور وہ کون ہے جو زندہ کو مردہ سے نکالتا ہے اور مردہ کو زندہ سے نکالتا ہے اور وہ کون ہے جو تمام کاموں کی تدبیر کرتا ہے؟ ضرور وہ یہی کہیں گے کہ ''اللہ'' تو ان سے کہیے کہ پھر کیوں نہیں ڈرتے۔ سو یہ ہے اللہ تعالیٰ جو تمہارا حقیقی رب ہے۔ پھر حق کے بعد اور کیا رہ گیا سوائے گمراہی کے، پھر کہاں پھرے جاتے ہو۔''

یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر مشرکینِ مکہ اللہ تعالیٰ کو خالق و مالک تصور کرتے تھے تو پھر انہیں مشرک کیوں کہا گیا؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اگرچہ مشرکین اللہ تعالیٰ کو ہی خالق و مالک مانتے تھے لیکن وہ مخلص ہو کر اسی اکیلے اللہ کی عبادت کے لیے تیار نہ تھے، بالفاظِ دیگر اگرچہ وہ توحیدِ ربوبیت کے تو قائل تھے لیکن توحیدِ الوہیت کے قائل نہ تھے، یہی باعث ہے کہ وہ اللہ کو چھوڑ کر خود ساختہ بتوں کی عبادت کرتے تھے۔ اور ان بتوں کے آگے رکوع و سجود یا ان کے لیے نذر و نیاز دینے کا سبب یہ نہیں تھا کہ وہ بت بہت قیمتی یا خوبصورت ہیں بلکہ اس کے پیچھے ان کا یہ عقیدہ کارفرما تھا کہ جن نیک لوگوں کی یاد میں یہ بت بنائے گئے ہیں، ان کی سفارش سے دنیا میں اللہ ان کی مشکلیں ٹال دے گا اور روزِ قیامت وہ انہیں اللہ کے قریب کردیں گے۔ جیسا کہ چند دلائل حسب ذیل ہیں:

(1) ﴿وَيَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَيَقُولُونَ هَٰؤُلَاءِ شُفَعَاؤُنَا عِنْدَ اللَّهِ﴾ [یونس: ۱۸] ''اور یہ لوگ اللہ کے سوا ایسی چیزوں کی عبادت کرتے ہیں جو انہیں نہ نقصان پہنچا سکتی ہیں اور نہ نفع۔ یہ لوگ کہتے ہیں کہ یہ اللہ کے ہاں ہمارے سفارشی ہیں (یعنی ان کی سفارش سے اللہ ہماری بگڑی بنا دیتا ہے وغیرہ)۔''

(2) ﴿أَلَا لِلَّهِ الدِّينُ الْخَالِصُ وَالَّذِينَ اتَّخَذُوا مِنْ دُونِهِ أَوْلِيَاءَ مَا نَعْبُدُهُمْ إِلَّا لِيُقَرِّبُونَا إِلَى اللَّهِ زُلْفَىٰ﴾ [الزمر: ۳] ''خبردار اللہ ہی کے لیے خالص عبادت ہے اور جن لوگوں نے اس کے سوا اولیاء بنا رکھے ہیں (وہ کہتے ہیں کہ) ہم ان کی عبادت صرف اس لیے کرتے ہیں کہ یہ (بزرگ) اللہ کی نزدیکی کے مرتبہ

تک ہماری رسائی کرادیں گے۔"

معلوم ہوا کہ مشرکین اللہ کے علاوہ جن کی پوجا کرتے تھے انہیں نفع ونقصان کا حقیقی مالک نہیں بلکہ محض اپنے اور رب تعالیٰ کے درمیان واسطہ ووسیلہ سمجھتے تھے (جیسا کہ آج کے بعض کلمہ گو مسلمان بھی یہی سمجھتے ہیں تو جب وہ لوگ نہیں بخشے گئے تو یہ کیسے بخشے جاسکتے ہیں؟)۔ اسی لیے جب ان پر کوئی بڑی مصیبت وآفت آتی تو خالص ہوکر اللہ کو ہی پکارنا شروع کردیتے، جیسا کہ قرآن کریم نے اس بات کا ذکر یوں کیا ہے:

(1) ﴿فَإِذَا رَكِبُوا فِي الْفُلْكِ دَعَوُا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ فَلَمَّا نَجَّاهُمْ إِلَى الْبَرِّ إِذَا هُمْ يُشْرِكُونَ﴾ [العنكبوت: ٦٥] "پس یہ لوگ جب کشتیوں میں سوار ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کو ہی پکارتے ہیں اس کے لیے عبادت کو خالص کر کے پھر جب وہ انہیں خشکی کی طرف بچالاتا ہے تو اسی وقت شرک کرنے لگتے ہیں۔"

(2) ﴿وَإِذَا أَذَقْنَا النَّاسَ رَحْمَةً مِّن بَعْدِ ضَرَّاءَ مَسَّتْهُمْ إِذَا لَهُم مَّكْرٌ فِي آيَاتِنَا قُلِ اللَّهُ أَسْرَعُ مَكْرًا إِنَّ رُسُلَنَا يَكْتُبُونَ مَا تَمْكُرُونَ ﴿21﴾ هُوَ الَّذِي يُسَيِّرُكُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ حَتَّى إِذَا كُنتُمْ فِي الْفُلْكِ وَجَرَيْنَ بِهِم بِرِيحٍ طَيِّبَةٍ وَفَرِحُوا بِهَا جَاءَتْهَا رِيحٌ عَاصِفٌ وَجَاءَهُمُ الْمَوْجُ مِن كُلِّ مَكَانٍ وَظَنُّوا أَنَّهُمْ أُحِيطَ بِهِمْ دَعَوُا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ لَئِنْ أَنجَيْتَنَا مِنْ هَذِهِ لَنَكُونَنَّ مِنَ الشَّاكِرِينَ ﴿22﴾ فَلَمَّا أَنجَاهُمْ إِذَا هُمْ يَبْغُونَ فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّمَا بَغْيُكُمْ عَلَى أَنفُسِكُم مَّتَاعَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ثُمَّ إِلَيْنَا مَرْجِعُكُمْ فَنُنَبِّئُكُم بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿23﴾﴾ [يونس: ٢١-٢٣] "ان لوگوں کی حالت یہ ہے کہ جب مصیبت کے بعد ہم انہیں کسی نعمت کا مزہ چکھاتے ہیں تو فوراً ہی وہ ہماری آیتوں کے بارے میں چالبازیاں شروع کردیتے ہیں۔ ان سے کہہ دیجیے کہ اللہ تعالیٰ اپنی تدبیر میں تم سے زیادہ تیز ہے، یقیناً ہمارے فرشتے تمہاری سب چالوں کو لکھ رہے ہیں۔ وہ اللہ ہی ہے جو تم کو خشکی اور دریا میں چلاتا ہے، چنانچہ جب تم کشتیوں میں سوار ہوکر باد موافق پر فرحاں وشاداں سفر کررہے ہوتے ہو اور پھر یکایک بادِ مخالف کا زور ہوتا ہے اور ہر طرف سے موجوں کے تھپیڑے لگتے ہیں اور مسافر سمجھ لیتے ہیں کہ طوفان میں گھر گئے ہیں اس وقت سب اپنے دین کو خالص اللہ ہی کے لیے کرکے اس سے دعائیں مانگتے ہیں کہ اگر تو نے ہمیں اس طوفان سے نجات دی تو ہم شکر گزار بندے بن جائیں گے مگر جب اللہ نجات دیتا ہے تو پھر وہی ناحق سرکشی کرنے لگتے ہیں۔ اے لوگو! یہ تمہاری سرکشی تمہارے لیے وبال ہونے والی ہے، دنیاوی زندگی کے (چند) فائدے ہیں، پھر ہمارے پاس تم کو آنا ہے پھر ہم سب تمہارا کیا ہوا تم کو بتلادیں گے۔"

(3) ایک روایت میں ہے کہ فتح مکہ کے بعد حضرت عکرمہ بن ابی جہل رضی اللہ عنہ فرار ہوکر کسی اور علاقے کی طرف

جانے لگے تو کشتی میں سوار ہوئے جو جلد ہی طوفانی ہواؤں کی زد میں آ گئی، جس پر ملاح نے کشتی میں سوار لوگوں سے کہا کہ آج صرف اللہ کو ہی پکارو، اس طوفان سے اس کے علاوہ کوئی بھی بچانے والا نہیں ۔ حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے سوچا اگر سمندر میں صرف اللہ ہی نجات دیتا ہے تو یقیناً خشکی میں بھی وہی نجات دے سکتا ہے اور یہی بات محمد ﷺ بھی کہہ رہے ہیں ۔ چنانچہ انہوں نے فیصلہ کیا کہ اگر یہاں سے زندہ بچ گئے تو مکہ واپس پہنچ کر اسلام قبول کر لیں گے ۔ چنانچہ پھر وہ نبی ﷺ کے پاس آئے اور اسلام قبول کر لیا۔(۱)

تاہم آج کا مشرک (جو بظاہر کلمہ گو بھی ہے) مشرکینِ مکہ سے بھی بدتر دکھائی دیتا ہے کیونکہ سخت مصائب میں وہ لوگ بھی اپنے خودساختہ خداؤں کو چھوڑ کر صرف ایک اللہ کو پکارتے تھے جبکہ آج کا مشرک سخت شدائد و آلام میں بھی اللہ کی طرف رجوع کی بجائے ، فوت شدہ بزرگوں کو ہی مشکل کشا سمجھتا ہے اور انہی کو مدد کے لیے پکارتا ہے۔(العیاذ باللہ!)

مسلمانوں کو چاہیے کہ درج بالا دلائل کو پیش نظر رکھتے ہوئے سبق سیکھیں اور خشکی تری، تنگی آسانی، غمی خوشی، امیری غریبی، الغرض ہر حال میں صرف اللہ تعالیٰ کو ہی پکاریں کیونکہ وہی واحد ایسی ذات ہے جو ہر وقت، ہر جگہ، ہر ایک کی بگڑی بنانے اور مشکل آسان کرنے پر قادر ہے، اس کے علاوہ کوئی بھی حاجت روائی اور مشکل کشائی کا اختیار نہیں رکھتا۔(واللہ الموفق!)

---

(۱) [صحیح : السلسلة الصحيحة (۱۷۲۳) نسائی (۴۰۷۲) کتاب المحاربة : باب الحكم في المرتد]

توحید الوہیت

توحید الوہیت کا مفہوم

✿ معنی ومفہوم:

توحید الوہیت سے مراد پختہ طور پر یہ اعتقاد ہے کہ برحق معبود صرف اللہ تعالیٰ ہے، اس کے علاوہ ہر معبود باطل ہے اور عبادت کی ظاہری و باطنی ہر قسم (مثلاً نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج، دعا، استعانت، نذر، ذبح، توکل، خوف، امید اور محبت وغیرہ) صرف اللہ تعالیٰ کے لیے خاص ہے، عبادت کی کسی قسم میں بھی اس کا کوئی شریک نہیں۔ توحید کی اس قسم کو ''توحیدِ عبادت'' سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے۔

✿ توحید الوہیت ہی اصل توحید ہے:

کیونکہ الوہیت کا عقیدہ ہی وہ عقیدہ ہے جس کی دعوت لے کر تمام پیغمبر مبعوث ہوئے، یہی دین کی ابتدا وانتہا اور پیغمبروں کی پہلی اور آخری دعوت ہے۔ اسی کے لیے کتابیں نازل کی گئیں، جہادی تلواریں سونتی گئیں اور مومنوں اور کافروں کے درمیان فرق کیا گیا۔ کلمہ ''لا الہ الا اللہ'' سے بھی یہی عقیدہ مراد ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ﴿وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِیْٓ اِلَیْهِ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ﴾ [الانبیاء : ۲۵] ''(اے پیغمبر!) آپ سے پہلے ہم نے جو بھی رسول بھیجا اس کی طرف یہی وحی کی کہ میرے علاوہ کوئی معبودِ برحق نہیں لہٰذا تم میری ہی عبادت کرو۔''

علاوہ ازیں جب یہ بات طے ہے کہ خالق، رازق، مالک، مدبر الامور، زندہ کرنے والا، مارنے والا اور تمام صفاتِ کمال سے متصف اللہ تعالیٰ ہی ہے تو وہی سب سے زیادہ مستحق ہے کہ اس کی عبادت کی جائے۔ چنانچہ ارشاد ہے کہ ﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ﴾ [الذاریات : ۵٦] ''اور میں نے جنوں اور انسانوں کو صرف اس لیے پیدا کیا ہے کہ وہ میری عبادت کریں۔'' درحقیقت توحید الوہیت توحید ربوبیت کا ہی تقاضا ہے کہ جو سب کچھ کرنے والا ہے عبادت بھی اسی کی ہونی چاہیے۔ مشرکینِ مکہ کو اسی وجہ سے مشرک اور مسلمانوں کے دشمن قرار دیا گیا کیونکہ وہ ایک اللہ کی عبادت نہیں کرتے تھے بلکہ انہوں نے بہت سے معبود بنا رکھے تھے۔ ورنہ توحید ربوبیت کے تو وہ بھی قائل تھے جیسا کہ اس کی دلیل پیچھے ذکر کی جا چکی ہے۔

✿ توحید الوہیت کی بنیاد دو چیزوں پر ہے:

① ایک یہ کہ عبادت کی تمام انواع واقسام کو صرف اللہ تعالیٰ کے لیے ہی خاص کیا جائے، خالق کے حقوق میں سے مخلوق کو کچھ بھی نہ دیا جائے۔ لہٰذا غیر اللہ کے لیے نہ نماز پڑھی جائے، نہ سجدہ کیا جائے، نہ نذر مانی جائے اور نہ توکل وغیرہ کیا جائے کیونکہ توحید الوہیت کا تقاضا یہ ہے کہ عبادت کی ہر قسم کو صرف اللہ کے ساتھ ہی مختص کیا جائے چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ﴿أَلَا لِلَّهِ الدِّينُ الْخَالِصُ﴾ [الزمر : ۳] ''خبردار! دین خالص اللہ ہی کے لیے ہے۔''

② توحید الوہیت کی دوسری بنیاد یہ ہے کہ عبادت اللہ اور اس کے رسول کے حکم کے مطابق ہو۔ کیونکہ ''لا الہ الا اللہ'' کا تقاضا یہ ہے کہ عبادت اور خشوع وخضوع کے لیے اللہ تعالیٰ ہی کو خاص کیا جائے اور ''محمد رسول اللہ'' کا تقاضا یہ ہے کہ عبادت کا جو طریقہ رسول اللہ ﷺ نے سکھایا ہے اسی کے مطابق عبادت کی جائے۔ رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان ﴿مَنْ عَمِلَ عَمَلًا لَيْسَ عَلَيْهِ أَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ﴾ ''جس نے کوئی ایسا عمل کیا جس پر ہمارا امر نہیں وہ مردود ہے۔''(۱) کا یہی مفہوم ہے۔

توحید الوہیت کی انہی دو بنیادوں کو قبولیت عبادت کی شرائط سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں شرائط کو سورۂ کہف کی آخری آیت میں یوں جمع فرمایا ہے:

﴿قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوحَىٰ إِلَيَّ أَنَّمَا إِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ فَمَن كَانَ يَرْجُو لِقَاءَ رَبِّهِ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهِ أَحَدًا ﴿١١٠﴾﴾ [الکہف : ۱۱۰] ''آپ کہہ دیجئے کہ میں تو تم جیسا ہی ایک انسان ہوں۔ (ہاں) میری طرف وحی کی جاتی ہے کہ سب کا معبود صرف ایک ہی ہے۔ تو جسے بھی اپنے پروردگار سے ملنے کی آرزو ہو اسے چاہیے کہ نیک عمل کرے (اور نیک عمل وہ ہے جو سنت کے مطابق ہو) اور اپنے پروردگار کی عبادت میں کسی کو بھی شریک نہ کرے۔'' معلوم ہوا کہ بدعت اور شرک دونوں ہی اعمال کے ضیاع کا سبب ہیں اس لیے ان دونوں سے بچنا چاہیے۔

✿ عبادت کا مفہوم:

لغت میں عبادت کا معنی ہے انتہا درجہ کی عاجزی، انکساری اور غلامی۔ عبادت عبد سے ہے اور عبد کا معنی ہے ''بندہ، غلام''۔ عابد عبادت گزار کو کہتے ہیں جبکہ معبود اسے کہتے ہیں جس کی عبادت کی جائے۔

شرعاً علما نے عبادت کی تعریف ان الفاظ میں ذکر فرمائی ہے ((اسْمٌ جَامِعٌ لِكُلِّ مَا يُحِبُّهُ اللّٰهُ وَ يَرْضَاهُ مِنَ الْأَعْمَالِ وَ الْأَقْوَالِ الظَّاهِرَةِ وَ الْبَاطِنَةِ ...)) ''عبادت ایسا جامع لفظ ہے جو ان تمام ظاہری وباطنی اقوال واعمال پر بولا جاتا ہے جنہیں اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے اور جن سے راضی ہوتا ہے۔ جیسے نماز، زکوٰۃ، روزہ

---

(۱) [صحیح : صحیح الجامع الصغیر (٦٣٩٨)]

، حج ، سچی بات کہنا ، امانت ادا کرنا ، والدین سے حُسنِ سلوک ، صلہ رحمی ، امر بالمعروف ونہی عن المنکر ، دعا ذکر ، تلاوتِ قرآن اوراس جیسی دیگر عبادات۔''(۱)

بالفاظِ دیگر زندگی کا ہر گوشہ جو دین کے مطابق ہو عبادت کے مفہوم میں شامل ہے۔یعنی عبادت صرف چند رسمی اعمال (جیسے نماز، روزہ اور حج وغیرہ) کا ہی نام نہیں بلکہ چلنا پھرنا، اٹھنا بیٹھنا، سونا جاگنا، کھانا پینا، ملنا جلنا، بولنا چالنا، خریدنا بیچنا، الغرض زندگی کا کوئی بھی کام اگر اللہ کے حکم کے مطابق کیا جائے تو وہ عبادت ہی ہے۔کیونکہ اسی کو اللہ پسند کرتا ہے اور اسی سے اللہ راضی ہوتا ہے۔اور یہی ہر انسان کی زندگی کا مقصد بھی ہے کہ وہ اپنی ساری زندگی اللہ کی عبادت واطاعت میں ہی بسر کرے اور اس راستے میں آنے والی کسی بھی رکاوٹ (جیسے جھوٹی شان وشوکت، مال ودولت، ریاکاری، خواہش نفس اور برادری وغیرہ) کو خاطر میں نہ لاتے ہوئے بلا خوف وخطر آگے بڑھتا جائے۔ورنہ محض کسی اسلامی ملک میں پیدائش، اسلامی نام اور زبان سے کلمہ کی ادائیگی کامیابی اور حصولِ جنت کی ضمانت نہیں (جبکہ اپنے عمل سے دن رات اللہ کی نافرمانی وبغاوت کرکے شیطان کو خوش کیا جائے)۔

❁ عبادت کے بنیادی ارکان:

اہل علم کا کہنا ہے کہ عبادت کے تین بنیادی ارکان ہیں:

(1) اللہ تعالیٰ کی کامل محبت۔جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ﴿وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ﴾[البقرة : ١٦٥] ''اور ایمان والے اللہ تعالیٰ سے محبت میں انتہائی سخت ہیں۔''

(2) اللہ تعالیٰ سے کامل امید۔جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ﴿وَيَرْجُوْنَ رَحْمَتَهٗ﴾[الاسراء : ٥٧] ''اور وہ (اہل ایمان) اس کی رحمت کی امید رکھتے ہیں۔''

(3) اللہ تعالیٰ کا کامل خوف۔جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ﴿وَيَخَافُوْنَ عَذَابَهٗ﴾[الاسراء : ٥٧] ''اور وہ (اہل ایمان) اس کے عذاب سے خائف رہتے ہیں۔''

اللہ تعالیٰ نے ان تینوں ارکان کو سورۂ فاتحہ میں یوں جمع فرمایا ہے:

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ① الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ② مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ③﴾ ''ہر قسم کی تعریف اس اللہ کے لیے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔جزا کے دن کا مالک ہے۔'' پہلی آیت میں محبت کا ذکر ہے کیونکہ اس میں جہانوں کے پروردگار کا ذکر ہے جو بندوں پر انعام واکرام بھی کرتا ہے اور بلاشبہ جو انعام کرے اس سے محبت کی جاتی ہے۔دوسری آیت میں امید کا ذکر ہے کیونکہ جو بھی رحمت وشفقت کے ساتھ متصف ہو اس سے امید کی جاتی ہے۔تیسری آیت میں خوف کا ذکر ہے کیونکہ جو روزِ قیامت جزا

---

(۱) [مجموع الفتاوی لابن تیمیة (١٠/١٤٩) اعانة المستفيد بشرح كتاب التوحيد للفوزان (١/٣٠)]

وحساب کا مالک ہے اس کے عذاب سے ڈرا جاتا ہے۔اسی لیے اللہ تعالیٰ نے ان تینوں باتوں کے بعد ارشاد فرمایا ﴿اِيَّاكَ نَعْبُدُ﴾ یعنی اے میرے رب! میں خاص تیری ہی عبادت کرتا ہوں تیری اُس محبت کی وجہ سے جس پر یہ آیت ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾ دلالت کرتی ہے اور تجھ سے امید کی وجہ سے جس پر یہ آیت ﴿الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ دلالت کرتی ہے اور تیرے خوف کی وجہ سے جس پر یہ آیت ﴿مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ﴾ دلالت کرتی ہے۔

❁ عبادت کی انواع واقسام:

اہل علم عبادت کی تین اقسام بیان کرتے ہیں:

(1) زبانی عبادتیں، جیسے دعا وفریاد اور ذکر واذکار وغیرہ۔

(2) بدنی عبادتیں، جیسے قیام اور رکوع وسجدہ وغیرہ۔

(3) مالی عبادتیں، جیسے نذر ونیاز اور قربانی وغیرہ۔(۱)

توحید الوہیت یہ ہے کہ عبادت کی ہر قسم (خواہ زبانی ہو، بدنی ہو یا مالی) صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے لیے ہی بجالائی جائے۔اس توحید کے اثبات کے تفصیلی دلائل آئندہ سطور میں ملاحظہ فرمائیے۔

اثبات توحید الوہیت کے دلائل

❁ عبادت صرف اللہ ہی کے لیے بجالانی چاہیے:

(1) ﴿اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ﴾[الفاتحة : ٤] ''(اے اللہ!) ہم خاص تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور خاص تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں۔''

(2) ﴿يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ﴾[البقرة : ٢١] ''اے لوگو! اپنے رب کی عبادت کرو جس نے تمہیں اور تم سے پہلے لوگوں کو پیدا کیا ہے، یہی تمہارا بچاؤ ہے۔''

(3) ﴿وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا﴾[النساء : ٣٦] ''اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو بھی شریک نہ ٹھہراؤ۔''

(4) ﴿وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْۤا اِلَّاۤ اِيَّاهُ﴾[الاسراء : ٢٣] ''اور تیرے رب نے فیصلہ کر دیا ہے کہ تم سب خاص اسی کی عبادت کرو۔''

---

(۱) [اصول الایمان فی ضوء الکتاب والسنة (ص : ٤٢)]

(5) ﴿إِنَّ اللَّهَ هُوَ رَبِّي وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوهُ هَٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيمٌ﴾[الزخرف : ٦٤] ''یقیناً اللہ تعالیٰ ہی میرا اور تمہارا رب ہے، لہٰذا تم اسی کی عبادت کرو، یہی سیدھی راہ ہے۔''

(6) حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا﴿ يَا مُعَاذُ ! أَتَدْرِيْ مَا حَقُّ اللّٰهِ عَلَى الْعِبَادِ ؟ قَالَ : اَللّٰهُ وَ رَسُوْلُهُ أَعْلَمُ ، قَالَ : أَنْ يَعْبُدُوْهُ وَلَا يُشْرِكُوْا بِهِ شَيْئًا ، أَتَدْرِيْ مَا حَقُّهُمْ عَلَيْهِ ؟ قَالَ : اَللّٰهُ وَ رَسُوْلُهُ أَعْلَمُ ، قَالَ : أَنْ لَا يُعَذِّبَهُمْ ﴾ ''اے معاذ! کیا تمہیں معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ کا اس کے بندوں پر کیا حق ہے؟ انہوں نے عرض کیا کہ اللہ اور اس کے رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ حق ہے کہ وہ صرف اسی کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہرائیں۔ (پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا) کیا تمہیں معلوم ہے کہ پھر بندوں کا اللہ پر کیا حق ہے؟ انہوں نے عرض کیا کہ اللہ اور اس کے رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ حق ہے کہ وہ انہیں عذاب نہ دے۔''(۱)

(7) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ﴿ لَمَّا بَعَثَ النَّبِيُّ ﷺ مُعَاذًا نَحْوَ الْيَمَنِ قَالَ لَهُ : إِنَّكَ تَقْدَمُ عَلَى قَوْمٍ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ فَلْيَكُنْ أَوَّلَ مَا تَدْعُوهُمْ إِلَى أَنْ يُوَحِّدُوا اللّٰهَ ... ﴾ ''جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن کی جانب روانہ کیا تو فرمایا کہ تم اہل کتاب کی ایک قوم کے پاس جا رہے ہو ،اس لیے سب سے پہلے انہیں اس کی دعوت دینا کہ وہ اللہ کی توحید کا اقرار کریں....''(۲)

(8) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا﴿ مَنْ مَاتَ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ ﴾ ''جو اس حال میں فوت ہوا کہ اللہ کے ساتھ کچھ بھی شرک نہ کرتا تھا وہ جنت میں جائے گا۔''(۳)

عبادت کی تمام اقسام صرف اللہ ہی کے لیے خاص کرنی چاہییں :

(1) ﴿قُلْ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿١٦٢﴾ لَا شَرِيكَ لَهُ وَبِذَٰلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ ﴿١٦٣﴾﴾[الانعام : ١٦٢۔١٦٣] ''(اے پیغمبر!) کہہ دیجئے کہ میری نماز، میری قربانی، میرا جینا اور میرا مرنا صرف اللہ ہی کے لیے ہے جو تمام جہانوں کا رب ہے۔اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کا مجھے حکم دیا گیا ہے اور میں پہلا مطیع ہونے والا ہوں۔''

(2) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دورانِ تشہد پڑھنے کے لیے یہ کلمات سکھائے ﴿ اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَ الصَّلَوَاتُ وَ الطَّيِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَكَاتُهُ

---

(۱) [بخاری (۷۳۷۳) کتاب التوحید : باب ما جاء فی دعاء النبی امته الی توحید الله تبارك وتعالی]

(۲) [بخاری (۷۳۷۲) کتاب التوحید : باب ما جاء فی دعاء النبی امته الی توحید الله تبارك وتعالی]

(۳) [مسلم (۹۳) کتاب الایمان : باب من مات لا یشرك بالله شیئا دخل الجنة]

السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِينَ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَ رَسُوْلُهُ ﴾ ''(میری) قولی، فعلی اور مالی عبادتیں صرف اللہ ہی کے لیے ہیں، اے نبی! آپ پر سلام اور اللہ کی رحمت و برکت ہو، ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر بھی سلام ہو، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبودِ برحق نہیں اور یقیناً محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں۔''(۱)

زبانی عبادات

✿ دعا صرف اللہ ہی سے کرنی چاہیے:

(1) ﴿فَادْعُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ﴾[المومن : ١٤] ''تم اللہ تعالیٰ کو پکارو اس کے لیے دین کو خالص کر کے۔''

(2) ﴿وَّاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا ﴿18﴾﴾[الجن : ١٨] ''بلاشبہ مساجد صرف اللہ تعالیٰ کی ہیں اس لیے تم اللہ کے ساتھ کسی اور کو مت پکارو۔''

(3) ﴿وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَّا يَسْتَجِيْبُ لَهٗ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَآئِهِمْ غٰفِلُوْنَ ﴿5﴾ وَاِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوْا لَهُمْ اَعْدَآءً وَّكَانُوْا بِعِبَادَتِهِمْ كٰفِرِيْنَ ﴿6﴾﴾ [الاحقاف : ٥-٦] ''اور اس سے بڑھ کر گمراہ اور کون ہوگا؟ جو اللہ کے سوا ایسوں کو پکارتا ہے جو قیامت تک اس کی دعا قبول نہ کر سکیں بلکہ ان کے پکارنے سے محض بے خبر ہوں۔ اور جب لوگوں کو جمع کیا جائے گا تو یہ ان کے دشمن ہو جائیں گے اور ان کی پرستش سے صاف انکار کر دیں گے۔''

(4) ﴿وَمَنْ يَّدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ لَا بُرْهَانَ لَهٗ بِهٖ فَاِنَّمَا حِسَابُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿117﴾﴾[المومنون : ١١٧] ''اور جو بھی اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو پکارتا ہے اس کے پاس اس کی کوئی دلیل موجود نہیں، بلاشبہ اس کا حساب اس کے رب کے پاس ہے، یقیناً کافر لوگ فلاح نہیں پائیں گے۔''

(5) ﴿وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ﴾[المومن : ٦٠] ''تمہارے رب کا فرمان سرزد ہو چکا ہے کہ مجھ سے دعا کرتے رہو۔ میں تمہاری دعاؤں کو قبول کرتا ہوں۔''

(6) ﴿اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً﴾[الاعراف : ٥٥] ''تم لوگ اپنے پروردگار سے دعا کیا کرو

---

(١) [بخاری (٨٣١، ٨٣٥) كتاب الأذان : باب ما يتخير من الدعاء، مسلم (٤٠٢) أبو داود (٩٦٨) ترمذی (٢٨٩) نسائی (٢٣٩/٢) ابن ماجة (٨٩٩) أحمد (٣٨٢/١) دارمی (٣٠٨/١)]

گڑگڑا کر اور چپکے چپکے۔"

(7) حضرت آدم وحواء علیہما السلام کو ان کی غلطی کی وجہ سے جنت سے نکالا گیا تو انہوں نے معافی مانگنے کے لیے اللہ تعالیٰ سے ہی دعا مانگی ﴿رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ﴾ [الاعراف : ۲۳] "اے ہمارے رب! ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا اور اگر تو ہماری مغفرت نہ کرے گا اور ہم پر رحم نہ کرے گا تو واقعتاً ہم نقصان پانے والوں میں سے ہو جائیں گے۔" اس پر اللہ تعالیٰ نے انہیں معاف فرما دیا۔

(8) حضرت نوح علیہ السلام قوم کی سرکشی سے تنگ آئے تو انہوں نے اللہ تعالیٰ کو ہی پکارا ﴿رَّبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْاَرْضِ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ دَيَّارًا ﴿26﴾ اِنَّكَ اِنْ تَذَرْهُمْ يُضِلُّوْا عِبَادَكَ وَلَا يَلِدُوْٓا اِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا ﴿27﴾﴾ [نوح : ۲۶۔۲۷] "اے میرے رب! تو روئے زمین پر کسی کافر کو رہنے سہنے والا نہ چھوڑ۔ اگر تو انہیں چھوڑ دے گا تو (یقیناً) یہ تیرے (اور) بندوں کو (بھی) گمراہ کر دیں گے اور یہ فاجروں اور ڈھیٹ کافروں کو ہی جنم دیں گے۔" پھر طوفانِ نوح اسی دعا کا نتیجہ تھا۔

(9) حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں پھینکا جانے لگا تو انہوں نے مدد کے لیے اللہ تعالیٰ کو ہی پکارا اور کہا ﴿حَسْبِيَ اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ﴾ "مجھے اللہ ہی کافی ہے اور وہ بہترین کارساز ہے۔" تو اللہ تعالیٰ نے آگ کو ٹھنڈی اور سلامتی والی بن جانے کا حکم دے دیا۔ [الانبیا : ۶۹]

(10) حضرت یونس علیہ السلام کو مچھلی پیٹ میں نگل گئی تو انہوں نے مدد کے لیے صرف اللہ کو پکارا ﴿فَنَادٰى فِي الظُّلُمٰتِ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿87﴾﴾ [الانبیاء : ۸۷] "انہوں نے اندھیروں کے اندر سے پکارا کہ الٰہی تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو پاک ہے، بیشک میں ظالموں میں ہو گیا۔"

اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول کرتے ہوئے فرمایا ﴿فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ وَنَجَّيْنٰهُ مِنَ الْغَمِّ وَكَذٰلِكَ نُـْۨجِي الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿88﴾﴾ [الانبیاء : ۸۸] "پس ہم نے اس کی پکار سن لی اور اسے غم سے نجات دے دی اور ہم ایمان والوں کو اسی طرح بچا لیا کرتے ہیں۔"

(11) حضرت ایوب علیہ السلام طویل عرصہ حالتِ مرض میں مبتلا رہے لیکن انہوں نے شفا کے لیے صرف اللہ تعالیٰ سے ہی درخواست کی ﴿اَنِّيْ مَسَّنِيَ الشَّيْطٰنُ بِنُصْبٍ وَّعَذَابٍ ﴿41﴾﴾ [صٓ : ۴۱] "یقیناً مجھے شیطان نے رنج اور دکھ پہنچایا ہے۔" چنانچہ اللہ تعالیٰ نے انہیں صحت عطا فرما دی۔

(12) حضرت یعقوب علیہ السلام اپنے لختِ جگر یوسف علیہ السلام کی جدائی میں رو رو کر اندھے ہو گئے لیکن جب بھی غم سے چھٹکارے کے لیے پکارتے تو صرف اللہ تعالیٰ کو ہی پکارتے ﴿اِنَّمَآ اَشْكُوْا بَثِّيْ وَحُزْنِيْٓ اِلَى اللّٰهِ﴾ [یوسف : ۸۶] "میں اپنی پریشانی اور غم کی فریاد صرف اللہ تعالیٰ سے ہی کرتا ہوں۔" تو بالآخر اللہ تعالیٰ نے آپ کو آپ کے

بیٹے حضرت یوسف علیہ السلام سے ملا دیا۔

(13) جب قریش مکہ اسلحہ اور دیگر ساز وسامان سے لیس ایک ہزار سے زیادہ افراد کا لشکر لے کر کھجور کی چھڑیاں پکڑے ہوئے بے سروسامان تین سو تیرہ مسلمانوں سے جنگ کے لیے میدانِ بدر میں آ پہنچے تو محمد ﷺ نے مدد ونصرت کے لیے صرف ایک اللہ کو ہی پکارا ﴿ اَللّٰهُمَّ اَنْجِزْ لِیْ مَا وَعَدْتَّنِیْ اللّٰهُمَّ آتِنِیْ مَا وَعَدْتَّنِیْ اللّٰهُمَّ اِنْ تُهْلِكْ هٰذِهِ الْعِصَابَةَ مِنْ اَهْلِ الْاِسْلَامِ لَا تُعْبَدْ فِی الْاَرْضِ ﴾ ''اے اللہ! تو نے مجھ سے جو وعدہ کیا ہے (فتح ونصرت کا) اسے پورا فرما، اے اللہ! جس چیز کا تو نے مجھ سے وعدہ کیا ہے وہ مجھے عطا فرما، اے اللہ! اگر تو نے مسلمانوں کی اس (چھوٹی سی) جماعت کو ہلاک کر دیا تو زمین میں تیری عبادت نہیں کی جائے گی۔''(۱)

جب نبی کریم ﷺ نے اس مشکل ترین گھڑی میں بھی خالص ہو کر اللہ تعالیٰ کو ہی پکارا تو اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی نصرت کے لیے ایک ہزار فرشتے نازل کرنے کا اعلان فرما دیا۔ فرمایا:

﴿اِذْ تَسْتَغِيْثُوْنَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ اَنِّيْ مُمِدُّكُمْ بِاَلْفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُرْدِفِيْنَ ۝ وَمَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشْرٰى وَلِتَطْمَئِنَّ بِهٖ قُلُوْبُكُمْ ۚ وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۗ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝﴾ [الانفال: ۹۔۱۰] ''(یاد کرو) جب تم اپنے رب سے فریاد کر رہے تھے، پھر اللہ تعالیٰ نے تمہاری فریاد سن لی (اور اعلان فرمادیا) کہ میں تم کو ایک ہزار فرشتوں سے مدد دوں گا جو لگاتار چلے آئیں گے۔ اور اللہ تعالیٰ نے یہ امداد محض اس لیے کی کہ بشارت ہو جائے اور تمہارے دلوں کو اطمینان ہو جائے اور مدد صرف اللہ ہی کی طرف سے ہے جو کہ زبردست حکمت والا ہے۔''

معلوم ہوا کہ دعا صرف اللہ تعالیٰ سے ہی کرنی چاہیے اور ہر قسم کی تکلیف و پریشانی میں صرف اللہ تعالیٰ کو ہی پکارنا چاہیے اور جو اللہ کو چھوڑ کر کسی دوسرے سے ایسی چیز مانگے جو صرف اللہ تعالیٰ ہی عطا کر سکتا ہے تو وہ کافر و مشرک ہو جائے گا (جیسے اولاد اور رزق میں فراخی وغیرہ)۔ البتہ اگر کوئی شخص کسی زندہ سے وہ چیز مانگے جو وہ دینے پر قادر ہے جیسے کھانے پینے کی کوئی چیز وغیرہ تو اس میں کوئی حرج نہیں البتہ اگر یہی چیز کسی میت یا غائب سے مانگے اور یہ عقیدہ رکھے کہ وہ اسے یہ چیز دے سکتا ہے تو وہ مشرک ہے کیونکہ نہ تو میت کچھ دینے پر قادر ہے اور نہ ہی غائب شخص۔ یہاں یہ بھی یاد رہے کہ دعا کی دو قسمیں ہیں۔ ایک دعا وہ ہے جس میں انسان اللہ تعالیٰ سے دنیا و آخرت کی کسی بھلائی کا مطالبہ کرتا ہے اور دوسری دعا وہ ہے جو محض نیکی و ثواب کی غرض سے پڑھتا ہے، جس کا ذکر کتاب وسنت میں کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اس حکم ''خالص ہو کر اللہ تعالیٰ سے ہی دعا کرو'' میں دعا کی یہ دونوں قسمیں ہی شامل ہیں۔

---

(۱) [صحیح: فقه السيرة (ص: ۲۲۵) ترمذی (۳۰۸۱) ارواء الغليل (۴۵/۵)]

✿ پناہ صرف اللہ ہی سے مانگنی چاہیے:

(1) ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ۝ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ۝ وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ ۝ وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِي الْعُقَدِ ۝ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ۝﴾ [الفلق] ''آپ کہہ دیجئے کہ میں صبح کے رب کی پناہ میں آتا ہوں۔ ہر اس چیز کے شر سے جو اس نے پیدا کی ہے۔ اور اندھیری رات کی تاریکی کے شر سے جب اس کا اندھیرا پھیل جائے۔ اور گرہ (لگا کر ان) میں پھونکنے والیوں کے شر سے (بھی)۔ اور حسد کرنے والے کی برائی سے بھی جب وہ حسد کرے۔''

(2) ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۝ مَلِكِ النَّاسِ ۝ اِلٰهِ النَّاسِ ۝ مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ ۝ الَّذِيْ يُوَسْوِسُ فِيْ صُدُوْرِ النَّاسِ ۝ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ ۝﴾ [الناس] ''آپ کہہ دیجئے کہ میں لوگوں کے پروردگار کی پناہ میں آتا ہوں۔ لوگوں کے مالک کی (اور) لوگوں کے معبود کی (پناہ میں)۔ وسوسہ ڈالنے والے پیچھے ہٹ جانے والے (شیطان) کے شر سے۔ جو لوگوں کے سینوں میں وسوسہ ڈالتا ہے۔ (خواہ) وہ جن میں سے ہو یا انسان میں سے۔''

(3) ﴿فَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ﴾ [النحل : ۹۸] ''قرآن پڑھنے کے وقت شیطان سے اللہ کی پناہ طلب کرو۔''

(4) نبی ﷺ نے فرمایا جو بھی کسی مقام پر اُتر کر یہ دعا پڑھے گا اسے وہاں سے واپسی تک کوئی چیز نقصان نہیں پہنچائے گی ﴿ اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ﴾ ''میں اللہ تعالیٰ کے کامل کلمات کی پناہ پکڑتا ہوں ہر اس چیز کے شر سے جو اس نے پیدا کی۔''(۱)

✿ مدد صرف اللہ ہی سے طلب کرنی چاہیے:

(1) ﴿اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ﴾ [الفاتحة : ٤] ''ہم خاص تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور خاص تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں۔''

(2) رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کو یہ وصیت فرمائی کہ ﴿ اِذَا سَاَلْتَ فَاسْاَلِ اللّٰهَ وَاِذَا اسْتَعَنْتَ فَاسْتَعِنْ بِاللهِ ﴾ ''جب تو سوال کرنا چاہے تو اللہ تعالیٰ سے ہی سوال کر اور جب تو مدد مانگنا چاہے تو اللہ تعالیٰ سے ہی مدد مانگ۔''(۲)

---

(۱) [مسلم (۲۷۰۸) كتاب الذكر والدعاء : باب في التعوذ من سوء القضاء ودرك الشقاء، ترمذی (۳٤۲۷) ابن ماجه (۳٥٤۷) ابن خزیمه (۲٥٦٦) عبد الرزاق (۹۲٦۱)]

(۲) [صحيح : صحيح الجامع الصغير (۷۹٥۷) ترمذی (۲٥۱٦) مسند احمد (۳۰۷/۱)]

❁ فریاد صرف اللہ ہی سے کرنی چاہیے:

(1) ﴿إِذْ تَسْتَغِيثُونَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ﴾ [الانفال : ١٠] ''جب تم اپنے رب سے فریاد کر رہے تھے تو اس نے تمہاری فریاد سن لی۔''

(2) ﴿أَمَّنْ يُجِيبُ الْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَاءَ الْأَرْضِ أَإِلَٰهٌ مَعَ اللَّهِ قَلِيلًا مَا تَذَكَّرُونَ ﴿62﴾﴾ [النمل : ٦٢] ''بے کس کی پکار کو جب وہ پکارے، کون قبول کر کے سختی کو دور کر دیتا ہے؟ اور تمہیں زمین کا خلیفہ بناتا ہے، کیا اللہ تعالیٰ کے ساتھ اور معبود ہے؟ تم بہت کم نصیحت وعبرت حاصل کرتے ہو۔''

(3) رسول اللہ ﷺ یہ دعا مانگا کرتے تھے ﴿يَا حَيُّ يَا قَيُّومُ بِرَحْمَتِكَ أَسْتَغِيثُ أَصْلِحْ لِي شَأْنِي كُلَّهُ وَلَا تَكِلْنِي إِلَى نَفْسِي طَرْفَةَ عَيْنٍ﴾ ''اے زندہ وجاوید! اے قائم رہنے والے! تیری رحمت کے ذریعے میں فریاد کرتا ہوں کہ میرے کام درست فرما دے اور آنکھ جھپکنے کے برابر بھی مجھے میرے نفس کے سپرد نہ کرنا۔''(۱)

❁ گناہوں کی معافی کے لیے صرف اللہ ہی کی طرف رجوع کرنا چاہیے:

کیونکہ گناہوں کو معاف کرنے کا اختیار صرف اللہ تعالیٰ ہی کے پاس ہے جیسا کہ پیچھے ''توحید ربوبیت'' کے بیان میں اس کے تفصیلی دلائل گزر چکے ہیں۔ مزید چند دلائل حسب ذیل ہیں:

(1) ﴿وَتُوبُوا إِلَى اللَّهِ جَمِيعًا أَيُّهَ الْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ﴾ [النور : ٣١] ''اے مومنو! تم سب کے سب اللہ کی جناب میں توبہ کرو تا کہ تم نجات پا جاؤ۔''

(2) ﴿وَأَنِيبُوا إِلَىٰ رَبِّكُمْ وَأَسْلِمُوا لَهُ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَأْتِيَكُمُ الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنْصَرُونَ﴾ [الزمر : ٥٤] ''تم (سب) اپنے پروردگار کی طرف رجوع کرو اور اس کے مطیع وفرمانبردار بن جاؤ اس سے پہلے کہ تمہارے پاس عذاب آ جائے اور پھر تمہاری مدد نہ کی جائے۔''

بدنی عبادات

⇦ یہاں یہ واضح رہے کہ بدنی عبادات میں قلبی عبادات (جن کا تعلق کسی نہ کسی طرح دل سے ہے جیسے توکل واعتماد وغیرہ) بھی شامل ہیں۔ آئندہ سطور میں پہلے قلبی اور پھر بقیہ جسمانی عبادات میں سے چند ایک کی تفصیل پیش کی جارہی ہے، ملاحظہ فرمائیے۔

---

(۱) [حسن : صحیح الترغیب والترهیب (٦٦١) الصحیحة (٢٢٧) صحیح الجامع (٥٨٢٠) نسائی فی عمل الیوم واللیلة (٥٧٠) بزار فی کشف الأستار (٣١٠٧) حاکم (٥٤٥/١)]

قلبی عبادات

❁ اللہ تعالیٰ کی محبت تمام محبتوں پر غالب ہونی چاہیے:

(1) ﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْدَادًا يُّحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ﴾ [البقرة : ١٦٥] ''بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو اللہ کے شریک اوروں کو ٹھہرا کر ان سے ایسی محبت رکھتے ہیں، جیسی محبت اللہ سے ہونی چاہیے اور ایمان والے اللہ کی محبت میں بہت سخت ہوتے ہیں۔''

یہ بیماری محض عہد رسالت کے ہی مشرکوں میں نہیں تھی، آج بھی موجود ہے، بلکہ بعض اسلام کا نام لینے والے بھی اس کا شکار دکھائی دیتے ہیں کہ جنہوں نے اپنے ائمہ و اولیاء، بزرگانِ دین اور پیروں فقیروں کو ہی اپنا قبلۂ حاجات بنا رکھا ہے اور ان سے اللہ سے بھی بڑھ کر محبت کرتے ہیں، اسی لیے جب انہیں توحید کا پیغام سنایا جاتا ہے تو ناراض ہو جاتے ہیں جیسا کہ اس بارے میں اللہ تعالیٰ نے یوں ارشاد فرمایا ہے کہ

﴿وَاِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَحْدَهُ اشْمَاَزَّتْ قُلُوْبُ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ وَاِذَا ذُكِرَ الَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ﴾ [الزمر : ٤٥] ''اور جب تنہا اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو جو لوگ آخرت پر یقین نہیں رکھتے، ان کے دل سکڑ جاتے ہیں اور جب اس کے سوا اوروں کا ذکر کیا جاتا ہے تو خوش ہو جاتے ہیں۔''

(2) ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَسَوْفَ يَاْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗٓ﴾ [المائدة : ٥٤] ''اے ایمان والو! تم میں سے جو شخص اپنے دین سے پھر جائے تو اللہ تعالیٰ بہت جلد ایسی قوم کو لائے گا جو اللہ کی محبوب ہو گی اور وہ بھی اللہ سے محبت رکھتی ہو گی۔''

(3) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ثَلَاثٌ مَنْ كُنَّ فِيْهِ وَجَدَ بِهِنَّ حَلَاوَةَ الْاِيْمَانِ : مَنْ كَانَ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا ...﴾ ''جس میں یہ تین خصلتیں ہوں گی وہ ان کی وجہ سے ایمان کی مٹھاس محسوس کرے گا۔ ایک یہ کہ اللہ اور اس کا رسول اسے باقی تمام لوگوں سے زیادہ محبوب ہوں، دوسرے یہ کہ وہ کسی آدمی سے صرف اللہ کے لیے محبت کرتا ہو اور تیسرے یہ کہ اسے کفر 'جس سے اللہ نے اسے بچا لیا ہے' کی طرف لوٹنا ایسے ناپسند ہو جیسے آگ میں پھینکا جانا۔''(۱)

یہاں یہ واضح رہے کہ جو اللہ تعالیٰ سے محبت کا دعویٰ کرتا ہے وہ اپنے دعوے میں سچا ہے یا جھوٹا اس کے لیے اللہ تعالیٰ نے ایک معیار بھی مقرر کر رکھا ہے اور وہ ہے اتباعِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم۔ جیسا کہ فرمایا ﴿قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ

---

(۱) [مسلم (٤٣) كتاب الايمان : باب بيان خصال من اتصف بهن وجد حلاوة الايمان ، بخارى (١٦) ترمذى (٢٦٢٤) ابن ماجه (٤٠٣٣) نسائى (٥٠٠٣)]

اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ﴾[آل عمران : ٣١] ''(اے پیغمبر!) کہہ دیجئے کہ اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہو تو میری اتباع کرو، اللہ تم سے محبت کرے گا۔'' لہٰذا جو رسول اللہ ﷺ کی اتباع کرتا ہے وہ تو اللہ تعالیٰ سے محبت کے دعوے میں سچا ہے اور جو اتباع نہیں کرتا وہ جھوٹا ہے۔

انسان اللہ تعالیٰ سے محبت کے مقام تک کیسے پہنچ سکتا ہے اس سلسلے میں امام ابن قیم رحمہ اللہ نے 10 امور کا ذکر فرمایا ہے جن کا مختصر بیان حسب ذیل ہے:

❶ غور وفہم سے تلاوت قرآن کرنا۔ ❷ نوافل کا کثرت سے اہتمام کرنا۔

❸ ہر حال میں ذکر الٰہی کرنا۔ ❹ اللہ تعالیٰ کی محبوب چیزوں کو اپنی مرغوب چیزوں پر ترجیح دینا۔

❺ اللہ کے اسماء حسنیٰ اور صفات میں غور کرنا۔ ❻ اللہ کے احسانات اور نعمتوں کا مشاہدہ کرنا۔

❼ تضرع اور خشوع کے ساتھ دعا کرنا۔ ❽ نیک اور صالح لوگوں کی مجلس اپنانا۔

❾ آسمانِ دُنیا پر نزولِ الٰہی کے وقت (رات کے آخری پہر) تنہائی میں اللہ کی یاد اور تلاوتِ قرآن کرنا۔

❿ ہر اُس چیز سے دوری اختیار کرنا جو اللہ اور بندے کے دل کے درمیان حائل سکتی ہو۔(١)

امام غزالی رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ کامل محبت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ دل کی گہرائیوں سے محبت کی جائے کیونکہ جب تک کسی کی طرف توجہ رہے گی دِل کا کوئی نہ کوئی گوشہ غیر اللہ کی طرف ضرور متوجہ رہے گا اور جس قدر غیر اللہ میں مصروفیت ہوگی اسی قدر اللہ تعالیٰ کی محبت میں کمی ہو جائے گی۔(٢)

❁ اللہ تعالیٰ کا خوف ہر خوف پر غالب ہونا چاہیے:

(1) ﴿فَلَا تَخْشَوُا النَّاسَ وَاخْشَوْنِ﴾[المائدة : ٤٤] ''تم لوگوں سے نہ ڈرو، صرف مجھ سے ڈرو۔''

(2) ﴿أَتَخْشَوْنَهُمْ فَاللَّهُ أَحَقُّ أَن تَخْشَوْهُ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ﴾[التوبة : ١٣] ''کیا تم ان (کفار) سے ڈرتے ہو حالانکہ اللہ تعالیٰ زیادہ حق رکھتا ہے کہ تم اس سے ڈرو، اگر تم ایماندار ہو۔''

(3) ﴿إِنَّمَا ذَٰلِكُمُ الشَّيْطَانُ يُخَوِّفُ أَوْلِيَاءَهُ فَلَا تَخَافُوهُمْ وَخَافُونِ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ﴾ [آل عمران : ١٧٥] ''یہ صرف شیطان ہی ہے جو اپنے دوستوں سے ڈراتا ہے (اور تمہیں اس وہم میں مبتلا کرتا ہے کہ وہ بہت طاقتور ہیں) تم ان کافروں سے مت ڈرو اور میرا خوف رکھو، اگر تم مومن ہو۔''

(4) ﴿وَإِيَّايَ فَارْهَبُونِ﴾[البقرة : ٤٠] ''خاص مجھ ہی سے ڈرو۔''

(5) ﴿إِنَّ الَّذِينَ هُم مِّنْ خَشْيَةِ رَبِّهِم مُّشْفِقُونَ ... وَهُمْ لَهَا سَابِقُونَ﴾[المومنون :

(١) [مدارج السالکین (٣/١٧-١٨)]

(٢) [محبت (ص : ٢٤) مطبوعه دار السلام]

۵۷۔۶۱] ”یقیناً جو لوگ اپنے رب کی ہیبت سے ڈرتے ہیں۔اور جو اپنے رب کی آیتوں پر ایمان رکھتے ہیں۔اور جو اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتے۔اور جو لوگ دیتے ہیں جو کچھ دیتے ہیں اور ان کے دل ڈر رہے ہوتے ہیں کہ وہ اپنے رب کی طرف لوٹنے والے ہیں۔یہی ہیں جو جلدی جلدی بھلائیاں حاصل کر رہے ہیں اور یہی ہیں جو ان کی طرف دوڑ جانے والے ہیں۔“

(6) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس آیت ”جو لوگ دیتے ہیں جو کچھ دیتے ہیں اور ان کے دل ڈر رہے ہوتے ہیں“ کے متعلق رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ کیا اس سے مراد زانی، شرابی اور چور ہے۔آپ ﷺ نے فرمایا ﴿ لَا يَا ابْنَةَ الصِّدِّيْقِ وَ لٰكِنَّهُ الرَّجُلُ يَصُوْمُ وَ يُصَلِّيْ وَ يَتَصَدَّقُ وَ يَخَافُ اَنْ لَا يُقْبَلَ مِنْهُ ﴾ ”نہیں اے صدیق کی بیٹی! بلکہ اس سے مراد وہ آدمی ہے جو روزہ رکھتا ہے، نماز پڑھتا ہے، صدقہ کرتا ہے اور اس بات سے خائف ہے کہ کہیں اس کا یہ عمل غیر مقبول نہ ٹھہرا دیا جائے۔“(۱)

(7) ایک مشرک نے نبی کریم ﷺ پر تلوار اٹھا کر کہا کہ آج آپ کو مجھ سے کون بچائے گا تو آپ ﷺ نے بلاخوف وخطر فرمایا کہ ”اللہ تعالیٰ۔“(۲)

معلوم ہوا کہ سب سے زیادہ اگر کوئی اس بات کا مستحق ہے کہ اس سے خوف کیا جائے تو وہ اللہ تعالیٰ ہی ہے اس لیے ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے خائف رہنا چاہیے اور یاد رکھیے کہ اللہ تعالیٰ سے بالکل بے خوف ہو جانا خسارہ پانے والوں کی علامت ہے جیسا کہ ارشاد ہے کہ ﴿فَلَا يَأْمَنُ مَكْرَ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْخٰسِرُوْنَ﴾[الاعراف : ۹۹] ”اللہ کی پکڑ سے صرف خسارہ پانے والی قوم ہی بے خوف ہوتی ہے۔“

✿ اللہ تعالیٰ سے ہی ہر خیر و بھلائی کی امید وابستہ کرنی چاہیے:

(1) کیونکہ تمام بھلائیاں اللہ کے ہاتھ ہی ہیں جیسا کہ فرمایا ﴿قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَ تَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ وَ تُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَ تُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ﴾[آل عمران : ۲۶] ”آپ کہہ دیجیے کہ اے اللہ! اے تمام جہان کے مالک! تو جسے چاہے بادشاہی دے اور جس سے چاہے بادشاہی چھین لے اور تو جسے چاہے عزت دے اور جسے چاہے ذلت دے، تیرے ہی ہاتھ میں سب بھلائیاں ہیں، بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے۔“

(2) ﴿وَيَرْجُوْنَ رَحْمَتَهٗ﴾[الاسراء : ۵۷] ”اور وہ (اہل ایمان) اس کی رحمت کی امید رکھتے ہیں۔“

---

(۱) [صحیح : السلسلة الصحيحة (۱۶۲) تخريج الطحاوية (ص : ۳۶۵) ترمذی (۳۱۷۵) كتاب تفسير القرآن، ابن ماجه (۴۱۹۸) كتاب الزهد]

(۲) [مسلم (۸۴۳) كتاب صلاة المسافرين وقصرها : باب صلاة الخوف، بخاری (۲۹۱۰)]

(3) ﴿أُولَٰئِكَ يَرْجُونَ رَحْمَتَ اللَّهِ﴾[البقرة : ۲۱۸] ''وہ (اہل ایمان، جنہوں نے ہجرت وجہاد فی سبیل اللہ میں شرکت کی) اللہ کی رحمت کی امید رکھتے ہیں۔''

(4) ﴿وَتَرْجُونَ مِنَ اللَّهِ مَا لَا يَرْجُونَ﴾[النساء : ۱۰۴] ''(اے مومنو!) تم اللہ تعالیٰ سے امید رکھتے ہو جو وہ (کافر لوگ) امید نہیں رکھتے۔''

(5) ایک روایت میں ہے کہ زیارتِ حرمین کے لیے جانے والوں کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ فخر سے فرشتوں سے فرماتا ہے کہ یہ ہیں میرے بندے جو دور و نزدیک کے ہر راستے سے غبار آلود اور پراگندہ حالت میں میرے گھر آئے ہیں ﴿يَرْجُونَ رَحْمَتِي وَيَخَافُونَ عَذَابِي وَلَمْ يَرَوْنِي﴾ ''یہ میری رحمت کے امیدوار ہیں اور میرے عذاب سے خائف ہیں حالانکہ انہوں نے مجھے دیکھا تک نہیں۔''(۱)

(6) نبی کریم ﷺ ایک ایسے نوجوان کے پاس گئے جو قریب المرگ تھا تو آپ نے دریافت کیا، تم اپنے آپ کو کیسا محسوس کرتے ہو؟ تو اس نے کہا ﴿إِنِّي أَرْجُو اللَّهَ وَإِنِّي أَخَافُ ذُنُوبِي﴾ ''میں اللہ تعالیٰ سے امید رکھتا ہوں اور اپنے گناہوں سے خائف ہوں۔'' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''جس بندے کے دل میں اس وقت یہ دونوں چیزیں جمع ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ اسے وہی عطا فرما دیتے ہیں جس کی وہ امید رکھتا ہے اور اسے اس چیز سے امن بخش دیتے ہیں جس سے وہ خائف ہوتا ہے۔''(۲)

(7) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ﴿لَا يَمُوتَنَّ أَحَدُكُم إِلا وهو يُحسِنُ بِاللهِ الظَّنَّ﴾ ''تم میں سے ہرگز کوئی فوت نہ ہو مگر صرف اس حال میں کہ وہ اللہ تعالیٰ سے اچھا گمان (یعنی اچھی امید) رکھتا ہو۔''(۳)

معلوم ہوا کہ ہر حال میں اللہ تعالیٰ سے اچھی امید رکھنی چاہیے اور اگر امید نہ رہے تو یقیناً ناامیدی ہوگی اور ناامیدی اسلام میں مذموم ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ﴿وَلَا تَيْأَسُوا مِن رَّوْحِ اللَّهِ إِنَّهُ لَا يَيْأَسُ مِن رَّوْحِ اللَّهِ إِلَّا الْقَوْمُ الْكَافِرُونَ﴾[یوسف : ۸۷] ''اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہونا، یقیناً اللہ کی رحمت سے کافر ہی ناامید ہوتے ہیں۔'' اور فرمایا ﴿وَمَن يَقْنَطُ مِن رَّحْمَةِ رَبِّهِ إِلَّا الضَّالُّونَ﴾[الحجر : ۵۶] ''صرف گمراہ لوگ ہی اپنے رب کی رحمت سے ناامید ہوتے ہیں۔''

---

(۱) [حسن : صحيح الجامع الصغير (۱۳۶۰) صحيح الترغيب (۱۱۱۲)]

(۲) [حسن : صحيح ابن ماجة (۳۴۳۶) ترمذي (۹۸۳) كتاب الجنائز : باب ما جآء أن المومن يموت بعرق الجبين' ابن ماجة (۴۲۶۱)] حافظ ابن حجرؒ نے اس حدیث کو حسن کہا ہے۔[كما في الترغيب (۲۶۸/۴)]

(۳) [مسلم (۲۸۷۷) كتاب الجنة وصفة نعيمها وأهلها : باب الأمر بحسن الظن بالله تعالى عند الموت' أبو داود (۳۱۱۳) ابن ماجة (۴۱۶۷) كتاب الزهد : باب التوكل واليقين]

❁ اللہ تعالیٰ پر ہی کامل توکل وبھروسہ کرنا چاہیے:

(1) ﴿اِنْ يَّنْصُرْكُمُ اللّٰهُ فَلَا غَالِبَ لَكُمْ ۚ وَاِنْ يَّخْذُلْكُمْ فَمَنْ ذَا الَّذِيْ يَنْصُرُكُمْ مِّنْۢ بَعْدِهٖ ۭ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ﴾[آل عمران : ١٦٠] ''اگر اللہ تعالیٰ تمہاری مدد کرے تو تم پر کوئی غالب نہیں آسکتا اور اگر وہ تمہیں چھوڑ دے تو اس کے بعد کون ہے جو تمہاری مدد کرے؟ (لہٰذا) ایمان والوں کو اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسہ کرنا چاہیے۔''

(2) ﴿وَعَلَى اللّٰهِ فَتَوَكَّلُوْٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ﴾[المائدة : ٢٣] ''اور تم اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسہ کرو، اگر تم مومن ہو۔''

(3) ﴿وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ﴾[الطلاق : ٣] ''اور جو اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لیے کافی ہو جاتا ہے۔''

(4) ﴿اَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهٗ﴾[الزمر : ٣٦] ''کیا اللہ ہی اپنے بندے کو کافی نہیں۔''

(5) حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿لَوْ أَنَّكُمْ تَوَكَّلْتُمْ عَلَى اللّٰهِ حَقَّ تَوَكُّلِهِ لَرَزَقَكُمْ كَمَا يَرْزُقُ الطَّيْرَ تَغْدُو خِمَاصًا وَ تَرُوحُ بِطَانًا﴾ ''اگر تم اللہ تعالیٰ پر اس طرح توکل وبھروسہ کرو جیسے بھروسہ کرنے کا حق ہے تو وہ تمہیں ایسے رزق دے جیسے پرندوں کو رزق دیتا ہے۔ پرندے صبح خالی پیٹ نکلتے ہیں اور شام کو پیٹ بھر کر واپس آتے ہیں۔''(۱)

❁ اللہ تعالیٰ کی رضا وخوشنودی کو ہر ایک کی خوشنودی پر غالب رکھنا چاہیے:

(1) ﴿فَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ ۭ ذٰلِكَ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ ۡ وَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ وَمَآ اٰتَيْتُمْ مِّنْ رِّبًا لِّيَرْبُوَا۟ فِيْٓ اَمْوَالِ النَّاسِ فَلَا يَرْبُوْا عِنْدَ اللّٰهِ ۚ وَمَآ اٰتَيْتُمْ مِّنْ زَكٰوةٍ تُرِيْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُضْعِفُوْنَ ۝﴾[الروم : ٣٨] ''پس قرابت دار کو، مسکین کو، مسافر کو، ہر ایک کو اس کا حق دیجئے، یہ ان کے لیے بہتر ہے جو اللہ تعالیٰ کی رضا چاہتے ہیں، ایسے ہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔ تم جو سود پر دیتے ہو کہ لوگوں کے مال میں بڑھتا رہے وہ اللہ کے ہاں نہیں بڑھتا اور جو کچھ صدقہ زکوٰۃ تم اللہ کی رضا وخوشنودی کے لیے دو تو ایسے ہی لوگ ہیں (کئی گنا) بڑھانے والے (دنیا میں مال ودولت میں اضافہ اور آخرت میں اجر وثواب میں)۔''

(2) حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کوئی نصیحت کرنے کی درخواست کی تو انہوں نے رسول

---

(۱) [صحیح : السلسلة الصحيحة (٣١٠) ترمذی (٢٣٤٤) كتاب الزهد : باب في التوكل على الله، ابن ماجه (٤١٦٤) كتاب الزهد : باب التوكل واليقين]

اللہ ﷺ کے اس فرمان کے ذریعے نصیحت فرمائی ﴿ مَنِ الْتَمَسَ رِضَا اللّٰهِ بِسَخَطِ النَّاسِ كَفَاهُ اللّٰهُ مُؤْنَةَ النَّاسِ وَ مَنِ الْتَمَسَ رِضَا النَّاسِ بِسَخَطِ اللّٰهِ وَكَلَهُ اللّٰهُ اِلَى النَّاسِ ﴾ ''جو شخص لوگوں کی ناراضگی مول لے کر بھی اللہ تعالیٰ کی رضا تلاش کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے لوگوں سے مستغنی کر دیتا ہے اور جو شخص لوگوں کی رضا حاصل کرنے کے لیے اللہ کی ناراضگی مول لیتا ہے اللہ تعالیٰ اسے لوگوں کے ہی سپرد کر دیتا ہے۔''(۱)

❁ خشوع وخضوع صرف اللہ ہی کے لیے ہونا چاہیے:

(1) ﴿ اِنَّهُمْ كَانُوْا يُسٰرِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ وَيَدْعُوْنَنَا رَغَبًا وَّرَهَبًا وَكَانُوْا لَنَا خٰشِعِيْنَ ﴾ [الانبياء : ۹۰] ''یہ (انبیاء کرام علیہم السلام) نیک کاموں کی طرف جلدی کرتے تھے اور ہمیں لالچ طمع اور ڈر خوف سے پکارتے تھے اور ہمارے سامنے عاجزی کرنے والے تھے۔''

(2) نبی کریم ﷺ یہ دعا مانگا کرتے تھے ﴿ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ قَلْبٍ لَا يَخْشَعُ وَ مِنْ دُعَاءٍ لَا يُسْمَعُ وَ مِنْ نَفْسٍ لَا تَشْبَعُ وَ مِنْ عِلْمٍ لَا يَنْفَعُ ﴾ ''اے اللہ! میں پناہ مانگتا ہوں ایسے دل سے جس میں خشوع نہ ہو، ایسی دعا سے جو سنی نہ جائے، ایسے نفس سے جو سیر نہ ہو اور ایسے علم سے جو نفع نہ دے۔''(۲)

⇦ یاد رہے کہ خشوع خضوع اللہ تعالیٰ کے سامنے ذلت، عاجزی وانکساری کے اظہار اور اس کے حکم و فیصلے کے آگے سر تسلیم خم کر دینے کا نام ہے۔

بقیہ جسمانی عبادات

❁ نماز کی طرح کا قیام صرف اللہ ہی کے لیے ہونا چاہیے:

(1) ﴿ حٰفِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ ﴾ [البقرة : ۲۳۸] ''نمازوں کی حفاظت کرو اور (بالخصوص) درمیانی نماز کی اور اللہ کے لیے باادب کھڑے رہا کرو۔''

(2) فرمانِ نبوی ہے کہ ﴿ مَنْ سَرَّهُ اَنْ يَتَمَثَّلَ لَهُ الرِّجَالُ قِيَامًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ ﴾ ''جسے یہ پسند ہو کہ لوگ اس کے سامنے تصویر کی مانند (بے حس وباادب) کھڑے رہیں وہ اپنا ٹھکانہ دوزخ بنا لے۔''(۳)

(3) حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ﴿ لَمْ يَكُنْ شَخْصٌ اَحَبَّ اِلَيْهِمْ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : وَكَانُوْا اِذَا رَاَوْهُ لَمْ يَقُوْمُوْا لِمَا يَعْلَمُوْنَ مِنْ كَرَاهِيَتِهِ ﴾ ''صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو رسول اللہ ﷺ سے زیادہ کسی شخص سے محبت نہ تھی لیکن وہ جب آپ کو بھی دیکھتے تو کھڑے نہ ہوتے کیونکہ انہیں علم تھا کہ آپ اس عمل کو

---

(۱) [صحیح : صحیح الجامع الصغیر (۶۰۹۷) ترمذی (۲۴۱۴) کتاب الزهد]

(۲) [صحیح : صحیح الجامع الصغیر (۱۲۹۷) ابو داود (۱۵۴۸) ابن ماجه (۲۵۰) نسائی (۵۴۴۲)]

(۳) [صحیح : المشكاة (۴۶۹۹) ترمذی (۲۷۵۵) کتاب الادب، ابو داود (۵۲۲۹) کتاب الادب]

ناپسند کرتے ہیں۔''(۱)

معلوم ہوا کہ باادب ہو کر قیام کرنا ایسی تعظیم ہے جس کا حق صرف اللہ تعالیٰ کو ہی ہے، لہٰذا اس کے علاوہ کسی کے لیے بھی ایسا قیام نہیں کرنا چاہیے۔

❁ رکوع وسجدہ صرف اللہ ہی کے لیے کرنا چاہیے:

(1) ﴿ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ارْكَعُوْا وَ اسْجُدُوْا وَ اعْبُدُوْا رَبَّكُمْ وَ افْعَلُوا الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴾ [الحج : ۷۷] ''اے ایمان والو! رکوع وسجود کرتے رہو اور اپنے رب کی عبادت میں لگے رہو اور نیک کام کرتے رہو تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ۔''

(2) ﴿ وَ مِنْ اٰيٰتِهِ الَّيْلُ وَ النَّهَارُ وَ الشَّمْسُ وَ الْقَمَرُ لَا تَسْجُدُوْا لِلشَّمْسِ وَ لَا لِلْقَمَرِ وَ اسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِيْ خَلَقَهُنَّ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ﴾ [حم السجدة : ۳۷] ''اور دن رات اور سورج چاند بھی (اسی اللہ کی) نشانیوں میں سے ہیں، تم سورج کو سجدہ نہ کرو، نہ ہی چاند کو بلکہ سجدہ صرف اس اللہ کے لیے کرو جس نے ان سب کو پیدا کیا ہے، اگر تمہیں اسی کی عبادت کرنی ہے تو۔''

(3) حضرت قیس بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں حیرہ (یمن کے ایک شہر) آیا تو وہاں کے لوگوں کو اپنے بادشاہ کے آگے سجدہ کرتے دیکھا۔ میں نے سوچا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (ان بادشاہوں کے مقابلے میں) سجدہ کے زیادہ حقدار ہیں۔ چنانچہ جب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! میں حیرہ شہر گیا اور وہاں دیکھا کہ لوگ اپنے بادشاہ کو سجدہ کر رہے ہیں حالانکہ آپ سجدہ کے زیادہ حقدار ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، مجھے بتاؤ اگر تم میری قبر کے پاس سے گزرو تو کیا اسے سجدہ کرو گے؟ میں نے جواب دیا کہ نہیں۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

﴿ فَلَا تَفْعَلُوْا لَوْ كُنْتُ آمِرًا أَحَدًا أَنْ يَسْجُدَ لِأَحَدٍ لَأَمَرْتُ النِّسَاءَ أَنْ يَسْجُدْنَ لِأَزْوَاجِهِنَّ لِمَا جَعَلَ اللّٰهُ لَهُمْ عَلَيْهِنَّ مِنَ الْحَقِّ ﴾ ''پھر مجھے بھی سجدہ نہ کرو اور اگر میں کسی کو یہ حکم دیتا کہ وہ (اللہ کے سوا) کسی اور کو سجدہ کرے تو میں عورتوں کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہروں کو سجدہ کریں، اس حق کی وجہ سے جو اللہ تعالیٰ نے شوہروں کے لیے مقرر فرمایا ہے۔''(۲)

معلوم ہوا کہ اللہ کے سوا کسی کے لیے بھی سجدہ کرنا جائز نہیں۔ اگرچہ پہلی شریعتوں میں سجدہ تعظیمی جائز تھا

---

(۱) [صحیح : السلسلة الصحيحة (۳۵۸) ترمذی (۲۷۵٤) کتاب الادب : باب ما جاء فی كراهية قيام الرجل للرجل، الادب المفرد (۹٤٦) المشكاة (٤٦۹۸)]

(۲) [صحیح : صحیح ابوداود، ابوداود (۲۱٤۰) کتاب النکاح : باب فی حق الزوج على المرأة]

جیسا کہ قرآن کریم میں حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں اوران کے والدین کا ان کے سامنے سجدہ ریز ہونے کا ذکر ہے،لیکن شریعتِ محمدیہ میں اسے بھی حرام قرار دے دیا گیا ہے جیسا کہ درج بالا حدیث اس کا واضح ثبوت ہے۔لہٰذا اب اگر کوئی اللہ کو چھوڑ کر کسی کے آگے تعظیماً سجدہ کرے گا تو کبیرہ گناہ کا مرتکب ٹھہرے گا اور اگر عبادت کی غرض سے سجدہ کرے گا تو شرکِ اکبر کا ارتکاب کرے گا۔

اسی سے قبروں اور مزاروں پر سجدہ ریزی کی بھی ممانعت ثابت ہوتی ہے۔علاوہ ازیں ایک روایت میں ہے کہ ﴿ اَلا وَ اِنَّ مَنْ کَانَ قَبْلَکُمْ کَانُوْا یَتَّخِذُوْنَ قُبُوْرَ اَنْبِیَائِھِمْ وَ صَالِحِیْھِمْ مَسَاجِدَ ، اَلا فَلا تَتَّخِذُوْا الْقُبُوْرَ مَسَاجِدَ ، اِنِّیْ اَنْھَاکُمْ عَنْ ذَالِکَ ﴾ ''خبردار!تم سے پہلے لوگوں نے اپنے نبیوں اور نیک لوگوں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا تھا،سن لو!تم قبروں کو سجدہ گاہ نہ بنانا،میں تمہیں اس سے منع کرتا ہوں۔''(۱)

اسی طرح ایک دوسری روایت میں نبی کریم ﷺ کا یہ ارشاد مذکور ہے کہ ﴿ اِنَّ مِنْ شِرَارِ النَّاسِ مَنْ تُدْرِکُھُمُ السَّاعَۃُ وَ ھُمْ اَحْیَاءٌ وَ الَّذِیْنَ یَتَّخِذُوْنَ الْقُبُوْرَ مَسَاجِدَ ﴾ ''بلاشبہ بدترین لوگ وہ ہیں جن کی زندگی میں قیامت قائم ہوگی اور جو قبروں کو سجدہ گاہ بنالیتے ہیں۔''مسند احمد کی ایک دوسری روایت میں یہ لفظ ہیں ﴿وَ اعْلَمُوْا اَنَّ شِرَارَ النَّاسِ الَّذِیْنَ یَتَّخِذُوْنَ الْقُبُوْرَ مَسَاجِدَ ﴾ ''یقین مانو کہ بدترین لوگ وہ ہیں جو قبروں کو سجدہ گاہ بنالیتے ہیں۔''(۲)

طواف واعتکاف صرف اللہ ہی کے لیے کرنا چاہیے:

''طواف'' یہ ہے کہ ثواب کی نیت سے کسی مخصوص جگہ کے گرد چکر لگایا جائے۔جبکہ ''اعتکاف'' اسی نیت سے کسی خاص جگہ پر خاص مدت کے لیے بیٹھنے کو کہتے ہیں۔یہ دونوں کام عبادت ہیں اس لیے صرف اللہ کے لیے ہی کیے جاسکتے ہیں کسی اور کے لیے نہیں۔طواف چونکہ مناسکِ حج وعمرہ میں شامل ہے اس لیے یہ صرف بیت اللہ کے گرد ہی کیا جاسکتا ہے،اس کے علاوہ کسی بھی جگہ کا طواف غیر اللہ کی عبادت کے مترادف ہے۔

(1) ﴿وَلْيَطَّوَّفُوا بِالْبَيْتِ الْعَتِيقِ﴾[الحج : ۲۹] ''انہیں چاہیے کہ اللہ کے قدیم گھر(یعنی بیت اللہ)کا طواف کریں۔''

(2) ﴿وَعَهِدْنَا إِلَى إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ أَنْ طَهِّرَا بَيْتِيَ لِلطَّائِفِينَ وَالْعَاكِفِينَ وَالرُّكَّعِ السُّجُودِ﴿١٢٥﴾﴾[البقرۃ : ۱۲۵] ''ہم نے ابراہیم(علیہ السلام)اور اسماعیل(علیہ السلام)سے وعدہ لیا کہ تم میرے گھر کو

---

(۱) [مسلم(۵۳۲)]

(۲) [مسند احمد(۱/۴۰۵)،(۱/۱۹۵)ابن حبان(۸/۲۲۹)ابن خزیمۃ(۷۸۹)طبرانی کبیر(۱۰۴۱۳)شیخ شعیب ارناؤوط فرماتے ہیں کہ اس کی سند صحیح ہے۔[الموسوعۃ الحدیثیۃ(۱۶۹۴)]

طواف کرنے والوں اور اعتکاف کرنے والوں اور رکوع و سجدہ کرنے والوں کے لیے پاک صاف رکھو۔''

(3) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا﴿ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰی تَضْطَرِبَ اَلْيَاتُ نِسَاءِ دَوْسٍ حَوْلَ ذِی الْخَلَصَةِ ، وَذُو الْخَلَصَةِ : طَاغِيَةُ دَوْسٍ الَّتِی كَانُوْا يَعْبُدُوْنَهَا فِی الْجَاهِلِيَّةِ ﴾ ''قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک قبیلہ دوس کی عورتوں کی پیٹھیں ذی الخلصہ کے گرد طواف نہ کرنے لگیں (یعنی قیامت کے قریب یہ شرک دوبارہ رونما ہو جائے گا)۔ ذی الخلصہ دوس قبیلے کا بت تھا جس کی عرب لوگ جاہلیت میں پوجا کیا کرتے تھے۔''(۱)

طواف کے علاوہ اعتکاف مسجد حرام اور دیگر تمام مساجد میں درست ہے اور کسی بھی وقت کیا جا سکتا ہے۔لیکن شرط یہ ہے کہ صرف اللہ ہی کے لیے کیا جائے کیونکہ اعتکاف ایک عبادت ہے اور ہر عبادت قبولیت کے درجہ تک تب ہی پہنچتی ہے جب اسے خالص ہو کر صرف اللہ کے لیے انجام دیا جائے۔

❁ حج و عمرہ صرف اللہ ہی کے لیے کرنا چاہیے:

(1) ﴿وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ﴾[البقرۃ : ۱۹۶] ''اور اللہ ہی کے لیے حج و عمرہ مکمل کرو۔''

(2) ﴿وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا﴾[آل عمران : ۹۶] ''اور اللہ ہی کے لیے لوگوں پر بیت اللہ کا حج کرنا (فرض) ہے جو اس کی طرف راستے کی طاقت رکھتے ہیں۔''

(3) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا﴿ مَنْ حَجَّ لِلّٰهِ فَلَمْ يَرْفُثْ وَلَمْ يَفْسُقْ رَجَعَ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ اُمُّهُ ﴾ ''جس نے اللہ کے لیے حج کیا (اور اس میں) نہ عورتوں کے قریب گیا اور نہ ہی کوئی فسق و فجور کا کام کیا تو وہ اپنے گناہوں سے (پاک صاف ہو کر) اس دن کی طرح لوٹے گا جس دن اس کی ماں نے اس کو جنا۔''(۲)

❁ روزہ صرف اللہ ہی کے لیے رکھنا چاہیے:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا﴿ كُلُّ عَمَلِ ابْنِ آدَمَ يُضَاعَفُ الْحَسَنَةُ عَشْرُ أَمْثَالِهَا اِلَی سَبْعِمِائَةِ ضِعْفٍ يَقُوْلُ اللّٰهُ اِلَّا الصَّوْمَ فَاِنَّهُ لِی وَ اَنَا اَجْزِیْ بِهِ ، يَدَعُ شَهْوَتَهُ وَ طَعَامَهُ مِنْ اَجْلِی ﴾ ''ابن آدم کے ہر نیک عمل کا بدلہ دس سے لے کر سات سو گنا تک بڑھا دیا جاتا ہے۔اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ سوائے روزے کے بلاشبہ روزہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں

(۱) [بخاری (۷۱۱۶) کتاب الفتن : باب تغیر الزمان حتی تعبد الاوثان ، مسلم (۲۹۰۶)]

(۲) [بخاری (۱۵۲۱) کتاب الحج : باب فضل الحج المبرور ، مسلم (۱۳۵۰) ابن ماجه (۲۸۸۹) ترمذی (۸۱۱) احمد (۷۱۳۹) نسائی فی السنن الکبری (۳۶۰۶/۲) دارمی (۱۷۹۶) حمیدی (۱۰۰۴)]

گا۔انسان اپنی شہوت اور کھانے پینے کو میری رضامندی کے لیے چھوڑتا ہے۔''(۱)

مالی عبادات

❀ قربانی صرف اللہ ہی کے لیے کرنی چاہیے:

(1) ﴿فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ﴾[الکوثر : ۲] ''اپنے رب کے لیے نماز پڑھ اور قربانی کر۔''

(2) ﴿قُلْ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿١٦٢﴾ لَا شَرِيكَ لَهُ وَبِذَٰلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ ﴿١٦٣﴾﴾[الانعام : ۱۶۲۔۱۶۳] ''(اے پیغمبر!) کہہ دیجئے کہ میری نماز، میری قربانی، میرا جینا اور میرا مرنا صرف اللہ ہی کے لیے ہے جو تمام جہانوں کا رب ہے۔اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کا مجھے حکم دیا گیا ہے اور میں پہلا مطیع ہونے والا ہوں۔''

(3) ﴿وَلَا تَأْكُلُوا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَإِنَّهُ لَفِسْقٌ﴾[الانعام : ۱۲۱] ''اور ایسے جانوروں میں سے مت کھاؤ جن پر اللہ کا نام نہ لیا گیا ہو اور یہ کام نافرمانی کا ہے۔''

(4) ﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ ... وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ﴾[المائدة : ۳] ''تم پر حرام کیا گیا ہے مردار...اور جو آستانوں پر ذبح کیا گیا ہو۔''

(5) فرمانِ نبوی ہے کہ ﴿لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ لَعَنَ وَالِدَيْهِ وَ لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ ذَبَحَ لِغَيْرِ اللّٰهِ وَ لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ آوَى مُحْدِثًا وَ لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ غَيَّرَ مَنَارَ الْأَرْضِ﴾ ''اللہ تعالیٰ نے لعنت فرمائی ہے اس پر جو اپنے والدین پر لعنت کرے، جو غیر اللہ کے نام پر جانور ذبح کرے، جو کسی بدعتی کو پناہ دے اور جو زمین کے نشانات تبدیل کر دے۔''(۲)

⇦ یہاں یہ یاد رہے کہ کسی شرکیہ مقام پر اللہ کے نام پر بھی جانور ذبح کرنے سے اجتناب کرنا چاہیے جیسا کہ ایک روایت میں ہے کہ عہد رسالت میں ایک شخص نے بوانہ مقام پر اونٹ ذبح کرنے کی نذر مانی اور پھر نذر پوری کرنے سے پہلے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا ﴿هَلْ كَانَ فِيهَا وَثَنٌ مِنْ أَوْثَانِ الْجَاهِلِيَّةِ يُعْبَدُ﴾ ''کیا وہاں دورِ جاہلیت کے کسی بت کی پوجا تو نہیں کی جاتی تھی۔''اس نے عرض کیا کہ نہیں۔پھر آپ ﷺ نے دریافت فرمایا ﴿هَلْ كَانَ فِيهَا عِيدٌ مِنْ أَعْيَادِ الْجَاهِلِيَّةِ﴾ ''کیا وہاں جاہلیت کا کوئی میلہ (تہوار وغیرہ) تو نہیں لگتا تھا۔''اس نے کہا کہ نہیں۔تب آپ ﷺ نے فرمایا کہ اپنی نذر پوری

---

(۱) [مسلم (۱۱۵۱) کتاب الصیام : باب حفظ اللسان للصائم 'احمد (۳۴۹۳) ابن ماجة (۱۶۳۸)]

(۲) [صحیح : صحیح الجامع الصغیر (۵۱۱۲) نسائی (۴۴۲۲) کتاب الضحایا : باب من ذبح لغیر الله]

کر کیونکہ جو نذر اللہ کی نافرمانی پر مشتمل ہو اسے پورا کرنا جائز نہیں اور نہ ہی ایسی نذر پوری کرنے کی کوشش کرنی چاہیے جو ابن آدم کی طاقت سے ہی باہر ہے۔(۱)

✿ نذر و نیاز اور چڑھاوا صرف اللہ کے نام کا ہی دینا چاہیے:

(1) ﴿يُوفُونَ بِالنَّذْرِ وَيَخَافُونَ يَوْمًا كَانَ شَرُّهُ مُسْتَطِيرًا﴾ [الدھر : ۷] ''(اللہ کے نیک بندے صرف اللہ کے لیے ہی نذر مانتے ہیں اور پھر اس) نذر کو پورا کرتے ہیں اور اس دن سے ڈرتے ہیں جس کی برائی چاروں طرف پھیل جانے والی ہے۔''

(2) ﴿إِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهِلَّ بِهِ لِغَيْرِ اللَّهِ﴾ [البقرۃ : ۱۷۳] ''بے شک اللہ تعالیٰ نے تم پر مردار، خون، خنزیر کا گوشت اور وہ چیز جو اللہ کے سوا کسی اور کے نام کر دی جائے، حرام کر دی ہے۔''

(3) حضرت طارق بن شہاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ﴿ دَخَلَ الْجَنَّةَ رَجُلٌ فِي ذُبَابٍ وَ دَخَلَ النَّارَ رَجُلٌ فِي ذُبَابٍ ...فَضَرَبُوا عُنُقَهُ فَدَخَلَ النَّارَ ﴾ ''ایک آدمی صرف ایک مکھی کی وجہ سے جہنم میں چلا گیا اور ایک آدمی مکھی کی وجہ سے ہی جنت میں چلا گیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول! یہ کیسے ہوا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا، دو آدمی کسی قبیلے کے پاس سے گزرے، اس قبیلے میں ایک بت تھا جس پر چڑھاوا چڑھائے بغیر کوئی بھی وہاں سے نہیں گزر سکتا تھا۔ ان دونوں میں سے ایک سے کہا گیا کہ اس بت کے لیے کوئی چڑھاوا پیش کرو، اس نے کہا میرے پاس چڑھاوے کے لیے کوئی چیز نہیں۔ لوگوں نے کہا تمہیں چڑھاوا تو ضرور چڑھانا ہوگا خواہ ایک مکھی ہی پکڑ کر چڑھا دو، اس نے مکھی پکڑی اور بت کی نذر کر دی، لوگوں نے اسے جانے کی اجازت دے دی اور وہ (اس شرکیہ کام کی وجہ سے) جہنم میں داخل ہو گیا۔ پھر لوگوں نے دوسرے آدمی سے کہا کہ تم بھی کوئی چیز چڑھاوے کے طور پر پیش کرو، اس نے کہا میں اللہ کے علاوہ کسی کے نام کا بھی چڑھاوا نہیں چڑھاؤں گا۔ لوگوں نے اسے قتل کر دیا اور وہ جنت میں چلا گیا۔''(۲)

⇦ معلوم ہوا کہ درج بالا اور دیگر تمام ظاہری و باطنی عبادات صرف اللہ تعالیٰ کا ہی حق ہیں اور جو شخص ان میں سے کوئی ایک عبادت بھی غیر اللہ کے لیے کرے گا وہ شرک کرے گا اور مشرک ٹھہرے گا۔

---

(۱) [صحیح : صحیح ابوداود، ابوداود (۳۳۱۳) کتاب الایمان والنذور : باب ما یومر به من الوفاء بالنذر]

(۲) [اخرجه احمد فی الزهد (۲۲) وابو نعیم فی الحلیة (۱/۲۰۳) موقوفا علی سلیمان الفارسی]

توحید اسماء وصفات

توحید اسماء وصفات کا مفہوم

توحید اسماء وصفات سے مراد یہ پختہ اعتقاد ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اچھے اچھے نام اور بلند صفات ہیں، وہ تمام صفاتِ کمال سے متصف ہے، تمام صفاتِ نقص سے پاک ہے اور اپنی تمام صفات میں منفرد اور ساری کائنات سے یکتا وجدا ہے۔

اسماء وصفات پر ایمان لانے کا طریقہ

اُن تمام اسماء وصفات پر من وعن ایمان لانا جو اللہ تعالیٰ نے خود اپنے لیے بیان کیے ہیں اور جو اللہ کے رسول نے بیان کیے ہیں اور انہیں اللہ تعالیٰ کے لیے بغیر تمثیل (۱)، تکییف (۲)، تعطیل (۳) اور تحریف (٤) کے ثابت کرنا۔

اسماء وصفات کے متعلق چند بنیادی اصول

✿ اللہ تعالیٰ کے تمام نام حسنیٰ اور تمام صفات علیا ہیں:

(1) ﴿وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا وَذَرُوا الَّذِيْنَ يُلْحِدُوْنَ فِيْٓ اَسْمَآئِهٖ سَيُجْزَوْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ﴾ [الأعراف: ۱۸۰] ''اور اللہ کے لیے اچھے اچھے نام ہیں تم اسے ان کے ساتھ پکارو اور انہیں چھوڑ دو جو اس کے ناموں میں الحاد کرتے ہیں (یعنی کسی بھی طرح سے کج روی اور گمراہی اختیار کرتے ہیں جیسے اپنی طرف سے اللہ کے ناموں میں اضافہ وغیرہ)، عنقریب انہیں اس کا بدلہ دیا جائے گا جو وہ عمل کرتے تھے۔''

(2) ﴿وَلِلّٰهِ الْمَثَلُ الْاَعْلٰى﴾ [النحل: ٦٠] ''اللہ کے لیے تو بہت ہی بلند صفت ہے (یعنی اس کی ہر صفت مخلوق کے مقابلے میں اعلیٰ وبرتر ہے مثلاً اس کی قدرت لامتناہی ہے، اس کا علم وسیع ہے، اس کی عطا بے نظیر

---

(۱) [تمثیل سے مراد تشبیہ ہے یعنی اللہ تعالیٰ کو انسانوں وغیرہ کے مشابہ قرار دینا۔ جیسے یہ کہنا کہ اللہ کے کان ہیں جیسے ہمارے کان ہیں یا اللہ کا چہرہ ہے جیسے ہمارا چہرہ ہے وغیرہ۔]

(۲) [اللہ تعالیٰ کی صفات کی ہیئت وکیفیت کا تعین کرنا۔ جیسے کچھ گمراہ لوگوں نے اللہ کے ہاتھ اور عرش پر مستوی ہونے وغیرہ کی کیفیت بیان کرنے کی مذموم کوشش کی ہے۔]

(۳) [اللہ تعالیٰ کی صفات کا انکار کرنا یا کچھ کا اثبات اور کچھ کا انکار کرنا۔]

(٤) [نص کو لفظی یا معنوی طور پر تبدیل کر دینا اور اسے ظاہری معنی سے ایسے معنی کی طرف پھیر دینا جس پر لفظ دلالت نہیں کرتا۔ جیسا کہ بعض حضرات نے ''استوی'' (یعنی عرش پر مستوی ہوا) کا معنی ''استولی'' (قابض ہوا) کیا ہے۔]

ہے وغیرہ وغیرہ)۔''

معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کا ہر نام اچھا ہے اور اس کا قاعدہ اہل علم نے یہ بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ہر نام ایک عظیم صفت پر دلالت کرتا ہے اسی لیے ان اسماء کو اسمائے حسنیٰ کہا گیا ہے۔ اگر یہ اسماء صفات پر دلالت نہ کرتے محض عَلَم ہوتے تو یہ اسماء ''حسنیٰ'' نہ ہوتے، اسی طرح اگر یہ اسماء ایسی صفت پر دلالت کرتے جو صفتِ کمال نہ ہوتی بلکہ اس کے برعکس صفتِ نقص یا صفتِ منقسم ہوتی یعنی بہ یک وقت مدح وقدح پر دلالت کرتے تب بھی یہ اسماء ''حسنیٰ'' نہ کہلا سکتے۔ پس اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے ہر اسم پوری صفت پر دلالت کرتا ہے جس سے یہ اسم مشتق ہے اور وہ اس صفت کے تمام معانی کو شامل ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ کا اسم مبارک ﴿ العلیم ﴾ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ وہ ایسے علم کا مالک ہے جو عام ہے اور تمام اشیاء کا احاطہ کئے ہوئے ہے، پس زمین وآسمان میں ایک ذرہ بھی اس کے دائرہ علم سے باہر نہیں۔ (۱)

❁ اللہ تعالیٰ کے تمام اسماء وصفات توقیفی ہیں:

توقیفی ہیں یعنی منجانب اللہ ہیں، عقل کو ان میں کوئی دخل نہیں کیونکہ یہ ممکن ہی نہیں کہ عقل اُن اسماء وصفات کا ادراک کر سکے جن کا اللہ تعالیٰ استحقاق رکھتا ہے۔ لہٰذا واجب ہے کہ صرف وہی اسماء وصفات تسلیم کیے جائیں جو قرآن وحدیث میں مذکور ہیں اور ان میں کسی بھی قسم کی کمی بیشی نہ کی جائے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ﴿وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ﴾ [الاسراء : ٣٦] ''جس بات کی تجھے خبر ہی نہ ہو اس کے پیچھے مت پڑ۔'' امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا فرمان ہے کہ ''اللہ تعالیٰ کو صرف انہی صفات کے ساتھ متصف کرنا چاہیے جو اللہ تعالیٰ نے خود اپنے لیے بیان کی ہیں یا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائی ہیں، (صفات کے بارے میں ہرگز) قرآن وحدیث سے تجاوز نہ کیا جائے۔'' شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے بھی یہی فرمایا ہے۔ (۲)

❁ اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات کا معنیٰ معلوم جبکہ کیفیت مجہول ہے:

(1) ﴿يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيطُونَ بِهِ عِلْمًا﴾ [طٰه : ١١٠] ''جو کچھ ان کے آگے پیچھے ہے اسے اللہ ہی جانتا ہے مخلوق اس (اللہ) کا اپنے علم سے احاطہ نہیں کر سکتی۔''

لہٰذا اللہ تعالیٰ کی صفات کی کیفیت متعین کرنا درست نہیں کیونکہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی کیفیت بیان نہیں فرمائی۔ ان کی کیفیت سب سے زیادہ جاننے والا خود اللہ ہے۔ چنانچہ فرمایا ﴿قُلْ ءَأَنتُمْ أَعْلَمُ أَمِ اللَّهُ﴾ [البقرة : ١٤٠] ''آپ کہہ دیجئے کہ کیا تم زیادہ جانتے ہو یا اللہ۔''

---

(۱) [دیکھئے : تفسیر السعدی، اردو (پارہ ۹ : ص ۹۵٤)]

(۲) [منهاج السنة (٥٢٣/٢) مجموع الفتاوی لابن تیمیه (٢٦/٥)]

اللہ تعالیٰ کے بعد اللہ کے متعلق سب سے زیادہ جاننے والے رسول اللہ ﷺ ہیں۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ﴿وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ ۝ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ﴾ [النجم : ۳۔۴] ''وہ اپنی خواہش سے کوئی بات نہیں کہتے، وہ تو وحی ہے جو اتاری جاتی ہے۔''

❁ **اللہ تعالیٰ کی صفات مخلوق کی صفات کی مانند نہیں:**

(1) ﴿لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ ۖ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ﴾ [الشوری : ۱۱] ''اس کی مثل کوئی چیز نہیں اور وہ سننے والا دیکھنے والا ہے۔'' معلوم ہوا کہ مخلوقات میں سے کوئی چیز بھی اللہ کے اسماء وصفات میں اس کی مماثلت نہیں رکھتی۔ وہ سنتا ہے تو لوگ سننے کی طاقت رکھنے کے باوجود اس طرح نہیں سن سکتے جیسے اللہ سنتا ہے۔ اس کی مثال کے لیے یہ آیت دیکھیے ﴿قَدْ سَمِعَ اللَّهُ قَوْلَ الَّتِي تُجَادِلُكَ فِي زَوْجِهَا وَتَشْتَكِي إِلَى اللَّهِ وَاللَّهُ يَسْمَعُ تَحَاوُرَكُمَا ۚ إِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ بَصِيرٌ﴾ [المجادلة : ۱] ''یقیناً اللہ تعالیٰ نے اس عورت کی بات سن لی جو تجھ سے اپنے شوہر کے بارے میں تکرار کر رہی تھی اور اللہ کے آگے شکایت کر رہی تھی، اللہ تعالیٰ تم دونوں کے سوال و جواب سن رہا تھا، بے شک اللہ تعالیٰ سننے والا دیکھنے والا ہے۔''

اس آیت کے متعلق حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کس طرح لوگوں کی باتیں سننے والا ہے کہ یہ عورت گھر کے ایک کونے میں نبی ﷺ سے اپنے خاوند کی شکایت کر رہی تھی، مگر میں اس کی باتیں نہیں سن سکی، لیکن اللہ تعالیٰ نے آسمانوں پر سے اس کی بات سن لی۔ (۱)

(2) ﴿فَلَا تَضْرِبُوا لِلَّهِ الْأَمْثَالَ ۚ إِنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ وَأَنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ﴾ [النحل : ۷۴] ''اللہ کے لیے مثالیں مت بیان کرو (یعنی اوروں کو اللہ کے مشابہ نہ بناؤ)، بلاشبہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے (یعنی جیسے اللہ جانتا ہے ویسے تم نہیں جانتے)۔''

(3) ﴿وَلَمْ يَكُن لَّهُ كُفُوًا أَحَدٌ﴾ [الاخلاص : ٤] ''اس کا کوئی ہمسر نہیں (نہ ذات میں، نہ صفات میں اور نہ ہی افعال میں)۔''

چند اسماء وصفات اور ان کے دلائل

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ﴿إِنَّ لِلَّهِ تِسْعَةً وَتِسْعِينَ اسْمًا ، مِائَةً إِلَّا وَاحِدًا ، مَنْ أَحْصَاهَا دَخَلَ الْجَنَّةَ﴾ ''اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام ہیں جس نے انہیں شمار کیا وہ جنت میں جائے گا۔'' (۲)

---

(۱) [صحیح : صحیح ابن ماجه ، ابن ماجه (۱۸۸) مقدمة : باب فيما انكرت الجهمية]

(۲) [بخاری (۲۷۳۶) كتاب الدعوات : باب لله تعالى مائة اسم غير واحد ، مسلم (۲۶۷۷)]

بظاہر اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے صرف ننانوے نام ہیں۔لیکن اہل علم کا کہنا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نام ننانوے سے زیادہ ہیں،اس کی ایک دلیل تو یہ ہے کہ قرآن کریم میں ہی اللہ تعالیٰ کے ننانوے سے زیادہ نام مذکور ہیں اور دوسری دلیل وہ حدیث ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے کچھ نام ایسے بھی ہیں جن کا علم اس نے مخلوق کو دیا ہی نہیں بلکہ ان کا علم اپنے پاس ہی محفوظ کر لیا ہے جیسا کہ اس میں یہ الفاظ ہیں ﴿ اَوِ اسْتَأْثَرْتَ بِهِ فِیْ عِلْمِ الْغَیْبِ عِنْدَكَ ﴾ ۔(١) ان ننانوے ناموں سے کون سے نام مراد ہیں؟ اس کی تعیین میں جو روایت بیان کی جاتی ہے وہ ضعیف ہے۔(٢) اس لیے اللہ تعالیٰ کے ثابت شدہ ناموں میں سے کوئی بھی ننانوے نام یاد کیے جا سکتے ہیں۔لیکن یہاں یہ واضح رہے کہ علما نے یہ بھی صراحت فرمائی ہے کہ جنت میں داخلے کے لیے صرف ان ناموں کو یاد کرنا یا شمار کرنا ہی کافی نہیں بلکہ یہ بھی ضروری ہے کہ ان ناموں کے معنی ومفہوم کو سمجھا جائے اور پھر اس پر خلوصِ دل سے عمل کی بھی کوشش کی جائے۔

بہر حال معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے بہت زیادہ نام ہیں اور درحقیقت یہ نام اسماء بھی ہیں اور صفات بھی۔اسماء اس اعتبار سے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی ذات پر دلالت کرتے ہیں اور صفات اس اعتبار سے کہ یہ اللہ تعالیٰ کے اوصافِ کمال پر بھی دلالت کرتے ہیں۔جیسے ﴿ العلیم ﴾ اللہ تعالیٰ کا نام ہے لیکن اسی نام میں اللہ تعالیٰ کی صفتِ کمال ''علم'' بھی موجود ہے۔چند اسماء وصفات کا ذکر آئندہ سطور میں پیش کیا جا رہا ہے،ملاحظہ فرمائیے۔

✿ رب ، رحمن اور رحیم:

(1) ﴿ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ① الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ② ﴾ [الفاتحه : ١-٢] ''سب تعریف اس اللہ کے لیے ہے جو تمام جہانوں کا رب (پروردگار) ہے۔رحمٰن (بڑا مہربان) اور رحیم (نہایت رحم والا) ہے۔''

(2) رسول اللہ ﷺ نے قیصر روم کی طرف جو خط لکھا اس کی ابتدا ان الفاظ سے کی ﴿ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ﴾ ''اس اللہ کے نام کے ساتھ جو رحمٰن ورحیم ہے۔''(٣)

✿ حی ، قیوم:

(1) ﴿ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ② ﴾ [آل عمران : ٢] ''اللہ کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں، وہ حی (ہمیشہ زندہ) اور قیوم (قائم رہنے اور رکھنے والا) ہے۔''

(2) نبی کریم ﷺ نے ایک شخص کو ان الفاظ کے ساتھ دعا کرتے سنا ﴿ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُكَ بِاَنَّ لَكَ الْحَمْدَ

---

(١) [صحیح : السلسلة الصحیحة (١٩٩) صحیح الترغیب (١٨٢٢) مسند احمد (٣٩١/١)]

(٢) [ضعیف : السلسلة الضعیفة (٢٥٦٣) ترمذی (٣٥٠٧) كتاب الدعوات]

(٣) [صحیح : صحیح ابو داود ، ابو داود (٥١٣٦) كتاب الادب : باب كیف یكتب الی الذمی]

لَا اِلٰـهَ اِلَّا اَنْـتَ الْـمَـنَّانُ بَدِيْعُ السَّمٰوَاتِ وَ الْاَرْضِ يَا ذَا الْجَلَالِ وَ الْاِكْرَامِ يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ ﴾ ''اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اس واسطے سے کہ تیرے لیے ہی ساری تعریف ہے، تیرے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں، تو منان ہے، آسمان وزمین کو بنانے والا ہے، اے جلال واکرام والے! اے حی وقیوم!'' تو فرمایا کہ اس نے اللہ سے اس کے عظیم نام کے ذریعے دعا کی ہے کہ اگر اس کے ذریعے دعا کی جائے تو قبول کی جاتی ہے۔(۱)

غنی ، حمید ، مجید:

(1) ﴿وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ﴾[البقرة : ٢٦٧] ''اور جان لو کہ اللہ تعالیٰ غنی (بے پرواہ) اور حمید (خوبیوں والا) ہے۔''

(2) ﴿ذُو الْعَرْشِ الْمَجِيْدُ﴾[البروج : ١٥] ''(اللہ تعالیٰ) عرش والا، مجید (بزرگی والا) ہے۔''

(3) نبی کریم ﷺ نے تشہد میں درود کے جو الفاظ سکھائے ہیں ان میں یہ بھی ہیں ﴿ اِنَّكَ حَـمِـيْـدٌ مَّـجِيْدٌ ﴾ ''(اے اللہ!) بلاشبہ تو حمید (خوبیوں والا) اور مجید (بزرگی والا) ہے۔''(۲)

حلیم ، غفور:

(1) ﴿اِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا غَفُوْرًا﴾[فاطر : ٤١] ''بلاشبہ وہ حلیم (بردبار) اور غفور (بخشنے والا) ہے۔''

(2) نبی کریم ﷺ غم وپریشانی میں یہ دعا پڑھا کرتے تھے ﴿ لَا اِلٰـهَ اِلَّا الـلّٰـهُ الْعَظِيْمُ الْحَلِيْمُ ... ﴾ ''اللہ کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں، وہ عظیم ہے، حلیم ہے...۔''(۳)

احد ، صمد:

(1) ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝١ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۝٢﴾[الاخلاص : ١-٢] ''آپ کہہ دیجئے کہ وہ اللہ اَحد (ایک ہی) ہے۔ اللہ تعالیٰ صمد (بے نیاز) ہے۔''

(2) ایک حدیث میں دعا کے یہ الفاظ مذکور ہیں ﴿ اَللّٰهُـمَّ اِنِّيْ اَسْاَلُكَ اَنِّيْ اَشْهَدُ اَنَّكَ اَنْتَ اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْـتَ الْاَحَـدُ الصَّمَدُ الَّذِيْ لَمْ يَلِدْ وَ لَمْ يُوْلَدْ وَ لَمْ يَكُنْ لَهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ﴾ ''اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں، میں شہادت دیتا ہوں کہ بے شک تو ہی اللہ ہے، تیرے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں، تو اَحد (اکیلا) اور صمد (بے نیاز) ہے، جس سے نہ کوئی پیدا ہوا نہ وہ کسی سے پیدا ہوا اور نہ کوئی اس کا ہمسر ہے۔''(۴)

---

(۱) [**صحیح**: صحیح ابو داود، ابو داود (١٤٩٥) كتاب الصلاة : باب الدعاء، نسائی (١٣٠٠)]

(۲) [مسلم (٤٠٥) كتاب الصلاة : باب الصلاة على النبي بعد التشهد' أبو داود (٩٨٠) ترمذی (٣٢٢٠)]

(۳) [بخاری (٦٣٤٦) كتاب الدعوات : باب الدعاء عند الكرب' مسلم (٢٧٣٠) ترمذی (٣٤٣٥)]

(۴) [**صحیح**: صحیح ابو داود، ابو داود (١٤٩٣) كتاب الصلاة : باب الدعاء، ترمذی (٣٤٧٥)]

اول ،آخر ، ظاهر ، باطن:

(1) ﴿هُوَ الْأَوَّلُ وَالْآخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ﴾[الحدید : ۳] ''وہی اول وآخر اور ظاہر وباطن ہے اور وہ ہر چیز کو جاننے والا ہے۔''

(2) ایک دعا میں نبی کریم ﷺ نے ان صفات کی یوں توضیح فرمائی ہے ﴿ اَللّٰهُمَّ أَنْتَ الْأَوَّلُ فَلَيْسَ قَبْلَكَ شَيْءٌ وَ أَنْتَ الْآخِرُ فَلَيْسَ بَعْدَكَ شَيْءٌ وَ أَنْتَ الظَّاهِرُ فَلَيْسَ فَوْقَكَ شَيْءٌ وَ أَنْتَ الْبَاطِنُ فَلَيْسَ دُوْنَكَ شَيْءٌ ﴾ ''اے اللہ! تو پہلا ہے تجھ سے پہلے کوئی چیز نہیں، تو آخری ہے تیرے بعد کوئی چیز نہیں، تو ظاہر ہے تیرے اوپر کوئی چیز نہیں، تو باطن ہے تیرے پیچھے کوئی چیز نہیں۔''(۱)

حکیم، خبیر:

(1) ﴿وَهُوَ الْحَكِيمُ الْخَبِيرُ﴾[سبا : ۱] ''اور وہی حکیم (حاکم اور حکمت والا) اور خبیر (ظاہر وباطن کی ہر چیز سے باخبر) ہے۔''

(2) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے کچھ چھپانے پر رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ ﴿ لَتُخْبِرِيْنِيْ أَوْ لَيُخْبِرَنِّي اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ ﴾ ''تم مجھے خبر دو گی ورنہ باریک بین، خبیر (ہر چیز سے باخبر اللہ) مجھے خبر دے دے گا۔''(۲)

قدرۃ:

(1) ﴿إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿٢٠﴾﴾[البقرۃ : ۲۰] ''بلاشبہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔''

(2) نبی کریم ﷺ نے درد کا دم اس طرح سکھایا کہ درد والی جگہ پر ہاتھ رکھ کر تین مرتبہ بسم اللہ کہا جائے اور پھر سات مرتبہ یہ کلمات کہے جائیں ﴿ أَعُوْذُ بِعِزَّةِ اللّٰهِ وَ قُدْرَتِهِ مِنْ شَرِّ مَا أَجِدُ وَ أُحَاذِرُ ﴾ ''میں اللہ تعالیٰ کی عزت اور اس کی قدرت کی پناہ میں آتا ہوں اس چیز کے شر سے جسے میں محسوس کرتا ہوں اور جس کا مجھے اندیشہ ہے۔''(۳)

ارادۃ:

(1) ﴿فَمَن يُرِدِ اللَّهُ أَن يَهْدِيَهُ يَشْرَحْ صَدْرَهُ لِلْإِسْلَامِ ۖ وَمَن يُرِدْ أَن يُضِلَّهُ يَجْعَلْ صَدْرَهُ ضَيِّقًا حَرَجًا كَأَنَّمَا يَصَّعَّدُ فِي السَّمَاءِ﴾[الانعام : ۱۲۵] ''اللہ تعالیٰ جسے ہدایت دینے کا ارادہ کرلے

---

(۱) [مسلم (۲۷۱۳) کتاب الذکر والدعاء : باب الدعاء عند النوم ، ابوداود (۵۰۵۱) ترمذی (۳۴۰۰)]

(۲) [مسلم (۹۷۴) کتاب الجنائز : باب ما یقال عند دخول القبور ، ابن ماجه (۱۵۴۶)]

(۳) [مسلم (۲۲۰۲) کتاب السلام : باب استحباب وضع یدہ علی موضع الألم مع الدعاء' ابو داود (۳۸۹۱) ترمذی (۲۰۸۰) ابن ماجه (۳۵۲۲) نسائی فی السنن الکبری (۷۷۲۴) ابن حبان (۲۹۶۴)]

اس کے سینہ کو اسلام کے لیے کشادہ کر دیتا ہے اور جسے گمراہ کرنے کا ارادہ کر لے اس کے سینہ کو بہت تنگ کر دیتا ہے جیسے کوئی آسمان میں چڑھتا ہے (یعنی جیسے زور لگا کر آسمان پر چڑھنا ممکن نہیں ویسے ہی ایسے شخص کے دل میں ایمان و توحید کا داخلہ ممکن نہیں)۔''

(2) فرمانِ نبوی ہے کہ ﴿ إِذَا أَرَادَ اللّٰـهُ بِقَوْمٍ عَذَابًا أَصَابَ الْعَذَابَ مَنْ كَانَ فِيهِمْ ثُمَّ بُعِثُوْا عَلَى أَعْمَالِهِمْ ﴾ ''جب اللہ تعالیٰ کسی قوم پر عذاب کا ارادہ فرماتا ہے تو جو لوگ بھی ان میں ہوں سب کو عذاب میں مبتلا کر دیتا ہے، پھر (روزِ قیامت) وہ اپنے اعمال کے حساب سے اٹھائے جائیں گے۔''(۱)

کلام:

(1) ﴿ وَكَلَّمَ اللّٰهُ مُوسٰى تَكْلِيمًا ﴾[١٦٤] ''اللہ تعالیٰ نے موسیٰ (علیہ السلام) سے کلام فرمایا۔''

(2) حضرت آدم اور حضرت موسیٰ علیہما السلام کے باہم جھگڑے والی حدیث میں ہے کہ ﴿ قَالَ لَهُ آدَمُ : اصْطَفَاكَ اللّٰـهُ بِكَلَامِهِ ﴾ ''آدم علیہ السلام نے ان (موسیٰ علیہ السلام) سے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے کلام کے لیے منتخب فرمایا۔''(۲)

محبت:

(1) ﴿ إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ﴾[البقرة : ١٩٥] ''بلاشبہ اللہ تعالیٰ نیکوکاروں سے محبت کرتا ہے۔''

(2) فرمانِ نبوی ہے کہ ﴿ إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْعَبْدَ التَّقِيَّ ... ﴾ ''اللہ تعالیٰ متقی بندے سے محبت کرتا ہے۔''(۳)

رضامندی:

(1) ﴿ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ﴾[المائدة : ١١٩] ''اللہ ان سے راضی و خوش ہے اور وہ اللہ سے راضی و خوش ہیں۔''

(2) نبی کریم ﷺ کی ایک دعا کے یہ الفاظ ہیں ﴿ اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ ... ﴾ ''اے اللہ! میں تیری رضامندی کے ساتھ تیری ناراضی سے پناہ مانگتا ہوں۔''(٤)

ہنسنا:

فرمانِ نبوی ہے کہ ﴿ يَضْحَكُ اللّٰـهُ إِلَى رَجُلَيْنِ يَقْتُلُ أَحَدُهُمَا الْآخَرَ ، كِلَاهُمَا يَدْخُلُ

---

(١) [مسلم (٢٨٧٩) كتاب الجنة وصفة نعيمها : باب الامر بحسن الظن بالله ، بخاری (٧١٠٨)]

(٢) [بخاری (٦٦١٤) مسلم (٢٦٥٢)]

(٣) [مسلم (٢٩٦٥) كتاب الزهد والرقائق ، احمد (١٤٤١) ابو يعلى (٧٣٧) بغوى (٤٢٢٨)]

(٤) [مسلم (٤٨٦)]

الجَنَّةَ ﴾ ''اللہ تعالیٰ ایسے دو آدمیوں پر ہنس دے گا کہ ان میں سے ایک نے دوسرے کو قتل کیا تھا اور پھر بھی دونوں جنت میں داخل ہو گئے (پہلا وہ جس نے اللہ کے راستے میں جہاد کیا وہ شہید ہو گیا، اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے قاتل کو توبہ کی توفیق دی اور وہ بھی اللہ کی راہ میں شہید ہوا، یوں دونوں قاتل ومقتول بالآخر جنت میں چلے گئے)۔''(۱)

❁ لعنت:

(1) ﴿لَّعۡنَةُ ٱللَّهِ عَلَى ٱلظَّٰلِمِينَ﴾ [الاعراف : ٤٤] ''ظالموں پر اللہ کی لعنت ہے۔''

(2) فرمانِ نبوی ہے کہ ﴿ لَعَنَ اللّٰهُ الْيَهُوْدَ ... ﴾ ''اللہ تعالیٰ نے یہود پر لعنت فرمائی ہے۔''(۲)

❁ غضب:

(1) ﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ لَا تَتَوَلَّوۡاْ قَوۡمًا غَضِبَ ٱللَّهُ عَلَيۡهِمۡ﴾ [الممتحنة : ١٣] ''اے مسلمانو! تم اس قوم سے دوستی نہ رکھو جن پر اللہ کا غضب نازل ہو چکا ہے۔''

(2) حدیث قدسی ہے کہ ﴿ اِنَّ رَحْمَتِيْ غَلَبَتْ غَضَبِيْ ﴾ ''میری رحمت میرے غضب پر غالب ہے۔''(۳)

❁ علم:

(1) ﴿وَأَنَّ ٱللَّهَ بِكُلِّ شَيۡءٍ عَلِيمٌ﴾ [المائدة : ٩٧] ''بلاشبہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کا علم رکھنے والا ہے۔''

(2) نبی کریم ﷺ نے دعائے استخارہ کے یہ الفاظ سکھائے ہیں ﴿ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْتَخِيْرُكَ بِعِلْمِكَ ... ﴾ ''اے اللہ! میں تجھ سے تیرے علم کے ساتھ بھلائی طلب کرتا ہوں۔''(٤)

⇦ واضح رہے کہ غیب کا علم صرف اللہ کے پاس ہی ہے۔ اللہ کے علاوہ غیب کا علم نبی کریم ﷺ کو بھی نہیں تھا۔ جیسا کہ درج ذیل دلائل سے ثابت ہوتا ہے:

(1) ﴿وَعِندَهُۥ مَفَاتِحُ ٱلۡغَيۡبِ لَا يَعۡلَمُهَآ إِلَّا هُوَۚ وَيَعۡلَمُ مَا فِي ٱلۡبَرِّ وَٱلۡبَحۡرِۚ وَمَا تَسۡقُطُ مِن وَرَقَةٍ إِلَّا يَعۡلَمُهَا وَلَا حَبَّةٖ فِي ظُلُمَٰتِ ٱلۡأَرۡضِ وَلَا رَطۡبٖ وَلَا يَابِسٍ إِلَّا فِي كِتَٰبٖ مُّبِينٖ﴾ [الانعام : ٥٩] ''اور اللہ تعالیٰ ہی کے پاس ہیں غیب کی کنجیاں (خزانے)، ان کا علم اللہ کے سوا کسی کو نہیں۔ اسے تمام چیزوں کا علم ہے جو خشکی میں ہیں اور جو دریاؤں میں ہیں اور کوئی پتا نہیں گرتا مگر اسے اس کا بھی علم ہے اور کوئی دانہ زمین کے تاریک حصوں میں نہیں پڑتا اور نہ کوئی تر اور نہ کوئی خشک چیز گرتی ہے مگر یہ سب کتاب

---

(۱) [بخاری (۲۸۲٦) کتاب الجهاد : باب الكافر يقتل المسلم، مسلم (۱۸۹۰)]

(۲) [صحيح : صحيح ابو داود، ابو داود (۳٤۸۸) كتاب الاجاره : باب فى ثمن الخمر والميتة]

(۳) [بخاری (۳۱۹٤) مسلم (۲۷۵۱)]

(٤) [بخاری (٦۳۸۲)]

مبین میں ہیں۔''

(2) ﴿ قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ۭ وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ ٻ وَمَا مَسَّنِيَ السُّوْۗءُ ڔ اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ وَّبَشِيْرٌ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴾ [الاعـراف : ۱۸۸] ''(اے پیغمبر!) آپ فرمادیجئے کہ میں خود اپنی ذات خاص کے لیے نہ کسی نفع کا اختیار رکھتا ہوں اور نہ کسی نقصان کا، مگر اتنا ہی کہ جتنا اللہ چاہے اور اگر میں غیب کی باتیں جانتا ہوتا تو میں بہت سے منافع حاصل کر لیتا اور مجھے کوئی نقصان نہ پہنچتا، میں تو محض ڈرانے والا اور بشارت دینے والا ہوں ان لوگوں کو جو ایمان رکھتے ہیں۔''

(3) نبی کریم ﷺ کے پاس ایک آدمی آیا اور اس نے قیامت کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے فرمایا ﴿ مَا الْمَسْئُوْلُ عَنْهَا بِاَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ ﴾ ''جس سے پوچھا جا رہا ہے وہ پوچھنے والے سے زیادہ نہیں جانتا۔'' پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کا علم ان پانچ چیزوں میں سے ہے جن کا علم صرف اللہ تعالیٰ کو ہی ہے، پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی ﴿ اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ ۚ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ ۚ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْاَرْحَامِ ۭ وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا ۭ وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌۢ بِاَيِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ ﴾ [لقمان : ۳٤] ''بے شک قیامت کا علم اللہ تعالیٰ ہی کے پاس ہے، وہی بارش نازل فرماتا ہے اور ماں کے پیٹ میں جو ہے اسے جانتا ہے۔ کوئی (بھی) نہیں جانتا کہ وہ کل کیا کرے گا؟ نہ کسی کو یہ معلوم ہے کہ وہ کس زمین میں مرے گا، (یاد رکھو!) اللہ تعالیٰ ہی پورے علم والا صحیح خبروں والا ہے۔''(۱)

(4) جس روایت میں تیمّم کا حکم نازل ہونے کا ذکر ہے اس میں ہے کہ دورانِ سفر عائشہ رضی اللہ عنہا کا ہار گم ہو گیا، نبی کریم ﷺ اسے تلاش کرنے کے لیے رُک گئے اور لوگ بھی وہیں ٹھہر گئے، پھر وہیں صبح ہوئی، چونکہ وضو کے لیے پانی میسر نہ تھا تو تیمّم کا حکم نازل ہو گیا، پھر جب کوچ کرنے لگے تو اونٹ کے نیچے سے ہار بھی مل گیا۔(۲) اگر آپ ﷺ کو غیب کا علم ہوتا تو ساری رات ہار تلاش نہ کرتے بلکہ اونٹ کو اٹھا کر ہار حاصل کرتے اور چل پڑتے۔

(5) واقعہ اِفک میں ہے کہ منافقین نے عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگائی تو نبی کریم ﷺ ایک ماہ تک پریشان رہے، پھر اللہ تعالیٰ نے عائشہ رضی اللہ عنہا کی برائت نازل فرمائی تو آپ کو اطمینان ہوا۔(۳) اگر آپ ﷺ کو غیب کا علم ہوتا تو اتنے

---

(۱) [مسلم (۹) کتاب الایمان : باب بیان الایمان والاسلام والاحسان ، بخاری (۵۰) ابن ماجه (٦٤)]

(۲) [**صحیح** : صحیح نسائی (۲۹۹) کتاب الطهارة : باب بدء التیمم' نسائی (۳۱۱) بخاری (۳۳٤) مسلم (۳٦۷) أبو داود (۳۱۷)]

(۳) [بخاری (٤۷۵۰) مسلم (۲۷۷۰) مسند احمد (۱۹٤/٦)]

دن بالکل پریشان نہ رہتے بلکہ اعلان فرما دیتے کہ عائشہ پاکدامن ہے۔

❁ **چہرہ:**

(1) ﴿وَيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ﴾[الرحمن : ۲۷] ''صرف تیرے عظمت وعزت والے رب کا چہرہ ہی باقی رہ جائے گا۔''

(2) غار کے قصہ میں ہے کہ دعا کرنے والے نے کہا﴿ اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتُ فَعَلْتُ ذَالِكَ ابْتِغَاءَ وَجْهِكَ فَفَرِّجْ عَنَّا مَا نَحْنُ فِيْهِ ... ﴾ ''اے اللہ! اگر میں نے یہ عمل خالص تیرے چہرے کی تلاش میں کیا تھا تو ہم سے یہ مصیبت دور ہٹا دے جس میں ہم مبتلا ہو چکے ہیں۔''(۱)

❁ **دو ہاتھ:**

(1) ﴿مَا مَنَعَكَ اَنْ تَسْجُدَ لِمَا خَلَقْتُ بِيَدَيَّ﴾[ص : ۷۵] ''تجھے کس چیز نے روکا کہ تو اسے سجدہ کرے جسے میں نے اپنے دونوں ہاتھوں سے بنایا ہے۔''

(2) ﴿ وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ يَدُ اللّٰهِ مَغْلُوْلَةٌ غُلَّتْ اَيْدِيْهِمْ وَلُعِنُوْا بِمَا قَالُوْا بَلْ يَدٰهُ مَبْسُوْطَتٰنِ يُنْفِقُ كَيْفَ يَشَآءُ﴾[المائدة : ٦٤] ''اور یہودیوں نے کہا کہ اللہ کے ہاتھ بندھے ہوئے ہیں، (درحقیقت) انہی کے ہاتھ بندھے ہوئے ہیں اور انہوں نے جو کہا اس کی وجہ سے ان پر لعنت کی گئی، اللہ کے ہاتھ تو فراخ ہیں وہ جیسے چاہے خرچ کرتا ہے۔''

(3) ایک روایت میں ہے کہ﴿ يَدُ اللّٰهِ مَلْاٰى ... وَ بِيَدِهِ الْاُخْرَى الْمِيْزَانُ ...﴾ ''اللہ کا ہاتھ بھرا ہوا ہے ... اور اس کے دوسرے ہاتھ میں میزان ہے۔''(۲)

❁ **آنکھیں:**

(1) ﴿وَاصْنَعِ الْفُلْكَ بِاَعْيُنِنَا وَوَحْيِنَا﴾[هود : ۳۷] ''اور ایک کشتی ہماری آنکھوں کے سامنے اور ہماری وحی سے تیار کر۔''

(2) نبی کریم ﷺ نے فرمایا﴿ اِنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِاَعْوَرَ - وَاَشَارَ بِيَدِهِ اِلٰى عَيْنَيْهِ ﴾ ''اللہ تعالیٰ کانا نہیں ہے۔ (یہ کہتے ہوئے) آپ ﷺ نے اپنی آنکھوں کی طرف اشارہ فرمایا۔''(۳)

❁ **پنڈلی:**

---

(۱) [بخاری (۲۲۷۲) مسلم (۲۷٤۳)]

(۲) [بخاری (۷٤۱۱) مسلم (۹۹۳)]

(۳) [بخاری (۷٤۰۷) کتاب التوحید : باب قول الله : ولتصنع علی عینی ، مسلم (۲۹۳۳)]

(1) ﴿يَوْمَ يُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ وَّيُدْعَوْنَ إِلَى السُّجُوْدِ فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ﴾[القلم : ٤٢]
''جس دن پنڈلی کھول دی جائے گی اور وہ سجدے کے لیے بلائے جائیں تو (سجدہ) نہ کر سکیں گے۔''

(2) فرمانِ نبوی ہے کہ ﴿... فَيُكْشَفُ عَنْ سَاقِهِ فَيَسْجُدُ لَهُ كُلُّ مُؤْمِنٍ ﴾ ''(روزِ قیامت) اللہ تعالیٰ کی پنڈلی ظاہر کی جائے گی تو ہر مومن اس کے سامنے سجدہ ریز ہو جائے گا۔''(۱)

قدم:

فرمانِ نبوی ہے کہ ﴿ يُلْقَى فِي النَّارِ وَتَقُوْلُ هَلْ مِنْ مَزِيْدٍ حَتَّى يَضَعَ قَدَمَهُ فَتَقُوْلُ قَطْ قَطْ﴾ ''جہنم میں دوزخیوں کو ڈالا جائے گا اور وہ کہے گی کہ کچھ اور بھی ہے؟ یہاں تک کہ اللہ رب العزت اپنا قدم اس پر رکھے گا تو وہ کہے گی کہ بس بس۔''(۲)

عرش پر مستوی ہونا:

(1) ﴿الرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى﴾[طه : ٥] ''رحمٰن عرش پر مستوی ہے۔''

(2) نبی کریم ﷺ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ ﴿ يَا اَبَا هُرَيْرَةَ ! اِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ السَّمٰوَاتِ وَ الْاَرَضِيْنَ وَ مَا بَيْنَهُمَا فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ ...﴾ ''اے ابو ہریرہ! اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمینوں کو چھ دنوں میں بنایا اور پھر عرش پر مستوی ہو گیا۔''(۳)

اترنا:

یعنی آسمانِ دنیا کی طرف۔جیسا کہ ایک روایت میں ہے کہ ﴿ يَنْزِلُ رَبُّنَا اِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا كُلَّ لَيْلَةٍ ...﴾ ''اللہ تعالیٰ ہر روز رات کے آخری حصے میں آسمانِ دنیا پر اترتے ہیں (جیسے اللہ کی شان اور عظمت کے لائق ہے) اور بندوں کو پکارتے ہیں کہ کوئی ہے جو مجھ سے دعا مانگے اور میں اس کی دعا قبول کر لوں۔''(٤)

آنا:

جیسا کہ روزِ قیامت اللہ تعالیٰ بندوں کے درمیان فیصلے کرنے کے لیے تشریف لائیں گے (جیسے اللہ کی شان کے لائق ہوگا)۔ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ﴿كَلَّآ اِذَا دُكَّتِ الْاَرْضُ دَكًّا دَكًّا ﴿٢١﴾ وَّجَآءَ رَبُّكَ وَالْمَلَكُ

---

(۱) [بخاری (٧٤٣٩) مسلم (١٨٣) ترمذی (٢٥٩٨) نسائی (٦٠)]

(۲) [بخاری (٤٨٤٨) کتاب تفسیر القرآن : باب قوله : وتقول هل من مزيد ، مسلم (٢٨٤٦)]

(۳) [جید الاسناد : مختصر العلو ۔ بتحقیق الالبانی (٧١) نسائی فی التفسیر (٤١٢)]

(٤) [بخاری (١١٤٥) کتاب الجمعة : باب الدعاء فی الصلاة من آخر الليل ' مسلم (٧٥٨) ترمذی (٤٤٦) ابو داود (١٣١٥) ابن ماجه (١٣٦٦) مسند احمد (٧١٩٦) مؤطا (٤٤٧) دارمی (١٤٤٢)]

صَفًّا صَفًّا ﴿22﴾﴾ [الفجر: ۲۱۔۲۲] ''یقیناً جس دن زمین کوٹ کوٹ کر برابر کر دی جائے گی۔اور تیرا رب (خود) آجائے گا اور فرشتے (بھی) صفیں بنا کر۔''

رؤیت باری تعالیٰ:

یعنی روزِ قیامت مومنین اپنے رب کا دیدار کریں گے اور اس سے ہم کلام ہوں گے۔

(1) ﴿وُجُوهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ ﴿22﴾ إِلَىٰ رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ﴿23﴾﴾ [القیامة: ۲۲۔۲۳] ''اس روز کچھ چہرے تروتازہ ہوں گے،اپنے رب کی طرف دیکھ رہے ہوں گے۔''

(2) فرمانِ نبوی ہے کہ ﴿ إِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ رَبَّكُمْ كَمَا تَرَوْنَ الْقَمَرَ لَيْلَةَ الْبَدْرِ ﴾ ''یقیناً تم اپنے رب کو اس طرح (بآسانی) دیکھو گے جیسے چودھویں رات کے چاند کو دیکھتے ہو۔'' (۱)

❑ واضح رہے کہ مذکورہ تمام صفات (جن کے متعلق اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے خبر دی ہے) کے بارے میں ائمہ سلف کا ایمانِ کامل ہے اور وہ انہیں من وعن تسلیم کرتے ہیں۔جیسا کہ امام زہری رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ''رسالت اللہ کی طرف سے ہے،رسول کی ذمہ داری ہے پیغام پہنچا دینا اور ہم پر لازم ہے اسے تسلیم کر لینا۔'' (۲) امام مالک رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ''وہ لوگ اہل بدعت ہیں جو اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات کے بارے میں کلام کرتے ہیں اور اس طرح خاموش نہیں رہتے جیسے صحابہ وتابعین خاموش رہا کرتے تھے۔'' (۳) امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ''کسی کے لیے بھی یہ جائز نہیں کہ وہ اللہ کی ذات کے بارے میں کچھ بھی بولے بلکہ لازم ہے کہ اللہ تعالیٰ کو انہی صفات کے ساتھ متصف کیا جائے جو اس نے خود اپنے لیے بیان کی ہیں۔'' (٤) حافظ نعیم بن حماد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ''جس نے اللہ تعالیٰ کو مخلوق کے ساتھ تشبیہ دی اس نے کفر کیا اور جس نے اللہ تعالیٰ کی اس صفت کا انکار کیا جو اس نے خود اپنے لیے بیان کی ہے اس نے بھی کفر کیا۔'' (٥)

---

(۱) [بخاری (۷٤۳۷) کتاب التوحید : باب قول الله تعالی وجوه یومئذ ناضرة]

(۲) [سیر أعلام النبلاء للامام ذهبی (۳۷۷/۵)]

(۳) [شرح السنة للبغوی (۲۱۷/۱)]

(٤) [عقیدة السلف أصحاب الحدیث للامام الصابونی (ص : ٤۲)]

(٥) [شرح أصول اعتقاد أهل السنة (٥۸۷/٤)]

باب معرفة الشرك — شرک کی پہچان کا بیان

شرک کا مفہوم

لغوی اعتبار سے لفظِ شرک کا معنی ہے ''دو چیزوں میں برابری کرنا'' ۔اہل علم لفظِ شرک کا معنی مخالطت (میل ملاپ کرنا)، مشارکت (باہم شریک ہونا) اور مصاحبت (دوستی کرنا) بھی بیان کرتے ہیں۔

شرعاً شرک یہ ہے کہ ''جو اُمور صرف اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہیں ان میں کسی اور کو اس کا شریک وہمسر بنانا'' اہل علم اس تعریف کے تحت تین انواع کا ذکر کرتے ہیں:

① توحید ربوبیت میں شرک: اور وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے خصائصِ ربوبیت میں کسی اور کو اس کا ہمسر بنانا مثلاً یہ عقیدہ رکھنا کہ جیسے اللہ تعالیٰ خالق ہے ویسے کوئی اور بھی ہے، یا جیسے اللہ تعالیٰ رزق دیتا ہے ویسے کوئی اور بھی دے سکتا ہے وغیرہ وغیرہ۔

② توحید الوہیت میں شرک: اور وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے خصائصِ الوہیت میں کسی اور کو اس کا ہمسر بنانا مثلاً اللہ کو چھوڑ کر کسی اور سے دعا وفریاد کرنا، یا اللہ کے علاوہ کسی اور کے لیے جانور ذبح کرنا وغیرہ وغیرہ۔

③ توحید اسماء وصفات میں شرک: اور وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات میں کسی اور کو اس کی مثل سمجھنا مثلاً یہ عقیدہ رکھنا کہ جیسے اللہ عالم الغیب ہے ویسے کوئی اور بھی ہے، جیسے اللہ دیکھتا ہے ویسے کوئی اور بھی دیکھ سکتا ہے، یا جیسے اللہ سنتا ہے ویسے کوئی اور بھی سن سکتا ہے وغیرہ وغیرہ۔

شرک کی اور بھی مختلف الفاظ میں تعریفات کی گئی ہیں، چند ایک ملاحظہ فرمایئے:

1- کسی کو اللہ کا شریک بنانا اور اسے ایسے پکارنا جیسے اللہ کو پکارا جاتا ہے، اس سے ایسے امید رکھنا جیسے اللہ تعالیٰ سے امید رکھی جاتی ہے اور اس سے ایسے محبت کرنا جیسے اللہ تعالیٰ سے محبت کی جاتی ہے۔(۱)

2- تمام ظاہری وباطنی عبادات جن کا صرف اللہ تعالیٰ مستحق ہے اور جو صرف اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہیں (جیسے محبت، خشوع خضوع، تعظیم، خوف، توبہ وانابت، توکل، قربانی اور اطاعت وغیرہ) ان میں کسی اور کو اللہ کا شریک وہمسر بنانا۔(۲)

3- جو چیز صرف اللہ تعالیٰ ہی عطا کر سکتا ہے اس کے لیے کسی اور کو پکارنا۔(۳)

---

(۱) [اصول الایمان فی ضوء الکتاب والسنة (ص: ۷٤)]

(۲) [الدرر السنية (۲۰۵/۱۲)]

(۳) [مجموعة الرسائل والمسائل (٦٧٨/٥)]

4- عبادت کی کوئی بھی قسم غیر اللہ کے لیے بجالانا جیسے دعا، قربانی اور نذر وغیرہ۔ (۱)

5- کسی کو اللہ کا شریک بنانا، خواہ ربوبیت میں، الوہیت میں یا اسماء وصفات میں۔ (۲)

شرک کی پہچان حاصل کرنا واجب ہے

کیونکہ شرک کبیرہ گناہوں میں سب سے بڑا گناہ ہے اور کتاب وسنت میں سب سے زیادہ اسی کی مذمت بیان کی گئی ہے۔ لہٰذا اس سے بچنے کے لیے اس کی پہچان حاصل کرنا واجب ہے کیونکہ جب تک اس کی پہچان نہیں ہوگی، اس کی تفصیل اور انواع واقسام کا مکمل تعارف نہیں ہوگا، اس سے بچنا ممکن ہی نہیں۔ مزید برآں اہل علم نے یہ بھی کہا ہے کہ جسے شرک کا علم نہیں اسے درحقیقت توحید کا بھی علم نہیں کیونکہ یہ قاعدہ ہے کہ ((اَلْاَشْيَاءُ تُعْرَفُ بِاَضْدَادِهَا)) ''چیزیں اپنی ضد سے ہی پہچانی جاتی ہیں۔'' (۳)

شرک کی پہچان حاصل کرنا سنتِ صحابہ ہے

جیسا کہ حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ﴿ كَانَ النَّاسُ يَسْأَلُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْخَيْرِ وَ كُنْتُ اَسْأَلُهُ عَنِ الشَّرِّ مَخَافَةَ اَنْ يُدْرِكَنِيْ ﴾ ''لوگ رسول اللہ ﷺ سے خیر کے بارے میں سوال کرتے جبکہ میں شر کے متعلق سوال کیا کرتا، اس خدشہ سے کہیں اس میں مبتلا نہ ہو جاؤں۔'' (٤)

معلوم ہوا کہ شر (برائی) کی معرفت حاصل کرنا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی سنت ہے، لہٰذا اسی سنتِ صحابہ پر چلتے ہوئے شرک کی بھی معرفت حاصل کرنی چاہیے کیونکہ بلاشبہ شرک سب سے بڑا شر ہے۔

---

(۱) [الارشاد الی صحیح الاعتقاد والرد علی اهل الشرك والالحاد (ص : ٤٣)]

(۲) [الایمان حقیقته ، خوارمه ، نواقضه عند اهل السنة والجماعة (ص : ۱۰۹)]

(۳) [شرح كتاب التوحيد ۔ از سليمان بن محمد اللهيميد (ص : ٦٢)]

(٤) [بخاری (۷۰۸٤) مسلم (۱۸٤۷)]

باب ذم الشرك — شرک کی مذمت کا بیان

اللہ تعالیٰ شرک ہرگز معاف نہیں فرمائے گا

(1) ﴿إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَٰلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ ۚ وَمَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدِ افْتَرَىٰ إِثْمًا عَظِيمًا﴾ [النساء : ٤٨] ''یقیناً اللہ تعالیٰ اپنے ساتھ شریک کیے جانے کو نہیں بخشتا اور اس کے سوا جسے چاہے بخش دیتا ہے اور جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک مقرر کرے اس نے بہت بڑا گناہ اور بہتان باندھا۔''

شرک سب سے بڑا ظلم ہے

(1) ﴿وَإِذْ قَالَ لُقْمَانُ لِابْنِهِ وَهُوَ يَعِظُهُ يَا بُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللَّهِ ۖ إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ﴾ [لقمان : ١٣] ''اور جب کہ لقمان (علیہ السلام) نے وعظ کہتے ہوئے اپنے لڑکے سے فرمایا کہ میرے پیارے بچے! اللہ کے ساتھ شریک نہ کرنا، بے شک شرک بہت بڑا ظلم ہے۔''

(2) ﴿الَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُمْ بِظُلْمٍ أُولَٰئِكَ لَهُمُ الْأَمْنُ وَهُمْ مُهْتَدُونَ﴾ [الانعام : ٨٢] ''جو لوگ ایمان رکھتے ہیں اور اپنے ایمان کو ظلم (یعنی شرک) سے مخلوط نہیں کرتے، ایسوں کے لیے ہی امن ہے اور وہی راہ راست پر چل رہے ہیں۔''

(3) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت ﴿الَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يَلْبِسُوا...﴾ نازل ہوئی تو صحابہ پر بہت گراں گزری اور انہوں نے کہا کہ ہم میں سے کون ہے جس نے ایمان لانے کے بعد ظلم نہ کیا ہو؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اس آیت سے مراد وہ نہیں جو تم سمجھ رہے ہو بلکہ یہاں ظلم سے مراد شرک ہے۔ کیا تم نے لقمان علیہ السلام کی بات نہیں سنی جو انہوں نے اپنے بیٹے سے کہی تھی کہ شرک سب سے بڑا ظلم ہے۔''(۱)

شرک اعمال کے ضیاع کا باعث ہے

(1) ﴿وَلَوْ أَشْرَكُوا لَحَبِطَ عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ﴾ [الانعام : ٨٨] ''(چند انبیاء کا ذکر کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا) اگر یہ بھی شرک کرتے تو جو یہ اعمال کرتے تھے وہ سب ضائع ہو جاتے۔''

(2) ﴿وَلَقَدْ أُوحِيَ إِلَيْكَ وَإِلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكَ لَئِنْ أَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ﴾ [الزمر : ٦٥] ''(اے پیغمبر!) یقیناً تیری طرف بھی اور تجھ سے پہلے (کے تمام نبیوں) کی

(۱) [بخاری (٣٢)، (٣٣٦٠)، (٤٦٢٩) كتاب التفسير، مسلم (١٢٤)]

طرف بھی وحی کی گئی ہے کہ اگر تو نے شرک کیا تو بلاشبہ تیرا عمل ضائع ہو جائے گا اور یقیناً تو زیاں کاروں میں سے ہو جائے گا۔"

مشرکوں کے خلاف جنگ کا حکم ہے

(1) ﴿فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِينَ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوهُمْ وَخُذُوهُمْ وَاحْصُرُوهُمْ وَاقْعُدُوا لَهُمْ كُلَّ مَرْصَدٍ﴾[التوبة : ٥] "مشرکوں کو جہاں پاؤ قتل کرو، انہیں گرفتار کرو، ان کا محاصرہ کرو اور ان کی تاک میں ہر گھاٹی میں جا بیٹھو۔"

(2) فرمانِ نبوی ہے کہ ﴿جَاهِدُوا الْمُشْرِكِينَ بِأَمْوَالِكُمْ وَ أَنْفُسِكُمْ وَ أَلْسِنَتِكُمْ﴾ "مشرکوں کے خلاف اپنے مالوں، جانوں اور زبانوں کے ساتھ جہاد کرو۔"(١)

مشرک آسمان سے گرنے والے کی مانند ہے

﴿وَمَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَكَأَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَاءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ أَوْ تَهْوِي بِهِ الرِّيحُ فِي مَكَانٍ سَحِيقٍ﴾[الحج : ٣١] "جو اللہ کے ساتھ شرک کرتا ہے گویا وہ آسمان سے گر پڑا، اب یا تو اسے پرندے اُچک لے جائیں گے یا ہوا کسی دور دراز کی جگہ پھینک دے گی (بہر صورت اس کا مقدر تباہی ہی ہے۔ بعینہٖ جو انسان ایک اللہ کی عبادت کرتا ہے وہ طہارتِ نفس کے اعتبار سے پاکیزگی کی بلندی پر فائز ہوتا ہے اور جوں ہی شرک کا ارتکاب کرتا ہے تو گویا خود کو بلندی سے پستی اور صفائی سے گندگی اور کیچڑ میں پھینک دیتا ہے)۔"

مشرک کے لیے دعائے مغفرت جائز نہیں

(1) ﴿مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَنْ يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ وَلَوْ كَانُوا أُولِي قُرْبَىٰ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُمْ أَصْحَابُ الْجَحِيمِ﴾[التوبة : ١١٣] "پیغمبر اور دوسرے مسلمانوں کے لیے جائز نہیں کہ مشرکین کے لیے دعائے مغفرت کریں اگرچہ وہ رشتہ دار ہی ہوں، اس امر کے ظاہر ہو جانے کے بعد کہ یہ لوگ دوزخی ہیں۔"

(2) نبی کریم ﷺ کے چچا ابو طالب وفات کے قریب تھے۔ آپ ﷺ نے انہیں کلمہ پڑھنے کی تلقین کی لیکن وہ کلمہ پڑھے بغیر ہی فوت ہو گئے۔ تب آپ نے فرمایا کہ ﴿لَأَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ مَا لَمْ أُنْهَ عَنْكَ﴾ "میں آپ کے لیے ضرور دعائے مغفرت کرتا رہوں گا حتی کہ مجھے روک نہ دیا جائے۔" اس پر درج بالا آیت نازل ہو گئی۔(٢)

---

(١) [صحيح : صحيح الجامع الصغير (٣٠٩٠) ابوداود (٢٥٠٤) كتاب الجهاد : باب كراهية ترك الغزو]

(٢) [بخاری (٤٦٧٥) مسلم (٢٤) مسند احمد (٥٣٣/٥)]

مشرک کی قبر پر اسے آگ کی بشارت دینی چاہیے

ایک روایت میں ہے کہ ایک دیہاتی نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور اس نے کہا کہ یقیناً میرا باپ صلہ رحمی کیا کرتا تھا' اور یہ کرتا تھا اور یہ کرتا تھا' تو وہ کہاں ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا' جہنم کی آگ میں' گویا کہ وہ یہ بات سن کر غمگین ہو گیا۔ اس نے کہا اے اللہ کے رسول! آپ کے والد کا ٹھکانہ کہاں ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ﴿ حَيْثُمَا مَرَرْتَ بِقَبْرِ مُشْرِكٍ فَبَشِّرْهُ بِالنَّارِ ﴾ ''جہاں کہیں بھی تم کسی مشرک کی قبر کے قریب سے گزرو تو اسے آگ کی بشارت دو۔''(۱)

شرک سب سے بڑا کبیرہ گناہ ہے

(1) رسول اللہ ﷺ نے صحابہ سے فرمایا کہ کیا میں تمہیں کبیرہ گناہوں میں سے سب سے بڑے کے متعلق خبر نہ دوں؟ صحابہ نے عرض کیا کہ ضرور خبر دیجئے تو آپ ﷺ نے فرمایا ﴿ اَلْاِشْرَاكُ بِاللّٰهِ ... ﴾ ''(وہ ہے) اللہ کے ساتھ شرک کرنا۔''(۲)

(2) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ ﴿ اَیُّ الذَّنْبِ اَعْظَمُ عِنْدَ اللّٰهِ ؟ ﴾ ''اللہ کے نزدیک کون سا گناہ سب سے بڑا ہے؟'' آپ ﷺ نے فرمایا ﴿ اَنْ تَجْعَلَ لِلّٰهِ نِدًّا وَهُوَ خَلَقَكَ ﴾ ''یہ کہ تم اللہ کے لیے شریک بناؤ حالانکہ اس نے تمہیں پیدا کیا ہے۔''(۳)

شرک ہلاک کرنے والا گناہ ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ﴿ اجْتَنِبُوْا السَّبْعَ الْمُوْبِقَاتِ ، قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ! وَ مَا هُنَّ ؟ قَالَ : الشِّرْكُ بِاللّٰهِ وَ السِّحْرُ ... ﴾ ''سات ہلاک کرنے والے گناہوں سے بچو۔ صحابہ نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول! وہ کون سے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا، اللہ کے ساتھ شرک، جادو، اللہ کی حرام کردہ کسی جان کا ناحق قتل، سود خوری، مالِ یتیم کھانا، میدانِ جنگ سے فرار اور پاکدامن غافل مومن عورتوں پر تہمت لگانا۔''(٤)

شرک اللہ کو گالی دینے کے مترادف ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ﴿ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : كَذَّبَنِي ابْنُ آدَمَ

---

(۱) [**صحیح** : صحیح ابن ماجه ، ابن ماجه (۱۵۷۳) كتاب الجنائز : باب ما جاء في زيارة قبور المشركين]

(۲) [بخاری (٥٦٣١) كتاب الشهادات ، مسلم (۸۷) كتاب الايمان]

(۳) [بخاری (٤٤٧٧) كتاب التفسير ، مسلم (۸٦) ترمذی (۳۱۸۲) نسائی (٤٠١٣) ابو داود (۱۹٦٦)]

(٤) [بخاری (۲۷٦٦) ، (٥٧٦٤) ، (٦٨٥٧) مسلم (۸۹)]

وَ لَمْ يَكُنْ لَهُ ذَالِكَ ، وَ شَتَمَنِيْ وَ لَمْ يَكُنْ لَهُ ذَالِكَ ...﴾ ''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ابن آدم نے مجھے جھٹلایا حالانکہ اس کے لیے یہ مناسب نہیں تھا۔ اس نے مجھے گالی دی حالانکہ اس کے لیے یہ بھی مناسب نہیں تھا۔ اس کا مجھے جھٹلانا یہ ہے کہ وہ کہتا ہے میں اسے دوبارہ پیدا نہیں کروں گا حالانکہ میرے لیے دوبارہ پیدا کرنا اسے پہلی مرتبہ پیدا کرنے سے زیادہ مشکل نہیں۔ اس کا مجھے گالی دینا یہ ہے کہ وہ کہتا ہے اللہ نے اپنا بیٹا بنایا ہے حالانکہ میں ایک ہوں، بے نیاز ہوں، نہ میری کوئی اولاد ہے اور نہ میں کسی کی اولاد ہوں اور نہ ہی کوئی میرے برابر کا ہے۔''(۱)

شرک اللہ کو اذیت دینے والا گناہ ہے

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا﴿ مَا اَحَدٌ اَصْبَرَ عَلَى اَذًى سَمِعَهُ مِنَ اللّٰهِ يَدْعُوْنَ لَهُ الْوَلَدَ ثُمَّ يُعَافِيْهِمْ وَ يَرْزُقُهُمْ ﴾ ''اذیت و تکلیف کی بات سن کر اللہ تعالیٰ سے زیادہ صبر کرنے والا کوئی نہیں۔ مشرک لوگ اللہ کے لیے اولاد کا دعویٰ کرتے ہیں، پھر بھی اللہ انہیں عافیت دیتا ہے اور رزق دیتا ہے۔''(۲)

مشرک کو کسی نبی کی قرابت داری بھی فائدہ نہیں دے گی

(1) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا﴿ يَلْقَى اِبْرَاهِيْمُ اَبَاهُ آزَرَ قَتَرَةٌ وَ غَبَرَةٌ ، فَيَقُوْلُ لَهُ اِبْرَاهِيْمُ : اَلَمْ اَقُلْ لَكَ لَا تَعْصِنِيْ ؟ فَيَقُوْلُ : فَالْيَوْمَ لَا اَعْصِيْكَ ، فَيَقُوْلُ اِبْرَاهِيْمُ : يَا رَبِّ اِنَّكَ وَعَدْتَنِيْ اَنْ لَا تُخْزِيَنِيْ يَوْمَ يُبْعَثُوْنَ ، فَاَيُّ خِزْيٍ اَخْزَى مِنْ اَبِي الْاَبْعَدِ ؟ فَيَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالَى : اِنِّيْ حَرَّمْتُ الْجَنَّةَ عَلَى الْكَافِرِيْنَ ، ثُمَّ يُقَالُ : يَا اِبْرَاهِيْمُ مَا تَحْتَ رِجْلَيْكَ ، فَيَنْظُرُ فَاِذَا هُوَ بِذِيْخٍ مُلْتَطِخٍ ، فَيُؤْخَذُ بِقَوَائِمِهِ فَيُلْقَى فِي النَّارِ ﴾ ''قیامت کے روز جب حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے والد آزر سے ملیں گے تو ان کے (والد کے) چہرے پر سیاہی اور غبار ہوگا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام ان سے کہیں گے کہ کیا میں نے آپ سے نہیں کہا تھا کہ میری مخالفت نہ کیجئے۔ وہ کہیں گے کہ آج میں آپ کی مخالفت نہیں کرتا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام عرض کریں گے کہ اے پروردگار! تو نے وعدہ فرمایا تھا کہ مجھے قیامت کے دن رسوا نہیں کرے گا۔ آج اس رسوائی سے بڑھ کر اور کون سی رسوائی ہوگی کہ میرے والد تیری رحمت سے سب سے زیادہ دور ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ میں نے کافروں پر جنت حرام قرار دی ہے۔ پھر کہا جائے گا کہ اے ابراہیم! تمہارے قدموں کے نیچے کیا چیز ہے؟ وہ دیکھیں گے تو ایک ذبح کیا ہوا جانور خون میں لتھڑا ہوا وہاں پڑا ہوگا اور پھر

---

(۱) [بخاری (٤٩٧٤) کتاب التفسیر ، مسند احمد (٢/٣١٧ ـ ٣٥٠)]

(۲) [بخاری (٦٠٩٩) ، (٧٣٧٨) کتاب التوحید ، مسلم (٢٨٠٤) کتاب التوبة]

اس کے پاؤں پکڑ کر اسے جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔''(۱)

(2) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا﴿ اَهْوَنُ اَهْلِ النَّارِ عَذَابًا اَبُوْ طَالِبٍ وَ هُوَ مُنْتَعِلٌ بِنَعْلَيْنِ يَغْلِيْ مِنْهُمَا دِمَاغُهُ ﴾ ''دوزخیوں میں سب سے ہلکا عذاب ابوطالب (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا) کو ہوگا، وہ (آگ کی) دو جوتیاں پہنے ہوں گے جس سے ان کا دماغ کھول رہا ہوگا۔''(۲)

مشرکوں کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت نصیب نہیں ہوگی

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا﴿ لِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةٌ مُسْتَجَابَةٌ فَتَعَجَّلَ كُلُّ نَبِيٍّ دَعْوَتَهُ وَ اِنِّيْ اخْتَبَأْتُ دَعْوَتِيْ شَفَاعَةً لِاُمَّتِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَهِيَ نَائِلَةٌ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ مَنْ مَاتَ مِنْ اُمَّتِيْ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا ﴾ ''ہر نبی کے لیے ایک ایسی دعا ہے جو ضرور قبول کی جاتی ہے۔ تمام انبیاء نے وہ دعا (دنیا میں ہی) مانگ لی لیکن میں نے اپنی دعا قیامت کے دن اپنی امت کی شفاعت کے لیے محفوظ کر رکھی ہے۔ میری شفاعت ان شاء اللہ ہر اس شخص کو نصیب ہوگی جو اس حال میں فوت ہوا کہ اس نے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرایا۔''(۳)

روزِ قیامت مشرکوں کو توحید کا اقرار کوئی فائدہ نہیں دے گا

﴿ فَلَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗ وَ كَفَرْنَا بِمَا كُنَّا بِهٖ مُشْرِكِيْنَ ﴿84﴾ فَلَمْ يَكُ يَنْفَعُهُمْ اِيْمَانُهُمْ لَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا ؕ سُنَّتَ اللّٰهِ الَّتِيْ قَدْ خَلَتْ فِيْ عِبَادِهٖ ۚ وَ خَسِرَ هُنَالِكَ الْكٰفِرُوْنَ ﴿85﴾ ﴾ [المومن: ٨٤-٨٥] ''ہمارا عذاب دیکھتے ہی کہنے لگے کہ اللہ واحد پر ہم ایمان لائے اور جن جن کو ہم اس کا شریک بنا رہے تھے ہم نے ان سب سے انکار کیا۔ لیکن ہمارے عذاب کو دیکھ لینے کے بعد ان کے ایمان نے انہیں نفع نہ دیا۔ اللہ نے اپنا معمول یہی مقرر کر رکھا ہے جو اس کے بندوں میں برابر چلا آ رہا ہے (کہ عذاب دیکھنے کے بعد توبہ اور ایمان قابل قبول نہیں) اور اس جگہ کافر خائب و خاسر ہوئے (یعنی عذاب دیکھنے کے بعد ان پر واضح ہو گیا کہ اب سوائے خسارے اور ہلاکت کے ہمارے مقدر میں کچھ نہیں)۔''

روزِ قیامت مشرکوں کو ساری زمین کی دولت کا فدیہ بھی نفع نہیں دے گا

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا﴿ اِنَّ اللّٰهَ يَقُوْلُ لِاَهْوَنِ اَهْلِ النَّارِ

---

(۱) [بخاری (۳۳۵۰) کتاب احادیث الانبیاء: باب قول اللہ واتخذ اللہ ابراهیم خلیلا]

(۲) [مسلم (۲۱۲) کتاب الایمان: باب اهون اهل النار عذابا، مسند احمد (۲۶۳۶)]

(۳) [مسلم (۱۹۹) کتاب الایمان: باب اختباء النبی صلی اللہ علیہ وسلم دعوة الشفاعة لامته، ترمذی (۳۶۰۲) ابن ماجه (۴۳۰۷)]

عَذَابًا : لَوْ اَنَّ لَكَ مَا فِي الْاَرْضِ مِنْ شَيْءٍ كُنْتَ تَفْتَدِيْ بِهِ ...﴾ ’’(روزِ قیامت) اللہ تعالیٰ اس شخص سے پوچھے گا جسے دوزخ کا سب سے ہلکا عذاب دیا جائے گا۔ اگر تیرے پاس ساری دنیا کی دولت موجود ہو تو اپنے آپ کو عذاب سے بچانے کے لیے اسے بطورِ فدیہ دے سکتا ہے؟ وہ شخص کہے گا کہ جی ہاں۔ اس پر اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ جب تو آدم کی پیٹھ میں تھا تو میں نے تجھ سے اس سے بھی معمولی چیز کا مطالبہ کیا تھا کہ میرے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرانا۔ لیکن تو نے میری نہ مانی اور میرے ساتھ شرک کیا۔‘‘ (۱)

روزِ قیامت مشرکوں کے معبود اُنہیں کوئی فائدہ نہیں دیں گے

(1) ﴿وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ جَمِيعًا ثُمَّ يَقُولُ لِلْمَلَٰٓئِكَةِ أَهَٰٓؤُلَآءِ إِيَّاكُمْ كَانُوا يَعْبُدُونَ ﴿٤٠﴾ قَالُوا سُبْحَٰنَكَ أَنتَ وَلِيُّنَا مِن دُونِهِم ۖ بَلْ كَانُوا يَعْبُدُونَ الْجِنَّ ۖ أَكْثَرُهُم بِهِم مُّؤْمِنُونَ﴾ [سبا : ٤٠۔٤١] ’’ان سب کو اللہ تعالیٰ اس دن (یعنی روزِ قیامت) جمع کر کے فرشتوں سے دریافت فرمائے گا کہ کیا یہ (مشرک) لوگ تمہاری عبادت کرتے تھے؟ وہ جواب دیں گے کہ تیری ذات پاک ہے اور ہمارا ولی تو تو ہے نہ کہ یہ بلکہ یہ لوگ جنوں کی عبادت کرتے تھے، ان (مشرکوں) میں سے اکثر کا انہی پر ایمان تھا۔‘‘

(2) ﴿وَإِذْ قَالَ اللَّهُ يَٰعِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ ءَأَنتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُونِي وَأُمِّيَ إِلَٰهَيْنِ مِن دُونِ اللَّهِ ۖ قَالَ سُبْحَٰنَكَ مَا يَكُونُ لِي أَنْ أَقُولَ مَا لَيْسَ لِي بِحَقٍّ ۚ إِن كُنتُ قُلْتُهُ فَقَدْ عَلِمْتَهُ ۚ تَعْلَمُ مَا فِي نَفْسِي وَلَا أَعْلَمُ مَا فِي نَفْسِكَ ۚ إِنَّكَ أَنتَ عَلَّٰمُ الْغُيُوبِ ﴿١١٦﴾ مَا قُلْتُ لَهُمْ إِلَّا مَآ أَمَرْتَنِي بِهِ أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ رَبِّي وَرَبَّكُمْ ۚ وَكُنتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَّا دُمْتُ فِيهِمْ ۖ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كُنتَ أَنتَ الرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ ۚ وَأَنتَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ ﴿١١٧﴾﴾ [المائدۃ : ١١٦۔١١٧] ’’(اور وہ وقت بھی قابل ذکر ہے) جب اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ اے عیسیٰ بن مریم! کیا تم نے ان لوگوں سے کہہ دیا تھا کہ مجھ کو اور میری ماں کو بھی اللہ کے علاوہ معبود قرار دے لو۔ عیسیٰ (علیہ السلام) عرض کریں گے کہ میں تو تجھ کو منزہ سمجھتا ہوں، مجھ کو کسی طرح زیبا نہ تھا کہ میں ایسی بات کہتا جس کے کہنے کا مجھ کو کوئی حق نہیں، اگر میں نے کہا ہوگا تو تجھ کو اس کا علم ہوگا۔ تو تو میرے دل کے اندر کی بات بھی جانتا ہے اور میں تیرے نفس میں جو کچھ ہے اس کو نہیں جانتا۔ تمام غیبوں کا جاننے والا تو ہی ہے۔ میں نے تو ان سے اور کچھ نہیں کہا مگر صرف وہی جو تو نے مجھ سے کہنے کو فرمایا تھا کہ تم اللہ کی بندگی اختیار کرو جو میرا بھی رب ہے اور تمہارا بھی رب ہے۔ میں ان پر گواہ رہا جب تک ان میں رہا۔ پھر جب تو نے مجھ کو اٹھا لیا تو تو ہی ان پر مطلع رہا اور تو ہر چیز کی پوری خبر رکھتا ہے۔‘‘

---

(۱) [بخاری (٣٣٣٤) کتاب احادیث الانبیاء، مسلم : کتاب صفة القیامة والجنة والنار (٢٨٠٥)]

(3) ﴿وَ يَوْمَ يَحْشُرُهُمْ وَ مَا يَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَقُوْلُ ءَ اَنْتُمْ اَضْلَلْتُمْ عِبَادِيْ هٰٓؤُلَآءِ اَمْ هُمْ ضَلُّوا السَّبِيْلَ ﴿17﴾ قَالُوْا سُبْحٰنَكَ مَا كَانَ يَنْۢبَغِيْ لَنَآ اَنْ نَّتَّخِذَ مِنْ دُوْنِكَ مِنْ اَوْلِيَآءَ وَ لٰكِنْ مَّتَّعْتَهُمْ وَ اٰبَآءَهُمْ حَتّٰى نَسُوا الذِّكْرَ وَ كَانُوْا قَوْمًۢا بُوْرًا ﴿18﴾﴾ [الفرقان : ۱۷ ـ ۱۸] ''اور جس دن اللہ تعالیٰ انہیں (یعنی مشرکوں کو) اور سوائے اللہ کے جنہیں یہ پوجتے رہے، انہیں جمع کرے پوچھے گا کہ کیا میرے ان بندوں کو تم نے گمراہ کیا یا یہ خود ہی راہ سے گم ہو گئے۔ وہ جواب دیں گے کہ تو پاک ذات ہے خود ہمیں ہی یہ زیبا نہ تھا کہ تیرے سوا اوروں کو اپنا کارساز بناتے، بات یہ ہے کہ تو نے انہیں اوران کے باپ دادوں کو آسودگیاں عطا فرمائیں یہاں تک کہ وہ نصیحت بھلا بیٹھے، یہ لوگ تھے ہی ہلاک ہونے والے۔''

معلوم ہوا کہ مشرک اللہ کو چھوڑ کر جن جن کی پوجا کرتے تھے (فرشتے، انبیاء اور اولیاء وغیرہ) روزِ قیامت وہ سب ان سے بیزاری کا اظہار کر دیں گے۔ کتنا ہی بے بسی کا دن ہوگا وہ مشرکوں کے لیے! (العیاذ باللہ)

روزِ قیامت مشرکوں کو جہنم کی راہ پر ڈال دیا جائے گا

﴿اُحْشُرُوا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا وَ اَزْوَاجَهُمْ وَ مَا كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ ﴿22﴾ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَاهْدُوْهُمْ اِلٰى صِرَاطِ الْجَحِيْمِ ﴿23﴾ وَقِفُوْهُمْ اِنَّهُمْ مَّسْـُٔوْلُوْنَ ﴿24﴾ مَا لَكُمْ لَا تَنَاصَرُوْنَ ﴿25﴾ بَلْ هُمُ الْيَوْمَ مُسْتَسْلِمُوْنَ ﴿26﴾﴾ [الصافات : ۲۲ ـ ۲۶] ''ان سب ظالموں (یعنی مشرکوں) اور ان کے ساتھیوں کو اور جن جن کی وہ اللہ کے سوا پرستش کرتے تھے (ان سب کو) جمع کر کے انہیں دوزخ کی راہ دکھا دو۔ اور انہیں ٹھہرا لو (اس لیے) کہ ان سے (ضروری) سوال کیے جانے والے ہیں۔ تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ (اس وقت) ایک دوسرے کی مدد نہیں کرتے۔ بلکہ وہ (سب) آج فرمانبردار بن گئے ہیں۔''

مشرک پر جنت حرام ہے اور وہ ابدی جہنمی ہے

(1) ﴿اِنَّهٗ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَ مَاْوٰىهُ النَّارُ﴾ [المائدۃ : ۷۲] ''یقیناً جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرتا ہے اللہ تعالیٰ نے اس پر جنت حرام کر دی ہے اور اس کا ٹھکانہ دوزخ ہے۔''

(2) ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَ الْمُشْرِكِيْنَ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا اُولٰٓئِكَ هُمْ شَرُّ الْبَرِيَّةِ﴾ [البينۃ : ٦] ''بے شک جو لوگ اہل کتاب میں سے کافر ہوئے اور مشرکین سب دوزخ کی آگ میں (جائیں گے) جہاں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے، یہ لوگ بدترین مخلوق ہیں۔''

(3) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿مَنْ مَاتَ يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا دَخَلَ النَّارَ﴾ ''جو اس حال میں فوت ہوا کہ اللہ کے ساتھ کچھ بھی شرک کرتا تھا وہ دوزخ میں جائے گا۔''(۱)

---

(۱) [مسلم (۹۳) کتاب الایمان : باب من مات لا یشرك بالله شيئا دخل الجنة]

حقیقت و مذمت شرک سے متعلقہ چند قرآنی امثلہ

(1) ﴿ضَرَبَ لَكُم مَّثَلًا مِّنْ أَنفُسِكُمْ ۖ هَل لَّكُم مِّن مَّا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُم مِّن شُرَكَاءَ فِي مَا رَزَقْنَاكُمْ فَأَنتُمْ فِيهِ سَوَاءٌ تَخَافُونَهُمْ كَخِيفَتِكُمْ أَنفُسَكُمْ ۚ كَذَٰلِكَ نُفَصِّلُ الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يَعْقِلُونَ﴾ [الروم : ۲۸] ''اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے ایک مثال خود تمہاری ہی بیان فرمائی، جو کچھ ہم نے تمہیں دے رکھا ہے کیا اس میں تمہارے غلاموں میں سے بھی کوئی تمہارا شریک ہے؟ کہ تم اور وہ اس میں برابر درجے کے ہو؟ (یعنی جب تم اپنے غلاموں اور نوکروں کو اپنے برابر نہیں سمجھتے تو یہ کیسے ممکن ہے کہ اللہ کے غلام بندے اس کے شریک ہو جائیں) اور تم ان کا ایسا خطرہ رکھتے ہو جیسا خود اپنوں کا (یعنی تم غلاموں سے ایسے ڈرتے ہو جیسے تم آزاد لوگ آپس میں ایک دوسرے سے ڈرتے ہو، جس طرح مشترکہ کاروبار یا جائیداد میں سے خرچ کرتے ہوئے ڈر محسوس ہوتا ہے کہ دوسرے شریک باز پرس کریں گے، کیا غلاموں سے ایسے ڈرتے ہو؟) ہم عقل رکھنے والوں کے لیے اسی طرح کھول کھول کر آیتیں بیان کرتے ہیں۔''

(2) ﴿ضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا عَبْدًا مَّمْلُوكًا لَّا يَقْدِرُ عَلَىٰ شَيْءٍ وَمَن رَّزَقْنَاهُ مِنَّا رِزْقًا حَسَنًا فَهُوَ يُنفِقُ مِنْهُ سِرًّا وَجَهْرًا ۖ هَلْ يَسْتَوُونَ ۚ الْحَمْدُ لِلَّهِ ۚ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ﴾ [النحل : ۷۵] ''اللہ تعالیٰ ایک مثال بیان فرماتا ہے کہ ایک غلام ہے دوسرے کی ملکیت کا، جو کسی بات کا اختیار نہیں رکھتا اور ایک اور شخص ہے جسے ہم نے اپنے پاس سے معقول روزی دے رکھی ہے، جس میں سے وہ چھپے کھلے خرچ کرتا ہے، کیا یہ سب برابر ہو سکتے ہیں (یعنی جب ایک غلام اور آزاد کو انسان ہونے کے باوجود تم شرف و منزلت میں برابر نہیں سمجھتے تو پھر اللہ خالق کائنات اور پتھر کی مورتی کیسے برابر ہو سکتے ہیں؟) اللہ ہی کے لیے سب تعریف ہے، بلکہ ان میں سے اکثر نہیں جانتے۔''

(3) ﴿ضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا رَّجُلًا فِيهِ شُرَكَاءُ مُتَشَاكِسُونَ وَرَجُلًا سَلَمًا لِّرَجُلٍ هَلْ يَسْتَوِيَانِ مَثَلًا ۚ الْحَمْدُ لِلَّهِ ۚ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ﴾ [الزمر : ۲۹] ''اللہ تعالیٰ مثال بیان فرما رہا ہے ایک وہ شخص جس میں بہت سے باہم ضد رکھنے والے شریک ہیں اور دوسرا وہ شخص جو صرف ایک ہی کا (غلام) ہے، کیا یہ دونوں صفت میں یکساں ہیں (بعینہ مشرک اور موحد بھی یکساں نہیں ہو سکتے)، اللہ ہی کے لیے سب تعریف ہے۔ بات یہ ہے کہ ان میں سے اکثر نہیں سمجھتے۔''

(4) ﴿مَثَلُ الَّذِينَ اتَّخَذُوا مِن دُونِ اللَّهِ أَوْلِيَاءَ كَمَثَلِ الْعَنكَبُوتِ اتَّخَذَتْ بَيْتًا ۖ وَإِنَّ أَوْهَنَ الْبُيُوتِ لَبَيْتُ الْعَنكَبُوتِ ۖ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ﴾ [العنکبوت : ۴۱] ''جن لوگوں نے

اللہ کے سوا اور کارساز مقرر کر رکھے ہیں ان کی مثال مکڑی کی سی ہے کہ وہ بھی ایک گھر بنا لیتی ہے، حالانکہ تمام گھروں سے زیادہ کمزور گھر مکڑی کا گھر ہی ہے (یعنی جیسے مکڑی کا جالا انتہائی کمزور اور ناپائیدار ہے اسی طرح اللہ کے علاوہ دوسروں کو مشکل کشا اور حاجت روا سمجھنا بالکل بے فائدہ ہے) کاش! وہ جان لیتے۔''

(5) ﴿وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِن دُونِهِ لَا يَسْتَجِيبُونَ لَهُم بِشَيْءٍ إِلَّا كَبَاسِطِ كَفَّيْهِ إِلَى الْمَاءِ لِيَبْلُغَ فَاهُ وَمَا هُوَ بِبَالِغِهِ ۚ وَمَا دُعَاءُ الْكَافِرِينَ إِلَّا فِي ضَلَالٍ ﴿١٤﴾﴾ [الرعد : ١٤] ''جو لوگ اوروں کو اس (اللہ) کے سوا پکارتے ہیں وہ ان (کی پکار) کا کچھ بھی جواب نہیں دیتے مگر جیسے کوئی شخص اپنے دونوں ہاتھ پانی کی طرف پھیلائے ہوئے ہو کہ اس کے منہ میں پڑ جائے حالانکہ وہ پانی اس کے منہ میں پہنچنے والا نہیں (اسی طرح اللہ کے سوا کوئی اور حاجت روائی یا مشکل کشائی کے لیے پہنچنے والا نہیں کیونکہ اس نے نہ کوئی پکار سنی ہے اور نہ ہی وہ اس کا جواب دینے کی سکت رکھتا ہے)، ان منکروں کی جتنی پکار ہے سب گمراہی میں ہے۔''

(6) ﴿أَلَمْ تَرَ كَيْفَ ضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ أَصْلُهَا ثَابِتٌ وَفَرْعُهَا فِي السَّمَاءِ ﴿٢٤﴾ تُؤْتِي أُكُلَهَا كُلَّ حِينٍ بِإِذْنِ رَبِّهَا ۗ وَيَضْرِبُ اللَّهُ الْأَمْثَالَ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ ﴿٢٥﴾ وَمَثَلُ كَلِمَةٍ خَبِيثَةٍ كَشَجَرَةٍ خَبِيثَةٍ اجْتُثَّتْ مِن فَوْقِ الْأَرْضِ مَا لَهَا مِن قَرَارٍ ﴿٢٦﴾﴾ [ابراهيم : ٢٤-٢٦] ''کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے پاکیزہ کلمے (یعنی ایمان وتوحید) کی مثال کس طرح بیان فرمائی، مثل ایک پاکیزہ درخت کے جس کی جڑ مضبوط ہے (یعنی علم واعتقاد کے اعتبار سے بندۂ مومن کے دل کی گہرائیوں میں) اور جس کی شاخیں آسمان میں ہیں (یعنی پاکیزہ کلمات، عمل صالح، اخلاق جمیلہ اور آداب حسنہ جو ہمیشہ آسمان کی طرف بلند ہوتے ہیں)۔ جو اپنے پروردگار کے حکم سے ہر وقت اپنے پھل لاتا ہے (یعنی اس سے خود مومن اور دیگر لوگ ہمیشہ فائدہ اٹھاتے ہیں)، اور اللہ تعالیٰ لوگوں کے سامنے مثالیں بیان فرماتا ہے تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں۔ اور ناپاک کلمے (یعنی کفر وشرک) کی مثال گندے درخت جیسی ہے جو زمین کے کچھ ہی اوپر سے اُکھاڑ لیا گیا ہے، اسے کچھ ثبات نہیں (یعنی کفر وشرک بالکل بے اصل ہے، بے فائدہ ہے، اس کی بنیاد کوئی دلیل نہیں، اس کے ساتھ کوئی عمل قابل قبول نہیں اور نہ ہی ایسے کسی عمل کو آسمان کی طرف اٹھایا جاتا ہے، لہٰذا نہ تو اس کی زمین میں کوئی جڑ ہے اور نہ ہی آسمان میں کوئی شاخ)۔''

باب اجتناب الشرک — شرک سے بچنے کا بیان

شرک سے بچو کیونکہ شرک سے بچنے کا حکم ہے

(1) ﴿لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ﴾[لقمان : ١٣] ''اللہ کے ساتھ شرک نہ کرو۔''

(2) ﴿لَّا تُشْرِكْ بِيْ شَيْئًا﴾[الحج : ٢٦] ''میرے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کرو۔''

(3) ﴿وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ﴾[الروم : ٣١] ''مشرکوں میں سے مت ہو جاؤ۔''

(4) فرمانِ نبوی ہے کہ ﴿ اَنْهَاكَ عَنِ الشِّرْكِ وَ الْكِبَرِ ﴾ ''میں تمہیں شرک اور تکبر سے روکتا ہوں۔''(١)

(5) ایک طویل حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا حضرت یحییٰ بن زکریا علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے پانچ کاموں کا حکم دیا کہ وہ بنی اسرائیل کو ان کا حکم دیں، ان میں سے پہلا حکم یہ تھا ﴿ اَنْ تَعْبُدُوْا اللّٰهَ وَ لَا تُشْرِكُوْا بِهِ شَيْئًا ، فَاِنَّ مَثَلَ ذَالِكَ كَمَثَلِ رَجُلٍ اشْتَرَى عَبْدًا مِنْ خَالِصِ مَالِهِ بِذَهَبٍ اَوْ وَرِقٍ ، فَجَعَلَ يَعْمَلُ وَ يُؤَدِّيْ غَلَّتَهُ اِلَى غَيْرِ سَيِّدِهِ ، فَاَيُّكُمْ يَسُرُّهُ اَنْ يَكُوْنَ عَبْدُهُ كَذَالِكَ ؟ وَ اِنَّ اللّٰهَ خَلَقَكُمْ وَ رَزَقَكُمْ فَاعْبُدُوْهُ وَ لَا تُشْرِكُوْا بِهِ شَيْئًا ... ﴾ ''کہ تم اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو۔ بلاشبہ اس کی مثال ایسے شخص کی مانند ہے جس نے اپنے خالص مال 'سونے یا چاندی' سے ایک غلام خریدا، پھر وہ غلام مزدوری کرتا ہے اور اس کا منافع اپنے مالک کے سوا کسی اور کو لا کر دیتا ہے، تو تم میں سے کون پسند کرتا ہے کہ اس کا غلام ایسا ہو؟ یقیناً اللہ تعالیٰ نے تمہیں پیدا کیا اور رزق دیا لہٰذا تم اسی کی عبادت کرو، اس کے ساتھ کسی کو بھی شریک نہ ٹھہراؤ۔''(٢)

شرک سے بچو کیونکہ اخلاص اپنانا واجب ہے

(1) ﴿فَاعْبُدِ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّيْنَ ۝ اَلَا لِلّٰهِ الدِّيْنُ الْخَالِصُ﴾[الزمر : ٢-٣] ''آپ اللہ ہی کی عبادت کریں، اسی کے لیے دین کو خالص کرتے ہوئے۔ خبردار! اللہ ہی کے لیے خالص عبادت کرنا ہے۔''

(2) ﴿قُلْ اِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ ۝﴾[الانعام : ١٦٢-١٦٣] ''(اے پیغمبر!) کہہ دیجیے کہ میری نماز،

---

(١) [صحيح : السلسلة الصحيحة (٦٢٩٥) صحيح الادب المفرد (٤٢٦) مسند احمد (١٦٩/٢)] شیخ شعیب ارناؤوط اس کی سند کو صحیح کہتے ہیں۔[الموسوعة الحديثية (٦٥٨٣)]

(٢) [صحيح : صحيح الجامع الصغير (١٧٢٤) صحيح الترغيب (٥٥٢) مسند احمد (١٣٠/٤)] شیخ شعیب ارناؤوط نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔[الموسوعة الحديثية (١٧١٧٠)]

میری قربانی، میرا جینا اور میرا مرنا صرف اللہ ہی کے لیے ہے جو تمام جہانوں کا رب ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کا مجھے حکم دیا گیا ہے اور میں پہلا مطیع ہونے والا ہوں۔"

(3) ﴿فَمَنْ كَانَ يَرْجُوا لِقَاءَ رَبِّهِ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهِ أَحَدًا﴾ [الكهف: ۱۱۰] "جسے بھی اپنے پروردگار سے ملنے کی آرزو ہو اسے چاہیے کہ نیک اعمال کرے اور اپنے پروردگار کی عبادت میں کسی کو بھی شریک نہ کرے۔"

شرک سے بچو کیونکہ اللہ تعالیٰ شرک سے بیزار ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ أَنَا أَغْنَى الشُّرَكَاءِ عَنِ الشِّرْكِ مَنْ عَمِلَ عَمَلًا أَشْرَكَ فِيهِ مَعِي غَيْرِي تَرَكْتُهُ وَ شِرْكَهُ وَ أَنَا مِنْهُ بَرِيءٌ ﴾ "(اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ) میں شرکاء میں سب سے زیادہ شرک سے بے پرواہ ہوں، جس نے کوئی ایسا عمل کیا جس میں میرے ساتھ میرے غیر کو بھی شریک کر لیا تو میں اسے اور اس کے شریک کو چھوڑ دیتا ہوں اور اس سے بیزار ہو جاتا ہوں (یعنی جیسے لوگ مشترکہ چیز باہم تقسیم کر کے اپنا اپنا حصہ لے لیتے ہیں میں نہیں لیتا بلکہ میں اپنا حصہ بھی چھوڑ دیتا ہوں کیونکہ میں سب سے بے پرواہ ہوں اور مجھے صرف خالص میرے لیے کیا ہوا عمل ہی مطلوب ہے)۔"(۱)

شرک سے بچو کیونکہ فطرت کا یہی تقاضا ہے

فرمانِ نبوی ہے کہ ﴿ مَا مِنْ مَوْلُودٍ إِلَّا يُولَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ فَأَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهِ وَ يُنَصِّرَانِهِ وَ يُشَرِّكَانِهِ ﴾ "ہر بچہ فطرت (اسلام، عقیدۂ توحید) پر پیدا ہوتا ہے، پھر اس کے والدین اسے یہودی، عیسائی اور مشرک بنا دیتے ہیں۔"(۲)

شرک سے بچو کیونکہ یہ شیاطین کے حکم کی اطاعت ہے

حدیث قدسی ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ﴿ إِنِّي خَلَقْتُ عِبَادِي حُنَفَاءَ كُلَّهُمْ وَ إِنَّهُمْ أَتَتْهُمُ الشَّيَاطِينُ فَاجْتَالَتْهُمْ عَنْ دِينِهِمْ وَ حَرَّمَتْ عَلَيْهِمْ مَا أَحْلَلْتُ لَهُمْ وَ أَمَرَتْهُمْ أَنْ يُشْرِكُوا بِي مَا لَمْ أُنْزِلْ بِهِ سُلْطَانًا ... ﴾ "میں نے اپنے تمام بندوں کو دین حنیف پر پیدا کیا، (بعد میں) شیاطین ان کے پاس آئے اور انہیں ان کے دین سے پھیر دیا، ان پر وہ اشیاء حرام کر دیں جو میں نے ان کے لیے حلال کی تھیں اور انہیں حکم دیا کہ وہ میرے ساتھ شرک کریں جس کی کوئی دلیل میں نے نازل نہیں کی۔"(۳)

---

(۱) [مسلم (۲۹۸۵) كتاب الزهد، ابن ماجه (۴۲۰۲) ترمذی (۳۱۵۴)]

(۲) [مسلم (۲۶۵۸) كتاب القدر: باب معنى كل مولود يولد على الفطرة]

(۳) [مسلم (۲۸۶۵) كتاب الجنة وصفة نعيمها: باب الصفات التي يعرف بها في الدنيا اهل الجنة]

شرک سے بچو کیونکہ یہ چیونٹی کی چال سے بھی مخفی ہے

ایک مرتبہ دورانِ خطبہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ﴿ يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا هَذَا الشِّرْكَ فَإِنَّهُ أَخْفَى مِنْ دَبِيبِ النَّمْلِ ﴾ ”اے لوگو! اس شرک سے بچنے کی کوشش کرو کیونکہ یہ چیونٹی کی چال سے بھی مخفی ہے۔“ ایک صحابی نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول! جب یہ اتنا مخفی ہے تو ہم اس سے کیسے بچ سکتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا یہ دعا پڑھا کرو ﴿ اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَعُوذُبِكَ مِنْ أَنْ نُشْرِكَ بِكَ شَيْئًا نَعْلَمُهُ وَ نَسْتَغْفِرُكَ لِمَا لَا نَعْلَمُهُ ﴾ ”اے اللہ! ہم ایسی چیز کو تیرا شریک ٹھہرانے سے تیری پناہ مانگتے ہیں جس کا ہمیں علم ہے اور ایسی چیز کی معافی مانگتے ہیں جس کا ہمیں علم ہی نہیں۔“(۱)

شرک سے بچو خواہ والدین یا بزرگ اس کا حکم دیں

(1) ﴿ وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا ۖ وَإِنْ جَاهَدَاكَ لِتُشْرِكَ بِي مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا ۚ إِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَأُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ﴾ [العنکبوت : ۸] ”ہم نے ہر انسان کو اپنے ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کی نصیحت کی ہے ہاں اگر وہ یہ کوشش کریں کہ آپ میرے ساتھ اسے شریک کرلیں جس کا آپ کو علم نہیں تو ان کا کہنا نہ مانئے (یعنی اگر والدین شرک کا حکم دیں تو ان کی اطاعت نہ کرو)، تم سب کا لوٹنا میری ہی طرف ہے پھر میں ہر اس چیز کی تمہیں خبر دوں گا جو تم کرتے تھے۔“

(2) فرمانِ نبوی ہے کہ ﴿ لَا طَاعَةَ لِمَخْلُوقٍ فِيْ مَعْصِيَةِ الْخَالِقِ ﴾ ”خالق کی نافرمانی کے کام (مثلاً شرک وبدعت وغیرہ) میں مخلوق کی اطاعت جائز نہیں۔“(۲)

شرک سے بچو خواہ تمہیں قتل کر دیا جائے یا جلا دیا جائے

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ﴿ أَوْصَانِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِعَشْرِ كَلِمَاتٍ قَالَ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ شَيْئًا وَ إِنْ قُتِلْتَ وَ حُرِّقْتَ ... ﴾ ”مجھے رسول اللہ ﷺ نے دس باتوں کی وصیت فرمائی (ان میں سے ایک یہ ہے کہ) اللہ کے ساتھ کچھ بھی شرک نہ کرنا خواہ تمہیں قتل کر دیا جائے یا جلا دیا جائے۔“(۳)

مشرکوں کے ساتھ دوستی و قریبی تعلق سے بھی بچو

حضرت جریر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، اس وقت آپ لوگوں

---

(۱) [صحیح : الادب المفرد، بتحقیق الالبانی (۷۱٦) صحیح الترغیب والترهیب (۳٦) صحیح الجامع الصغیر (۳۷۳۱) مسند ابو یعلی (۱/٦۰)، (۵۸) مجمع الزوائد (۱۰/۲۲٤)]

(۲) [صحیح : صحیح الجامع الصغیر (۷۵۲۰) المشکاة (۳٦۹٦) مسند احمد (۱/۱۳۱)]

(۳) [حسن لغیره : صحیح الترغیب للألبانی (۵۷۰) ارواء الغلیل (۷/۸۹) مسند احمد (۵/۲۳۸)]

سے بیعت لے رہے تھے۔ میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! اپنا ہاتھ آگے کیجئے تاکہ میں آپ کی بیعت کروں اور مجھے شرائط بھی بتا دیجئے کیونکہ آپ مجھ سے زیادہ علم رکھتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا ﴿ اُبَایِعُكَ عَلَی اَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ وَ تُقِیْمَ الصَّلَاةَ وَ تُؤْتِیَ الزَّكَاةَ وَ تُنَاصِحَ الْمُسْلِمِیْنَ وَ تُفَارِقَ الْمُشْرِكِیْنَ ﴾ ''میں تجھ سے ان شرائط پر بیعت لوں گا کہ تم اللہ کی عبادت کرو گے، نماز قائم کرو گے، زکوٰۃ ادا کرو گے، مسلمانوں کی خیر خواہی کرو گے اور مشرکوں سے الگ رہو گے۔''(۱)

(۱) [صحیح : صحیح نسائی ، نسائی (٤١٧٧) كتاب البيعة : باب البيعة على فراق المشرك]

باب انواع الشرک — شرک کی انواع واقسام کا بیان

اہل علم نے شرک کی دو اقسام بیان فرمائی ہیں:

① شرک اکبر (بڑا شرک) ② شرکِ اصغر (چھوٹا شرک)

ان دونوں کا مختصر بیان آئندہ سطور میں ملاحظہ فرمایئے۔

شرکِ اکبر

شرکِ اکبر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت، الوہیت اور اسماء وصفات میں کسی اور (زندہ یا مردہ، جاندار یا بے جان) کو اس کا شریک وہمسر بنانا۔ یہ وہ شرک ہے جو کبھی معاف نہیں کیا جائے گا، جس کا مرتکب دائرہ اسلام سے خارج اور ابدی جہنمی ہے۔

تاہم کچھ اہل علم شرک اکبر کو درج ذیل چار انواع میں بھی تقسیم کرتے ہیں:

① **شرکِ دعا:** یعنی دعا وفریاد جو صرف اللہ کا حق اور عظیم عبادت ہے، اس کے لیے اللہ کو چھوڑ کر کسی نبی، ولی، بزرگ، قبر، پتھر، مورتی وغیرہ کو خاص کرنا۔ ایسا کرنے والا مشرک وکافر ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ﴿وَ مَنْ یَّدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ لَا بُرْهَانَ لَهٗ بِهٖ فَاِنَّمَا حِسَابُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ اِنَّهٗ لَا یُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ﴾ [المومنون: ۱۱۷] ''جو شخص اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو پکارے جس کی کوئی دلیل اس کے پاس نہیں، پس اس کا حساب تو اس کے رب کے اوپر ہی ہے، بے شک کافر لوگ نجات سے محروم ہیں۔''

② **شرکِ نیت و ارادہ:** یعنی خالص منافق کی طرح تمام اعمال کلی طور پر صرف دنیوی مفاد، ریا کاری اور شہرت کی نیت سے انجام دینا، رضائے الٰہی اور اُخروی جزا کا بالکل ارادہ نہ رکھنا۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ﴿مَنْ كَانَ یُرِیْدُ الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا وَزِیْنَتَهَا نُوَفِّ اِلَیْهِمْ اَعْمَالَهُمْ فِیْهَا وَهُمْ فِیْهَا لَا یُبْخَسُوْنَ ﴿۱۵﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ لَیْسَ لَهُمْ فِی الْاٰخِرَةِ اِلَّا النَّارُ وَحَبِطَ مَا صَنَعُوْا فِیْهَا وَبٰطِلٌ مَّا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ﴿۱۶﴾﴾ [هود: ۱۵-۱۶] ''جو شخص دنیا کی زندگی اور اس کی زینت پر فریفتہ ہوا چاہتا ہو ہم ایسوں کو ان کے کل اعمال (کا بدلہ) یہیں بھرپور پہنچا دیتے ہیں اور یہاں انہیں کوئی کمی نہیں کی جاتی۔ ہاں یہی وہ لوگ ہیں جن کے لیے آخرت میں سوائے آگ کے اور کچھ نہیں اور جو کچھ انہوں نے یہاں کیا ہوگا وہاں سب اکارت (ضائع) ہے اور جو کچھ ان کے اعمال تھے سب برباد ہونے والے ہیں۔''

③ **شرکِ اطاعت:** یعنی حلال وحرام میں اللہ کے علاوہ علما واولیا وغیرہ کی اطاعت کرنا اور یہ عقیدہ رکھنا کہ

حلال وحرام قرار دینے کا انہیں بھی اختیار ہے اور دین اسلام کے خلاف ہوتے ہوئے بھی عمداً ان کی بات کو قابلِ اطاعت سمجھنا، یہ انہیں رب بنانے کے مترادف ہے جیسا کہ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کو یہ آیت تلاوت کرتے ہوئے سنا ﴿اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ﴾ ''انہوں نے اپنے علما اور درویشوں کو اللہ کے سوا اپنا رب بنا لیا'' (تب حضرت عدی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! یہود ونصاریٰ اپنے علما کی عبادت تو نہیں کرتے تھے) تو آپ ﷺ نے فرمایا، یقیناً وہ ان کی عبادت نہیں کرتے تھے، لیکن جب (ان کے) علما کسی چیز کو حلال کہتے تو وہ بھی اسے حلال سمجھتے اور جب علما کسی چیز کو حرام کہتے تو وہ بھی اسے حرام سمجھتے (اللہ کے سوا علما کو رب بنانے کا یہی مطلب ہے کیونکہ حلال وحرام کا اختیار صرف اللہ تعالیٰ کو ہے اور جب یہ اختیار کسی اور کو دے دیا جائے تو یہ اسے رب بنانے کے ہی مترادف ہے)۔''(۱)

④ **شرکِ محبت:** یعنی وہ محبت (جس میں تعظیم، ذلت، عجز وانکساری، خشوع خضوع سب شامل ہے اور) جو صرف اللہ کا حق ہے، جب کوئی بندہ غیر اللہ سے ایسی محبت کرے گا تو وہ شرک اکبر کا ارتکاب کرے گا۔ چنانچہ ارشاد ہے کہ ﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْدَادًا يُّحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ﴾ [البقرۃ: ۱۶۵] ''بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو اللہ کے شریک اوروں کو ٹھہرا کر ان سے ایسی محبت رکھتے ہیں، جیسی محبت اللہ سے ہونی چاہیے اور ایمان والے اللہ کی محبت میں بہت سخت ہوتے ہیں۔''

شرکِ اصغر

شرکِ اصغر اُن وسائل وذرائع کا نام ہے جو شرکِ اکبر تک پہنچاتے ہیں یا اُن اُمور کا نام ہے جن پر کتاب وسنت میں شرک کا لفظ بولا گیا ہے لیکن وہ شرکِ اکبر کی حد کو نہیں پہنچتے۔ اس شرک کا مرتکب اللہ کی مشیت کے تحت ہے، (کبیرہ گناہ کے مرتکب کی طرح) چاہے تو اللہ اسے معاف کر دے اور چاہے تو نہ کرے۔ شرکِ اصغر کی جو تقسیم کی گئی ہے ان میں عمدہ تقسیم یہ ہے کہ اس کی تین اقسام ہے؛ قولی، فعلی اور قلبی۔ ملاحظہ فرمائیے:

① **قولی:** یعنی وہ اُمور جن کا تعلق قول اور الفاظ سے ہے۔ جیسے:

1- **غیر اللہ کی قسم اٹھانا:** فرمانِ نبوی ہے کہ ﴿مَنْ حَلَفَ بِغَيْرِ اللّٰهِ فَقَدْ اَشْرَكَ﴾ ''جس نے غیر اللہ کی قسم اٹھائی اس نے شرک کیا۔''(۲) اور ایک دوسرا فرمان یوں ہے کہ ﴿مَنْ حَلَفَ مِنْكُمْ فَقَالَ فِيْ حَلِفِهِ بِاللَّاتِ فَلْيَقُلْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ﴾ ''تم میں سے جس نے (غیر اللہ کی) قسم اٹھائی اور قسم میں یوں کہا کہ 'لات کی

---

(۱) [حسن: غایۃ المرام (٦) صحیح ترمذی، ترمذی (٣٠٩٥) کتاب تفسیر القرآن: باب ومن سورۃ التوبۃ]

(۲) [صحیح: صحیح الجامع الصغیر (٦٢٠٤) ابو داود (٣٢٥١) ترمذی (١٥٣٥)]

قسم" تو وہ کلمہ لا الہ الا اللہ پڑھے۔"(۱)

2- **یوں کہنا "جو اللہ چاہے اور آپ چاہیں":** ایک روایت میں ہے کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، اس نے آپ سے گفتگو کرتے ہوئے یہ کہہ دیا کہ ﴿ مَا شَاءَ اللّٰهُ وَ شِئْتَ ﴾ "جو اللہ چاہے اور آپ چاہیں۔" اس پر آپ ﷺ نے فرمایا ﴿ اَجَعَلْتَنِیْ مَعَ اللّٰهِ عَدْلًا (وَ فِیْ لَفْظٍ نِدًّا) لَا بَلْ مَا شَاءَ اللّٰهُ وَحْدَهُ ﴾ "کیا تو نے مجھے اللہ تعالیٰ کے برابر بنا دیا ہے" (ایک روایت میں شریک کے لفظ ہیں)، آپ نے فرمایا "یوں نہ کہو بلکہ یہ کہو کہ اکیلا اللہ تعالیٰ جو چاہے۔"(۲)

اس سے ملتے جلتے جملوں کا بھی یہی حکم ہوگا جیسے میں اللہ پر اور آپ پر توکل کرتا ہوں، مجھے اللہ اور آپ کافی ہیں، یہ اللہ کی اور آپ کی برکت ہے، میں اللہ سے اور فلاں سے ڈرتا ہوں وغیرہ وغیرہ۔ یاد رہے کہ یہاں مراد وہ شخص ہے جو محض الفاظ میں اللہ کے ساتھ کسی کا ذکر کر رہا ہے (کیونکہ اگر اس کا عقیدہ یہ ہے کہ فلاں شخص سے بھی اسی طرح ڈرنا چاہیے جیسے اللہ تعالیٰ سے ڈرا جاتا ہے تو وہ شرک اکبر کا مرتکب ہے)۔

3- **خود کو شہنشاہ کہنا:** فرمانِ نبوی ہے کہ ﴿ اشْتَدَّ غَضَبُ اللّٰهِ عَلَى مَنْ زَعَمَ اَنَّهُ مَلِكُ الْاَمْلَاكِ لَا مَلِكَ اِلَّا اللّٰهُ ﴾ "اس شخص سے اللہ تعالیٰ شدید ناراض ہوتے ہیں جو خود کو شہنشاہ سمجھتا ہے (یاد رکھو!) حقیقی بادشاہ صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے۔"(۳)

4- **ناموں میں غیر اللہ کی طرف نسبت کرنا:** فرمانِ نبوی کے مطابق اللہ کے پسندیدہ ترین نام دو ہیں عبد اللہ (اللہ کا بندہ) اور عبد الرحمٰن (رحمٰن کا بندہ)۔(۴) امام ابن حزم رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ اس امر پر مسلمانوں کا اتفاق ہے کہ ایسے نام رکھنا حرام ہے جن میں غیر اللہ کی عبادت کا مفہوم پایا جاتا ہو مثلاً عبد عمرو (عمرو کا بندہ)، عبد الکعبہ (کعبہ کا بندہ) وغیرہ۔(۵) امام ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ نام رکھنا جائز نہیں؛ عبد علی (علی کا بندہ)، عبد حسین (حسین کا بندہ) جیسا کہ ایسے نام شیعہ حضرات کے ہاں معروف ہیں، اسی طرح یہ نام بھی ناجائز ہیں؛ عبد النبی (نبی کا بندہ) یا عبد الرسول (رسول کا بندہ) وغیرہ جیسا کہ بعض جاہل لوگ ایسے نام رکھ لیتے ہیں۔(۶)

5- **آقا کے لیے لفظ رب اور غلام و نوکر کے لیے لفظ عبد کا استعمال:** فرمانِ نبوی ہے کہ ﴿ لَا يَقُلْ اَحَدُكُمْ

---

(۱) [صحیح : صحیح ابوداود ، ابوداود (۳۲٤۷) ابن ماجه (۲۰۹٦) مسند احمد (۳۰۹/۲)]

(۲) [صحیح : السلسلة الصحیحة (۱۳۹) بخاری فی الادب المفرد (۷۸۳) مسند احمد (۲۱٤/۱)]

(۳) [صحیح : صحیح الجامع الصغیر (۹۸۸)]

(٤) [صحیح : صحیح ابوداود ، ابوداود (٤۹٤۹) ابن ماجه (۳۷۲۸) ترمذی (۲۸۳۳)]

(۵) [کتاب التوحید ، از محمد بن عبد الوهاب ، اردو (ص : ۱٤۲)]

(٦) [تحفة المودود ، از ابن قیم (ص : ۳۷)]

اَطْعِمْ رَبَّكَ ، وَضِّئْ رَبَّكَ ، اسْقِ رَبَّكَ ، وَلْيَقُلْ سَيِّدِيْ مَوْلَايَ ، وَلَا يَقُلْ اَحَدُكُمْ : عَبْدِيْ ، اَمَتِيْ ، وَلْيَقُلْ : فَتَايَ وَ فَتَاتِيْ وَ غُلَامِيْ ﴾ ''تم میں سے کوئی بھی (اپنے غلام یا کسی بھی شخص کو) یہ نہ کہے کہ اپنے رب کو کھانا کھلا، اپنے رب کو وضو کرا، اپنے رب کو پانی پلا، بلکہ صرف میرے سردار اور میرے آقا کے الفاظ استعمال کرنے چاہییں۔ اسی طرح کوئی شخص یہ نہ کہے کہ میرا بندہ، میری بندی، بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ میرا لڑکا، میری لڑکی یا میرا غلام۔''(۱)

6- یہ کہنا کہ فلاں فلاں ستارے کی وجہ سے بارش برسی: ایک حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں صبح ہوئی تو میرے کچھ بندے مجھ پر ایمان لائے اور کچھ میرے منکر ہوئے۔ جس نے کہا کہ اللہ کے فضل اور اس کی رحمت سے ہمارے لیے بارش ہوئی تو وہ میرا مومن ہے اور ستاروں کا منکر ہے ﴿ وَ اَمَّا مَنْ قَالَ : بِنَوْءِ كَذَا وَ كَذَا فَذَالِكَ كَافِرٌ بِيْ وَ مُؤْمِنٌ بِالْكَوَاكِبِ ﴾ ''اور جس نے کہا کہ فلاں تارے کے فلاں جگہ پر آنے سے بارش ہوئی وہ میرا منکر اور ستاروں پر ایمان رکھنے والا ہے۔''(۲) ایک دوسری حدیث میں ہے کہ چار جاہلیت کے کام ایسے ہیں جنہیں میری امت ترک نہیں کرے گی (ان میں سے ایک یہ ہے) ﴿ اَلْاِسْتِسْقَاءُ بِالْاَنْوَاءِ ﴾ ''بارش ہونے نہ ہونے میں ستاروں کے مؤثر ہونے کا اعتقاد رکھنا۔''(۳)

7- حالات وواقعات کی نسبت غیر اللہ کی طرف کرنا: فرمانِ نبوی ہے کہ ﴿ وَ اِنْ اَصَابَكَ شَيْءٌ فَلَا تَقُلْ : لَوْ اَنِّيْ فَعَلْتُ كَانَ كَذَا وَ كَذَا وَلٰكِنْ قُلْ : قَدَّرَ اللّٰهُ وَ مَا شَاءَ فَعَلَ ، فَاِنَّ لَوْ تَفْتَحُ عَمَلَ الشَّيْطَانِ ﴾ ''اگر تمہیں کوئی نقصان پہنچے تو یوں نہ کہو کہ اگر میں اس طرح کرتا تو اس طرح ہوتا بلکہ کہو'' قَدَّرَ اللّٰهُ وَمَا شَاءَ فَعَلَ'' یعنی اللہ تعالیٰ نے (اسی طرح) تقدیر میں لکھا تھا اور اس نے جو چاہا کر دیا۔'' یقیناً لَوْ (یعنی اگر) کا لفظ شیطان کا عمل کھول دیتا ہے۔''(۴)

② **فعلی**: یعنی وہ اُمور جن کا تعلق فعل اور جسمانی اعضا سے ہے۔ جیسے:

1- بدشگونی لینا: فرمانِ نبوی ہے کہ ﴿ مَنْ رَدَّتْهُ الطِّيَرَةُ مِنْ حَاجَةٍ فَقَدْ اَشْرَكَ ﴾ ''جو بدشگونی کی وجہ سے اپنے ارادے اور کام سے رُک گیا اس نے شرک کیا۔'' صحابہ نے عرض کیا کہ اس کا کفارہ کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر ایسی غلطی کر بیٹھے تو اس کے بعد یہ دعا پڑھے ﴿ اَللّٰهُمَّ لَا خَيْرَ اِلَّا خَيْرُكَ وَ لَا طَيْرَ اِلَّا

(۱) [بخاری (۲۵۵۲) کتاب العتق : باب كراهية التطاول على الرقيق ، مسلم (۲۲۴۹)]
(۲) [بخاری (۸۴۶) کتاب الاذان : باب يستقبل الامام الناس اذا سلم]
(۳) [صحيح : السلسلة الصحيحة (۱۸۰۱) مسند احمد (۴۱۱/۴)] شیخ شعیب ارناؤوط اس کی سند کو صحیح کہتے ہیں۔[الموسوعة الحديثية (۷۵۶۰)]
(۴) [مسلم (۲۶۶۴) كتاب القدر : باب فى الأمر بالقوة وترك العجز والاستعانة بالله ، ابن ماجه (۷۹)]

طَیْرُكَ وَ لَا اِلٰهَ غَیْرُكَ ﴾ ''اے اللہ! خیر وہی ہے جو تیری طرف سے پہنچے اور برائی اور نحوست بھی تیرے سوا کوئی نہیں پہنچا سکتا، اس لیے کہ تیرے علاوہ کوئی معبود نہیں۔''(۱) ایک دوسری روایت میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے تین مرتبہ فرمایا﴿ الطِّیَرَةُ شِرْكٌ ﴾ ''بدشگونی شرک ہے'' پھر فرمایا کہ ہم میں سے کوئی ایسا نہیں جس کے دل میں بشری تقاضے کی وجہ سے کوئی وہم نہ گزرتا ہو لیکن توکل کی برکت سے اللہ اسے دفع کر دیتا ہے۔(۲)

2- **تعویذ لٹکانا:** فرمانِ نبوی ہے کہ ﴿ مَنْ عَلَّقَ تَمِیْمَةً فَقَدْ اَشْرَكَ ﴾ ''جس نے تعویذ لٹکایا یقیناً اس نے شرک کیا۔''(۳) ایک دوسرا فرمان یوں ہے کہ ﴿ اِنَّ الرُّقٰی وَ التَّمَائِمَ وَ التِّوَلَةَ شِرْكٌ ﴾ ''(شرکیہ) منتر، تعویذ اور محبت پیدا کرنے کے عملیات شرک ہیں۔''(۴) ایک اور روایت میں حضرت ابوبشیر انصاری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں ایک سفر میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھا۔ آپ نے ایک قاصد کے ذریعہ حکم بھجوایا کہ کسی اونٹ کے گلے میں تانت کا کوئی ہار نہ رہنے دیا جائے یا آپ نے فرمایا کہ جہاں کسی اونٹ کے گلے میں کسی قسم کا ہار نظر آئے اسے کاٹ دیا جائے۔(۵)

کچھ اہل علم قرآنی تعویذ کو جائز قرار دیتے ہیں لیکن درج ذیل وجوہ کی بنا پر اس سے بھی بچنا ہی بہتر ہے:

- تعویذ لٹکانے کی ممانعت عمومی ہے، اس میں کسی چیز کی خصوصیت کی کوئی دلیل نہیں۔
- قرآنی تعویذ کل کو غیر قرآنی تعویذ پہننے کا بھی ذریعہ بن سکتے ہیں۔
- بیت الخلاء وغیرہ میں بھی قرآنی آیات کے تعویذ ساتھ ہی جائیں گے۔
- قرآن سے شفاء حاصل کرنے کا ایک خاص طریقہ ہے اور وہ یہ کہ اسے پڑھ کر مریض پر دم کیا جائے، لہٰذا اس عمل سے تجاوز نہیں کرنا چاہیے۔(۶)

3- **غیب کا حال دریافت کرنے کے لیے کاہن یا عراف کے پاس جانا:** فرمانِ نبوی ہے کہ ﴿ مَنْ أَتٰی عَرَّافًا أَوْ کَاهِنًا فَصَدَّقَهُ بِمَا یَقُوْلُ فَقَدْ کَفَرَ بِمَا أُنْزِلَ عَلٰی مُحَمَّدٍ ﷺ ﴾ ''جو شخص کسی عراف یا کاہن کے

---

(۱) [صحیح : السلسلة الصحیحة (۱۰۶۵) صحیح الجامع الصغیر (۶۲۶۴) مسند احمد (۲۲۰/۲)] شیخ شعیب ارناؤوط اسے حسن کہتے ہیں۔[الموسوعة الحدیثیة (۷۰۴۵)]

(۲) [صحیح : السلسلة الصحیحة (۴۳۰) غایة المرام (۳۰۳) ابوداود (۳۹۱۰) ترمذی (۱۶۷۹)]

(۳) [صحیح : السلسلة الصحیحة (۴۹۲) صحیح الجامع الصغیر (۶۳۹۴) مسند احمد (۱۵۶/۴)] شیخ شعیب ارناؤوط نے اس کی سند کو قوی کہا ہے۔[الموسوعة الحدیثیة (۱۷۴۲۲)]

(۴) [صحیح : السلسلة الصحیحة (۳۳۱) صحیح الترغیب (۳۴۵۷) ابوداود (۳۸۸۳) حاکم (۲۴۱/۴)]

(۵) [بخاری (۳۰۰۵) مسلم : کتاب اللباس، مسند احمد (۲۱۶/۵) ابوداود (۲۵۵۲)]

(۶) [اصول الایمان فی ضوء الکتاب والسنة (ص : ۴۷)]

پاس آیا اور اس کی بات کی تصدیق کی تو اس نے محمد ﷺ پر نازل کردہ (تمام) تعلیمات کے ساتھ کفر کر دیا۔''(۱)
ایک دوسرا فرمان یوں ہے کہ ﴿مَنْ اَتَى عَرَّافًا فَسَاَلَهُ عَنْ شَيْءٍ لَمْ تُقْبَلْ لَهُ صَلَاةٌ اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً﴾ ''جو کسی عراف کے پاس آیا اور اس سے کچھ پوچھا تو چالیس روز اس کی کوئی نماز قبول نہیں ہوگی۔''(۲)

واضح رہے کہ ''کاھن'' وہ ہوتا ہے جو مستقبل میں ہونے والے کاموں، مخفی راز اور علم غیب کی معرفت کا دعویٰ کرتا ہے۔ اس کی اکثر باتیں جھوٹی جبکہ کچھ صحیح بھی ہوتی ہیں۔ یہ علم اسے جنات وغیرہ کے ذریعے حاصل ہوتا ہے۔ اور ''عـــراف'' وہ ہوتا ہے جو گزرے ہوئے کام کی معرفت کا دعویٰ کرتا ہے جیسے چور کون ہے؟ چوری کہاں ہوئی؟ اب وہ چیز کہاں ہے؟ کس کے پاس ہے؟ وغیرہ وغیرہ۔ اس کے دعووں کے پیچھے بھی جنات کا ہی دخل ہوتا ہے۔(۳)

③ **قلبی**: یعنی وہ اُمور جن کا تعلق دل سے ہے۔ جیسے:

1- **ریاکاری**: ایک حدیث میں ہے کہ ﴿اِنَّ اَخْوَفَ مَا اَخَافُ عَلَيْكُمُ الشِّرْكُ الْاَصْغَرُ، قَالُوْا وَ مَا الشِّرْكُ الْاَصْغَرُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ: الرِّيَاءُ﴾ ''سب سے زیادہ میں تم پر جس چیز سے خائف ہوں وہ شرک اصغر ہے۔ صحابہ نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول! یہ شرک اصغر کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا، اس سے مراد ریاکاری ہے۔(٤) ایک دوسری حدیث میں ہے کہ ﴿كُنَّا نَعُدُّ الرِّيَاءَ فِىْ زَمَنِ النَّبِىِّ ﷺ الشِّرْكَ الْاَصْغَرَ﴾ ''ہم (یعنی صحابہ) زمانہ نبوت میں ریاکاری کو شرک اصغر شمار کرتے تھے۔''(٥)

2- **دنیاوی مفاد کی نیت سے اعمال کرنا**: فرمانِ نبوی ہے کہ ﴿تَعِسَ عَبْدُ الدِّيْنَارِ وَالدِّرْهَمِ وَالْقَطِيْفَةِ، اِنْ اُعْطِىَ رَضِىَ وَاِنْ لَمْ يُعْطَ لَمْ يَرْضَ﴾ ''ہلاک ہو گیا دینار، درہم اور چادر کا (غلام) بندہ! اگر اسے دیا جائے تو راضی ہو جاتا ہے اور اگر نہ دیا جائے تو ناراض۔''(٦) اس سے اہل علم نے یہ اخذ کیا ہے کہ آخرت کے لیے کیے گئے اعمال سے دنیوی فائدے کا ارادہ رکھنا (بھی شرک میں داخل ہے)۔(٧)

ایک دوسری روایت میں ہے کہ ﴿مَنْ تَعَلَّمَ عِلْمًا مِمَّا يُبْتَغَى بِهِ وَجْهُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ لَا يَتَعَلَّمُهُ

---

(۱) [**صحیح**: صحيح الجامع الصغير (٥٩٣٩) ابوداود (٣٩٠٤) ابن ماجه (٦٣٩) ترمذی (١٣٥)]
(۲) [مسلم: كتاب السلام، صحيح الترغيب (٣٠٤٦) صحيح الجامع الصغير (٥٩٤٠)]
(۳) [مزید دیکھئے: فتح البارى (١٠/ ٢١٦-٢١٧)]
(٤) [**صحیح**: السلسلة الصحيحة (٩٥١) صحيح الجامع الصغير (١٥٥٥) صحيح الترغيب (٣٢) مسند احمد (٤٢٨/٥) بيهقى فى شعب الايمان (٦٨٣١)]
(٥) [**صحیح**: صحيح الترغيب والترهيب (٣٥) طبرانى (٧١٦٠) حاكم (٣٢٩/٤)]
(٦) [بخارى (٦٤٣٥) كتاب الرقاق: باب ما يتقى من فتنة المال، ابن ماجه (٤١٣٥) ابن حبان (٣٢١٨) بيهقى (١٥٩/٩)]
(٧) [كتاب التوحيد، از محمد بن عبد الوهاب، اردو (ص: ١١٤)]

اِلَّا لِيُصِيْبَ بِهِ عَرَضًا مِنَ الدُّنْيَا لَمْ يَجِدْ عَرَفَ الْجَنَّةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ﴾ ''جس نے ایسا علم سیکھا جس کے ذریعے اللہ کی رضا تلاش کی جاتی ہے، اس نے اسے صرف دنیوی مفادات کے لیے سیکھا تو وہ روزِ قیامت جنت کی خوشبو تک نہیں پائے گا۔''(۱)

⇦ مزید چند وسائلِ شرک کا بیان آئندہ باب میں ملاحظہ فرمائیے۔

شرک اکبر اور شرک اصغر میں فرق

1- شرکِ اکبر کا مرتکب دین اسلام سے خارج ہو جاتا ہے جبکہ شرکِ اصغر کا مرتکب دین سے خارج نہیں ہوتا۔

2- شرکِ اکبر کا مرتکب ابدی و دائمی جہنمی ہے جبکہ شرکِ اصغر کا مرتکب ابدی جہنمی نہیں۔

3- شرکِ اکبر تمام اعمال ضائع کر دیتا ہے جبکہ شرکِ اصغر سے تمام اعمال ضائع نہیں ہوتے جیسا کہ ریا کاری سے صرف وہی عمل ضائع ہوتا ہے جس میں ریا کاری کی گئی ہو باقی اعمال نہیں۔

4- شرکِ اکبر مال و جان کی حرمت ختم کر دیتا ہے جبکہ شرکِ اصغر ایسا نہیں کرتا۔

5- شرکِ اکبر مومنوں اور مشرک کے درمیان عداوت لازم کر دیتا ہے، اس شرک کے مرتکب کے ساتھ اہل ایمان کا دوستی لگانا جائز نہیں رہتا جبکہ شرکِ اصغر کے مرتکب کے ساتھ مطلقاً دوستی ممنوع نہیں ہوتی بلکہ جتنی اس میں توحید ہے اتنی اس سے دوستی کی جا سکتی ہے اور جتنا شرک ہے اتنی نفرت۔(۲)

(۱) [**صحيح** : صحيح ابو داود ، ابو داود (٣٦٦٤) ابن ماجه (٢٥٢) صحيح الترغيب (١٠٥)]

(۲) [نور التوحيد وظلمات الشرك (ص : ٣٢-٣٣)]

باب انسداد وسائل الشرک ذرائع شرک کی روک تھام کا بیان

نبی کریم ﷺ اپنی امت پر سب سے زیادہ شفقت کرنے والے تھے۔آپ کی شدید خواہش تھی کہ آپ کی امت بخش دی جائے اور آتشِ جہنم سے بچالی جائے۔امت کا گمراہی میں مبتلا ہو جانا آپ کو ہرگز گوارا نہ تھا۔ جیسا کہ ارشاد ہے کہ ﴿لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُم بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ﴾ [التوبة : ۱۲۸] ''تمہارے پاس ایک ایسے پیغمبر تشریف لائے ہیں جو تمہاری جنس سے ہیں جن کو تمہاری مضرت کی بات نہایت گراں گزرتی ہے جو تمہاری منفعت کے بڑے خواہشمند رہتے ہیں، ایمان والوں کے ساتھ بڑے ہی شفیق اور مہربان ہیں۔'' اور ایک حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا ''میں تمہیں تمہاری پشتوں سے پکڑ پکڑ کر کھینچتا ہوں لیکن تم مجھ سے دامن چھڑا کر زبردستی آتشِ جہنم میں داخل ہوتے ہو۔''(۱)

لہٰذا اس سے بڑھ کر آپ ﷺ کی پریشانی کیا ہو سکتی تھی کہ آپ کی امت شرک جیسے گناہِ اکبر میں مبتلا ہو جائے جو افرادِ امت کو ابدی جہنمی بنا سکتا ہے، اسی لیے آپ نے متعدد مقامات پر اس سے خوف کا اظہار بھی فرمایا۔ چنانچہ فرمایا کہ ﴿إِنَّ أَخْوَفَ مَا أَخَافُ عَلَيْكُمُ الشِّرْكُ الْأَصْغَرُ﴾ ''سب سے زیادہ میں تم پر جس چیز سے خائف ہوں وہ شرک اصغر (یعنی ریاکاری) ہے۔''(۲)

پھر اس گناہ کے انتہائی مخفی ہونے کی وجہ سے بھی آپ ﷺ کو امت کے اس میں مبتلا ہونے کا خدشہ تھا، جیسا کہ آپ نے فرمایا ہے کہ ﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا هَذَا الشِّرْكَ فَإِنَّهُ أَخْفَى مِنْ دَبِيبِ النَّمْلِ﴾ ''اے لوگو! اس شرک سے بچنے کی کوشش کرو کیونکہ یہ چیونٹی کی چال سے بھی زیادہ مخفی ہے۔''(۳)

مزید برآں آپ ﷺ کو یہ بھی علم تھا کہ اس امت میں شرک بہرحال واقع ہو کر رہے گا جیسا کہ فرمایا کہ ﴿لَا يَذْهَبُ اللَّيْلُ وَ النَّهَارُ حَتَّى تُعْبَدَ اللَّاتُ وَ الْعُزَّى﴾ ''دن رات ختم نہیں ہوں گے جب تک لات اور عزیٰ (بتوں) کی (دوبارہ) پوجا نہ شروع ہو جائے۔''(۴) اور فرمایا کہ ﴿لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَلْحَقَ قَبَائِلُ مِنْ أُمَّتِي بِالْمُشْرِكِينَ وَ حَتَّى تَعْبُدَ قَبَائِلُ مِنْ أُمَّتِي الْأَوْثَانَ﴾ ''قیامت قائم نہیں ہوگی حتی کہ

---

(۱) [بخاری (۶۴۸۳) کتاب الرقاق : باب الانتهاء من المعاصی]

(۲) [صحیح : السلسلة الصحيحة (۹۵۱) مسند احمد (۴۲۸/۵) بیهقی فی شعب الایمان (۶۸۳۱)]

(۳) [صحیح : الادب المفرد ، بتحقیق الالبانی (۷۱۶) مسند ابو یعلی (۶۰/۱) مجمع الزوائد (۲۲۴/۱۰)]

(۴) [مسلم (۲۹۰۷) کتاب الفتن و اشراط الساعة : باب لا تقوم الساعة حتی تعبد دوس ذا الخلصة]

میری امت کے کچھ قبائل مشرکین سے مل جائیں گے اور حتی کہ میری امت کے کچھ قبائل بتوں کی پوجا کرنے لگیں گے۔"(۱)

اس لیے آپ ﷺ نے جہاں امت کو شرک سے ڈرایا اور بچایا وہاں اُن تمام وسائل و ذرائع کی بھی روک تھام فرمادی جن کی وجہ سے لوگ شرک میں مبتلا ہو سکتے تھے۔ بالاختصار چند امثلہ پیش خدمت ہیں ملاحظہ فرمائیے۔

تعظیم میں غلو

غلو یہ ہے کہ کسی چیز کو اس کی مقررہ حد سے بڑھا دینا۔ یہی وہ چیز ہے جو بنی آدم میں شرک کے آغاز کا سبب بنی اور آئندہ بھی اسی کی وجہ سے شرک پھیلنے کا خدشہ تھا، اس لیے نبی کریم ﷺ نے اس سے منع فرمادیا:

(1) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ﴿ اِيَّاكُمْ وَ الْغُلُوَّ ، فَاِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ بِالْغُلُوِّ فِي الدِّيْنِ ﴾ "غلو سے بچو کیونکہ تم سے پہلے لوگ دین میں غلو کی وجہ سے ہی ہلاک ہوئے تھے۔"(۲)

(2) نبی کریم ﷺ نے تین مرتبہ فرمایا ﴿ هَلَكَ الْمُتَنَطِّعُوْنَ ﴾ "حد سے بڑھنے والے ہلاک ہو گئے۔"(۳)

(3) حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ﴿ لَا تُطْرُوْنِي كَمَا اَطْرَتِ النَّصَارَى ابْنَ مَرْيَمَ ، اِنَّمَا اَنَا عَبْدٌ ، فَقُوْلُوْا عَبْدُ اللهِ وَ رَسُوْلُهُ ﴾ "مجھے (تعریف و توصیف میں) اس طرح مت بڑھاؤ جیسے نصاریٰ نے ابن مریم (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) کو بڑھایا، میں صرف ایک بندہ ہوں، لہٰذا مجھے صرف اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہی کہو۔"(٤)

دَم، منتر اور جھاڑ پھونک

حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ہم جاہلیت میں دم کیا کرتے تھے۔ (قبولِ اسلام کے بعد) ہم نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ آپ کی اس کے متعلق کیا رائے ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا ﴿ اعْرِضُوْا عَلَيَّ رُقَاكُمْ ، لَا بَأْسَ بِالرُّقَى مَا لَمْ يَكُنْ شِرْكٌ ﴾ "مجھ پر اپنے دم پیش کرو، دم میں کوئی حرج نہیں

---

(۱) [صحیح : السلسلة الصحیحة (۱٦۸۳) المشكاة (٥٤۰٦) صحیح الجامع الصغیر (۷٤۱۸) مسند احمد (۲۸٤/٥) ابوداود (٤۲٥۲) ترمذی (۲۲۱۹)]

(۲) [صحیح : السلسلة الصحیحة (۱۲۸۳) صحیح ابن ماجه (۲٤٥٥) مسند احمد (۳٤۷/۱)] شیخ شعیب ارناؤوط نے اس کی سند کو مسلم کی شرط پر صحیح کہا ہے۔[الموسوعة الحدیثیة (۳۲٤۸)]

(۳) [مسلم (۲٦۷۰) ابوداود (٤٦۰۸) مسند احمد (۳۸٦/۱)]

(٤) [بخاری (۳٤٤٥) مسند احمد (۲۳/۱)]

ب تک وہ شرکیہ اُمور پر مشتمل نہ ہو۔''(۱)

اگر چہ دَم میں کوئی حرج نہیں جیسا کہ ایک روایت میں ہے کہ ﴿ مَنِ اسْتَطَاعَ اَنْ يَنْفَعَ اَخَاهُ فَلْيَفْعَلْ ﴾ ''جو اپنے بھائی کو (دم وغیرہ کے ذریعے) نفع پہنچا سکتا ہے وہ ضرور پہنچائے۔''(۲) اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ نبی کریم ﷺ اپنے مریض صحابہ کو ان الفاظ کے ساتھ دَم کیا کرتے تھے ﴿ اَذْهِبِ الْبَاسَ رَبَّ النَّاسِ وَ اشْفِ اَنْتَ الشَّافِيْ لَا شِفَاءَ اِلَّا شِفَائُكَ ، شِفَاءً لَا يُغَادِرُ سَقَمًا ﴾ ''اے لوگوں کے پروردگار! بیماری دور کر دے، اے انسانوں کے پالنے والے! شفا عطا فرما، تو ہی شفا دینے والا ہے، تیری شفا کے سوا اور کوئی شفا نہیں ، ایسی شفا دے جس میں مرض بالکل باقی نہ رہے۔''(۳)

لیکن اس کے جواز کی کچھ شرائط بھی ہیں جنہیں ملحوظ رکھنا چاہیے جیسا کہ

1- یہ اعتقاد نہ ہو کہ اللہ کو چھوڑ کر دم بذاتِ خود فائدہ پہنچا سکتا ہے، کیونکہ اگر یہ اعتقاد ہوگا تو یہ شرک ہے، لہٰذا عقیدہ یہ رکھنا چاہیے کہ دم محض شفا کا ایک سبب ہے۔

2- دم خلافِ شرع اُمور پر مشتمل نہ ہو جیسے غیر اللہ سے دعا یا جنات وشیاطین سے دعا وفریاد پر مشتمل ہونا وغیرہ، کیونکہ یہ شرک ہے۔

3- ایسے الفاظ پر مشتمل نہ ہو جو شرکیہ ہوں یا نا قابل فہم ہوں (جیسے جادوئی کلمات وغیرہ)۔

مصائب کے دفعیہ کے لیے کوئی کڑا یا دھاگہ پہن لینا

یہ عمل جاہلیت کے لوگ کیا کرتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ

﴿ قُلْ اَفَرَءَيْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ اَرَادَنِيَ اللّٰهُ بِضُرٍّ هَلْ هُنَّ كٰشِفٰتُ ضُرِّهٖٓ اَوْ اَرَادَنِيْ بِرَحْمَةٍ هَلْ هُنَّ مُمْسِكٰتُ رَحْمَتِهٖ ۭ قُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ ۭ عَلَيْهِ يَتَوَكَّلُ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ﴾ [الزمر : ۳۸] ''(اے پیغمبر!) ان سے کہہ دیجئے کہ اچھا یہ تو بتاؤ جنہیں تم اللہ کے سوا پکارتے ہو اگر اللہ تعالیٰ مجھے نقصان پہنچانا چاہے تو کیا یہ اس نقصان کو ہٹا سکتے ہیں؟ یا اللہ تعالیٰ مجھ پر مہربانی کا ارادہ کرے تو کیا یہ اس کی مہربانی کو روک سکتے ہیں؟ آپ کہہ دیں کہ مجھے اللہ ہی کافی ہے، توکل کرنے والے اسی پر توکل کریں۔''

علاوہ ازیں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک آدمی کے ہاتھ میں دھاگہ دیکھا جو اس نے بخار سے نجات کے لیے پہن رکھا تھا، انہوں نے اسے کاٹ دیا اور پھر یہ آیت تلاوت فرمائی کہ ﴿ وَمَا يُؤْمِنُ

---

(۱) [مسلم (۲۲۰۰)]

(۲) [مسلم (۲۱۹۹) مسند احمد (۳۰۲/۳)]

(۳) [بخاری (۵۶۷۵) کتاب المرضی]

﴿ أَكْثَرُهُمْ بِاللَّهِ إِلَّا وَهُمْ مُّشْرِكُونَ ﴾ [يوسف : ١٠٦] ''اللہ پر ایمان کا دعویٰ کرنے والے اکثر لوگ مشرک ہیں۔''(۱)

معلوم ہوا کہ نفع ونقصان صرف اللہ کے ہاتھ میں ہے، وہ نہ چاہے تو نہ کوئی نفع پہنچا سکتا ہے اور نہ نقصان۔ اور اللہ کو چھوڑ کر دھاگوں اور چھلّوں وغیرہ پر اعتماد کرنا توکل علی اللہ کے منافی ہے اور شرک تک پہنچانے کا ذریعہ بھی، اس لیے ایسے کاموں سے بہرصورت بچنا چاہیے۔

درختوں اور پتھروں وغیرہ کو متبرک سمجھنا

تبرک کا معنی ہے برکت حاصل کرنا۔ اب برکت کا حصول یا تو شرعی ہوگا یا غیر شرعی۔ شرعی جیسا کہ قرآن کریم کو متبرک کہا گیا ہے (۲) اور اس کی برکت یہ ہے کہ یہ ہدایتِ قلوب، اصلاحِ نفوس اور تہذیبِ اخلاق وغیرہ کا ذریعہ ہے۔ جبکہ غیر شرعی یہ ہے کہ درختوں، پتھروں، قبروں اور مزاروں وغیرہ کو متبرک سمجھنا، جو کہ شرک (یعنی وہاں اعتکاف، مجاوری اور جانوروں کی قربانی وغیرہ) تک پہنچانے کا ذریعہ ہے۔ اسی لیے نبی ﷺ نے اس سے منع فرما دیا۔ چنانچہ حضرت ابو واقد لیثی رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ

﴿ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ إِلَى حُنَيْنٍ وَ نَحْنُ حُدَثَاءُ عَهْدٍ بِكُفْرٍ وَ لِلْمُشْرِكِيْنَ سِدْرَةٌ يَعْكُفُوْنَ ...لَتَرْكَبُنَّ سُنَنَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ ﴾ ''ہم غزوۂ حنین میں نبی کریم ﷺ کے ہمراہ مقامِ حنین کی طرف جا رہے تھے اور ہم ابھی نئے نئے مسلمان ہوئے تھے کہ راستے میں ایک بیری کا درخت نظر آیا جسے 'ذات انواط' کہا جاتا تھا۔ مشرکین اس کے پاس بیٹھنا اور اس پر اپنے ہتھیار لٹکانا باعثِ برکت خیال کرتے تھے۔ اسے دیکھ کر ہم نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! ہمارے لیے بھی ان مشرکوں کے ذات انواط کی طرح کوئی ذات انواط مقرر فرما دیجیے۔ آپ ﷺ نے حیرت کے انداز میں 'اللہ اکبر' کہا اور فرمایا بخدا یہ وہی انسان کی پرانی عادت ہے جیسے بنی اسرائیل نے موسیٰ علیہ السلام سے خواہش کی تھی کہ ﴿ اجْعَلْ لَّنَا إِلٰهًا كَمَا لَهُمْ آلِهَةٌ قَالَ إِنَّكُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُوْنَ ﴾ ''اے موسیٰ! ہمارے لیے بھی کوئی ایسا معبود بنا دیجیے جیسے ان لوگوں کے معبود ہیں، موسیٰ علیہ السلام نے کہا، تم لوگ بڑے جاہل ہو۔'' پھر آپ ﷺ نے فرمایا، تم بھی یقیناً پچھلی امتوں کے طور طریقوں پر چلو گے۔''(۳)

---

(۱) [تفسیر ابن ابی حاتم (۲۲۰۷/۷)]

(۲) [الانعام : ۹۲ ۔ آیت : وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ]

(۳) [صحیح : المشكاة (۵۳۶۹) ظلال الجنة (۷۶) مسند احمد (۲۱۸/۵) ترمذی (۲۱۸۰)] شیخ شعیب ارناؤوط نے اسے شیخین کی شرط پر صحیح کہا ہے۔[الموسوعة الحديثية (۲۱۹۰۰)]

قبروں سے متعلقہ اُمور

ابتدائے اسلام میں قبروں کی زیارت ممنوع تھی، بعد ازاں نبی ﷺ نے اس کی اجازت دے دی، لیکن اس اجازت کے ساتھ قبروں سے متعلقہ متعدد اُمور کی ممانعت بھی فرما دی، کیونکہ وہ شرک کا ذریعہ بن سکتے تھے جیسے:

1- **قبروں پر مساجد کی تعمیر اور تصویر کشی:** فرمانِ نبوی ہے کہ ﴿ لَعَنَ اللّٰهُ الْيَهُوْدَ وَالنَّصَارَى اتَّخَذُوْا قُبُوْرَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ ﴾ ''اللہ تعالیٰ یہود ونصاریٰ پر لعنت کرے انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو مسجدیں بنا لیا۔''(۱) ایک دوسری روایت میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ بیمار ہوئے تو آپ کی بعض بیویوں نے ایک گرجے کا ذکر کیا جسے انہوں نے حبشہ میں دیکھا تھا۔ حضرت اُم سلمہ اور حضرت اُم حبیبہ رضی اللہ عنہما دونوں حبش کے ملک میں گئی تھیں۔ انہوں نے اس کی خوبصورتی اور اس میں رکھی گئی تصاویر کا بھی ذکر کیا۔ اس پر آپ ﷺ نے سر اٹھایا اور فرمایا کہ

﴿ أُولَئِكَ إِذَا مَاتَ فِيهِمُ الرَّجُلُ الصَّالِحُ بَنَوْا عَلَى قَبْرِهِ مَسْجِدًا ثُمَّ صَوَّرُوْا فِيهِ تِلْكَ الصُّوَرَ، أُولَئِكَ شِرَارُ الْخَلْقِ عِنْدَ اللّٰهِ ﴾ ''ان لوگوں میں جب کوئی نیک آدمی فوت ہوتا ہے تو یہ اس کی قبر پر مسجد بنا لیتے ہیں پھر اس کی تصویر اس میں رکھ دیتے ہیں' یہی اللہ تعالیٰ کے نزدیک مخلوق میں سے بدترین لوگ ہیں۔''(۲)

2- **قبروں کو پختہ بنانا اور ان پر قبے تعمیر کرنا:** ایک روایت میں ہے کہ ﴿ نَهَى النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يُجَصَّصَ الْقَبْرُ وَأَنْ يُقْعَدَ عَلَيْهِ وَأَنْ يُبْنَى عَلَيْهِ ﴾ ''نبی کریم ﷺ نے قبر کو پختہ کرنے' اس پر بیٹھنے اور اس پر عمارت بنانے سے منع فرمایا ہے۔''(۳) ایک دوسری روایت کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اس کام کے لیے روانہ فرمایا ﴿ أَلَّا تَدَعَ تِمْثَالًا إِلَّا طَمَسْتَهُ وَلَا قَبْرًا مُشْرِفًا إِلَّا سَوَّيْتَهُ ﴾ ''کوئی مجسمہ نہ چھوڑنا مگر اسے مٹا دینا اور کوئی بلند قبر نہ چھوڑنا مگر اسے (گرا کر) برابر کر دینا۔''(٤)

3- **قبروں پر زائد مٹی ڈال کر انہیں بلند کرنا:** سنن نسائی کی روایت میں یہ لفظ زائد ہیں ﴿ أَوْ يُزَادُ عَلَيْهِ ... ﴾ ''آپ ﷺ نے اس پر (قبر کی مٹی سے) زائد مٹی ڈالنے سے بھی منع فرمایا ہے۔''(٥) یعنی قبر کو اس سے نکلنے والی مٹی

---

(۱) [بخاری (۱۳۳۰) كتاب الجنائز : باب ما يكره من اتخاذ المساجد على القبور' أبو عوانة (۳۹۹/۲)]

(۲) [بخاری (۱۳٤۱) كتاب الجنائز : باب بناء المسجد على القبر' مسلم (۵۲۸) نسائی (۱۱۵/۱)]

(۳) [مسلم (۹۷۰) أبو داود (۳۲۲۵) ترمذی (۱۰۵۲) ابن ماجة (۱۵٦۲) نسائی (۸٦/٤)]

(٤) [مسلم (۹٦۹) كتاب الجنائز : باب الامر بتسوية القبور ، ابوداود (۳۲۱۸) ترمذی (۱۰٤۹)]

(٥) [**صحيح** : صحيح نسائی (۱۹۱٦) كتاب الجنائز : باب الزيادة على القبر' نسائی (۲۰۲۹) الارواء (۷۵۷)]

سے زیادہ مٹی ڈال کر بلند کرنا جائز نہیں۔

4- **قبروں پر بیٹھنا اور ان کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنا:** فرمانِ نبوی ہے کہ ﴿لَا تَجْلِسُوْا عَلَى الْقُبُوْرِ وَلَا تُصَلُّوْا اِلَيْهَا﴾ "قبروں پر نہ بیٹھو اور نہ ہی ان کی طرف رُخ کر کے نماز پڑھو۔"(۱)

5- **قبروں پر جانور ذبح کرنا:** فرمانِ نبوی ہے کہ ﴿لَا عَقْرَ فِي الْإِسْلَامِ﴾ "اسلام میں عقر (یعنی قبر پر ذبح) نہیں ہے۔" امام عبدالرزاق رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ((كَانُوْا يَعْقِرُوْنَ عِنْدَ الْقَبْرِ بَقَرَةً أَوْ شَاةً)) "(جاہلیت میں) لوگ قبر کے پاس گائے یا بکری ذبح کرتے تھے (اسے عقر کہتے ہیں)۔"(۲)

6- **قبروں پر عرس اور میلوں کا انعقاد کرنا:** فرمانِ نبوی ہے کہ ﴿لَا تَجْعَلُوْا قَبْرِيْ عِيْدًا﴾ "میری قبر کو عید مت بنانا۔"(۳) عید کا مطلب یہ ہے کہ معین اوقات اور معروف موسموں میں عبادت کے لیے قبروں کے پاس جانا۔ معلوم ہوا کہ روئے زمین پر تمام قبروں سے افضل ہونے کے باوجود قبر نبوی پر میلے ٹھیلے لگانا منع ہے تو پھر دوسری کسی قبر پر یہ کام کرنا بالاولیٰ ممنوع و ناجائز ہے۔

7- **قبروں یا مزاروں کی طرف تبرک وغیرہ کے لیے رختِ سفر باندھنا:** فرمانِ نبوی ہے کہ ﴿لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ إِلَّا إِلَى ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ، اَلْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَمَسْجِدِ الرَّسُوْلِ وَمَسْجِدِ الْأَقْصَى﴾ "تین مسجدوں کے سوا کسی کے لیے رختِ سفر نہ باندھا جائے: ایک مسجد حرام، دوسری مسجد نبوی اور تیسری مسجد اقصیٰ۔"(٤)

تصویر سازی

یہی وہ عمل ہے جس پر شیطان نے قومِ نوح کے لوگوں کو اُبھارا اور انہوں نے اپنے بزرگوں کی تصویریں اور مورتیں بنالیں۔ پھر آئندہ نسلوں نے انہی تصویروں اور مورتوں کی پوجا شروع کر دی۔ چونکہ یہ عمل شرک کا ذریعہ ہے اس لیے نبی ﷺ نے اس سے منع فرمایا، بلکہ تصویر سازوں کے لیے سخت ترین وعیدیں بھی بیان فرمائیں:

(1) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ﴿اَشَدُّ النَّاسِ عَذَابًا عِنْدَ اللّٰهِ الْمُصَوِّرُوْنَ﴾ "اللہ کے ہاں سب سے سخت عذاب تصویر سازوں کو ہوگا۔"(٥)

---

(۱) [مسلم (۹۷۲) كتاب الجنائز : باب النهي عن الجلوس على القبر والصلاة عليه]

(۲) [**صحيح** : صحيح أبو داود (۲۷٤٦) أبو داود (۳۲۰۷) ابن ماجة (۱٦۱٦) أحمد (٤۸/٦) دارقطني (۱۸۸/۳) أبو نعيم في أخبار أصبهان (۱۸٦/۲) بيهقي (٥۸/٤) أبو نعيم في الحلية (۹٥/۷)]

(۳) [**حسن** : أحكام الجنائز (ص/۲۸۰) أبو داود (۲۰٤۲) كتاب المناسك : باب زيارة القبور]

(٤) [بخاري (۱۱۸۹) كتاب فضل الصلاة في مكة والمدينة : باب فضل الصلاة في مسجد مكة والمدينة]

(٥) [بخاري (٥۹٥۰) مسلم (۲۱۰۹) نسائي (۲۱٦/۸)]

(2) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی روایت میں ہے کہ ﴿ اَشَدُّ النَّاسِ عَذَابًا یَوْمَ الْقِیَامَةِ الَّذِیْنَ یُضَاهُوْنَ بِخَلْقِ اللّٰهِ ﴾ ''روزِ قیامت سب سے زیادہ عذاب میں مبتلا وہ لوگ ہوں گے جو اللہ کی تخلیق میں اس کی مشابہت کرتے ہیں۔''(۱)

⇦ یاد رہے کہ یہ وعیدیں جاندار کی تصویر کے متعلق ہیں، بے جان کی نہیں۔

شرکیہ مقام پر جائز عبادت کرنا

ذرائع شرک کے انسداد اور بتوں کی تعظیم میں مشرکین کی مشابہت سے بچانے کے لیے نبی ﷺ نے کسی شرکیہ مقام پر جائز عبادت سے بھی منع فرما دیا۔ چنانچہ ایک روایت میں ہے کہ عہد رسالت میں ایک شخص نے بوانہ مقام پر اونٹ ذبح کرنے کی نذر مانی اور پھر نذر پوری کرنے سے پہلے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا ﴿ هَلْ كَانَ فِیْهَا وَثَنٌ مِنْ اَوْثَانِ الْجَاهِلِیَّةِ یُعْبَدُ ﴾ ''کیا وہاں دور جاہلیت کے کسی بت کی پوجا تو نہیں کی جاتی تھی۔'' اس نے عرض کیا کہ نہیں۔ پھر آپ ﷺ نے دریافت فرمایا ﴿ هَلْ كَانَ فِیْهَا عِیْدٌ مِنْ اَعْیَادِ الْجَاهِلِیَّةِ ﴾ ''کیا وہاں جاہلیت کا کوئی میلہ (تہوار وغیرہ) تو نہیں لگتا تھا۔'' اس نے کہا کہ نہیں۔ تب آپ ﷺ نے فرمایا کہ اپنی نذر پوری کر کیونکہ جو نذر اللہ کی نافرمانی پر مشتمل ہو اسے پورا کرنا جائز نہیں اور نہ ہی ایسی نذر پوری کرنے کی کوشش کرنی چاہیے جو ابن آدم کی طاقت سے ہی باہر ہے۔(۲)

طلوع وغروبِ آفتاب کے وقت نماز کی ادائیگی

اس سے اس لیے منع کیا گیا کیونکہ اس میں ان کفار و مشرکین کی مشابہت ہے جو ان دونوں وقتوں میں عبادت کرتے ہیں۔ جیسا کہ فرمانِ نبوی ہے کہ ﴿ صَلِّ صَلَاةَ الصُّبْحِ ، ثُمَّ اَقْصِرْ عَنِ الصَّلَاةِ حَتّٰی تَطْلُعَ الشَّمْسُ حَتّٰی تَرْتَفِعَ ، فَاِنَّهَا تَطْلُعُ بَیْنَ قَرْنَیِ الشَّیْطَانِ وَ حِیْنَئِذٍ یَسْجُدُ لَهَا الْكُفَّارُ ... حَتّٰی تُصَلِّیَ الْعَصْرَ ، ثُمَّ اَقْصِرْ عَنِ الصَّلَاةِ حَتّٰی تَغْرُبَ الشَّمْسُ فَاِنَّهَا تَغْرُبُ بَیْنَ قَرْنَیِ الشَّیْطَانِ وَ حِیْنَئِذٍ یَسْجُدُ لَهَا الْكُفَّارُ ﴾ ''نماز فجر پڑھو، پھر نماز سے رُکے رہو حتی کہ سورج طلوع ہو کر بلند ہو جائے، کیونکہ سورج شیطان کے دو سینگوں کے درمیان طلوع ہوتا ہے اور اس وقت اسے کفار سجدہ کرتے ہیں... (اور) جب نماز عصر پڑھ لو تو نماز سے رُکے رہو حتی کہ سورج غروب ہو جائے کیونکہ سورج شیطان کے دو سینگوں کے درمیان غروب ہوتا ہے اور اس وقت اسے کفار سجدہ کرتے ہیں۔''(۳)

---

(۱) [بخاری (٤٩٥٤) كتاب اللباس]

(۲) [صحیح : صحیح ابوداود ، ابوداود (٣٣١٣) كتاب الایمان والنذور : باب ما یومر به من الوفاء بالنذر]

(۳) [مسلم (٨٣٢) اقتضاء الصراط المستقیم لابن تیمیة (٦٨٤/٢) اغاثة اللهفان لابن القیم (٣٩٤/١)]

ناجائز وسیلہ

قرآن کریم میں ہے کہ ﴿وَابْتَغُوْٓا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ﴾[سورة المائدة : ۳۵] ''اس (اللہ) کا وسیلہ تلاش کرو۔'' یہاں وسیلہ کا معنی ''قرب'' ہے جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے وضاحت فرمائی ہے۔(۱) اور یوں اس آیت کا مفہوم یہ ہے کہ نیک اعمال بجالا کر اللہ کا تقرب حاصل کرو۔

چونکہ ہمارے ہاں لفظِ وسیلہ دو چیزوں کے درمیانی واسطے کے معنی میں بھی مروج ہے اس لیے غلط فہمی کا شکار ہو کر یہ سمجھ لیا گیا کہ اس آیت میں اللہ اور بندوں کے درمیان (دعاو پکار اور فریاد) کے لیے کسی (نبی، ولی یا بزرگ) کا واسطہ ڈالنے کا حکم دیا گیا ہے اور پھر یوں دعائیں مانگی جانے لگیں کہ ''اے اللہ! فلاں نبی یا فلاں ولی کے صدقے (وسیلے رواسطے) ہماری مشکلات دور فرما۔'' پھر اس غلط فہمی کی مزید تائید اُن روایات سے بھی ہوئی جن میں خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلے وواسطے سے دعا کرنے کا حکم موجود ہے (ان روایات کو کتاب کے آخری باب میں ملاحظہ فرمائیے)۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ ایسی تمام روایات ضعیف و من گھڑت ہیں اور وسیلے کی صرف تین صورتیں ایسی ہیں جو ثابت ہیں۔ آئندہ سطور میں یہ صورتیں اور ان کے دلائل ملاحظہ فرمائیے۔

1- **اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ اور صفاتِ علیا کو وسیلہ بنانا:** مثلاً یوں دعا مانگنا کہ اے اللہ! تو بڑا غفور رحیم ہے مجھے بخش دے، اے اللہ! تو شافی ہے مجھے شفا عطا فرما وغیرہ۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ﴿وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا﴾[الاعراف : ۱۸۰] ''اللہ تعالیٰ کے لیے اچھے اچھے نام ہیں تم اسے ان ناموں کے ذریعے پکارو۔'' دعائے استخارہ میں یہ الفاظ ہیں ﴿اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْتَخِيْرُكَ بِعِلْمِكَ﴾ ''اے اللہ! بے شک میں تجھ سے تیرے علم کے واسطے بھلائی طلب کرتا ہوں۔''(۲) ایک اور دعا میں یہ الفاظ ہیں ﴿يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ أَسْتَغِيْثُ﴾ ''اے زندہ وجاوید! اے کائنات کے نگران! میں تیری رحمت کے واسطے مدد طلب کرتا ہوں۔''(۳)

2- **اپنے نیک عمل کو وسیلہ بنا کر دعا کرنا:** جیسا کہ قرآن میں ہے کہ ﴿رَبَّنَآ اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُّنَادِيْ لِلْاِيْمَانِ اَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّكُمْ فَاٰمَنَّا ۖ رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا﴾[آل عمران : ۱۹۳] ''اے ہمارے رب! ہم نے سنا کہ منادی کرنے والا باآواز بلند ایمان کی طرف بلا رہا ہے کہ لوگو! اپنے رب پر ایمان لاؤ' پس ہم ایمان لائے۔ اے ہمارے پروردگار! تو ہمارے گناہ بخش دے۔''

---

(۱) [تفسیر ابن کثیر (۲/۵۰)]

(۲) [بخاری (۱۱۶۲' ۶۳۸۲) کتاب الدعوات : باب الدعاء عند الاستخارة ' أبو داود (۱۵۳۸)]

(۳) [حسن : صحیح ترمذی' ترمذی (۳۵۲۴) کتاب الدعوات : باب منه' صحیح الترغیب (۱/۲۷۳)]

اسی طرح غار کے پتھر والا واقعہ بھی معروف ہے کہ تین آدمی جا رہے تھے کہ بارش نے انہیں آ لیا۔ چنانچہ انہوں نے ایک غار میں پناہ لے لی۔ اس کے بعد ان کے غار کے منہ پر پہاڑ کی ایک چٹان گری اور غار کا منہ بند ہو گیا۔ اب انہوں نے ایک دوسرے سے کہا کہ اپنے اُن نیک اعمال کو یاد کرو جو تم نے خالص اللہ تعالیٰ کے لیے کیے ہیں پھر اس کے ذریعے اللہ تعالیٰ سے دعا کرو' ممکن ہے وہ غار کو کھول دے۔ اس پر ان میں سے ایک نے کہا اے اللہ! میرے والدین تھے' وہ بہت بوڑھے تھے اور میرے چھوٹے چھوٹے بچے بھی تھے۔ میں ان کے لیے بکریاں چراتا تھا اور واپس آ کر دودھ نکالتا تو سب سے پہلے اپنے والدین کو پلاتا تھا' اپنے بچوں سے بھی پہلے۔ ایک روز چارے کی تلاش میں میں بہت دور نکل گیا جس وجہ سے میں رات کو دیر سے واپس آیا۔ میں نے دیکھا کہ میرے والدین سو چکے ہیں۔ میں نے معمول کے مطابق دودھ نکالا پھر میں دوہا ہوا دودھ لے کر آیا اور ان کے سرہانے کھڑا ہو گیا۔ میں یہ گوارا نہیں کر سکتا تھا کہ انہیں نیند سے بیدار کروں اور مجھ سے یہ بھی نہیں ہو سکتا تھا کہ والدین سے پہلے بچوں کو پلاؤں۔ بچے بھوک سے میرے قدموں پر لوٹ رہے تھے اور اسی کشمکش میں صبح ہو گئی۔ اے اللہ! اگر تیرے علم میں ہے کہ میں نے یہ کام خالص تیری رضا حاصل کرنے کے لیے کیا تھا تو ہمارے لیے کشادگی پیدا فرما کہ ہم آسمان دیکھ سکیں۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کے لیے اتنی کشادگی پیدا کر دی کہ وہ آسمان دیکھ سکتے تھے۔

دوسرے شخص نے کہا اے اللہ! میری ایک چچازاد بہن تھی اور میں اس سے محبت کرتا تھا' وہ انتہائی محبت جو ایک مرد ایک عورت سے کر سکتا ہے۔ میں نے اس سے زنا کا مطالبہ کیا تو اس نے انکار کر دیا اور صرف اس شرط پر راضی ہوئی کہ میں اسے سو دینار دوں۔ میں نے دوڑ دھوپ کی اور سو دینار جمع کر لایا' پھر انہیں اس کے پاس لے کر گیا' پھر جب میں اس کی دونوں ٹانگوں کے درمیان بیٹھ گیا تو اس نے کہا اے اللہ کے بندے! اللہ سے ڈر اور مہر کو مت توڑ۔ میں یہ سن کر کھڑا ہو گیا (اور زنا نہ کیا)۔ اے اللہ! اگر تیرے علم میں ہے کہ میں نے یہ کام خالص تیری رضا کے لیے کیا تھا تو ہمارے لیے کچھ اور کشادگی پیدا فرما دے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے کچھ اور کشادگی فرما دی۔

تیسرے شخص نے کہا اے اللہ! میں نے ایک مزدور ایک فرق چاول (8 کلوگرام کے قریب) کی مزدوری پر رکھا تھا اس نے اپنا کام پورا کر کے کہا کہ میری مزدوری دو۔ میں نے اس کی مزدوری دے دی لیکن وہ چھوڑ کر چلا گیا اور اس سے بے توجہی اختیار کی۔ میں ان چاولوں سے برابر کاشتکاری کرتا رہا حتی کہ اس غلے سے کئی گائیں خرید لیں اور ایک چرواہا رکھ لیا۔ ایک عرصے کے بعد وہ واپس آیا اور اس نے کہا' اللہ سے ڈر' مجھ پر ظلم و زیادتی نہ کر اور میرا حق مجھے ادا کر دے۔ میں نے کہا ان گائیوں اور چرواہے کو لے جا۔ اس نے کہا اللہ سے ڈر اور مجھ سے مذاق نہ کر۔ میں نے کہا میں تم سے مذاق نہیں کرتا ان گائیوں اور چرواہے کو لے جا۔ چنانچہ وہ انہیں لے کر چلا گیا۔ پس اگر تیرے علم میں ہے کہ میں نے یہ کام تیری رضا حاصل کرنے لیے کیا تھا تو جو رکاوٹ باقی رہ گئی ہے اسے بھی کھول

دے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے مکمل کشادگی کر دی (اور وہ باہر آ گئے)۔(۱)

3- **کسی زندہ نیک آدمی کی دعا کو وسیلہ بنانا:** جیسا کہ ایک دفعہ قحط کے دوران نبی ﷺ سے دعا کی درخواست کی گئی تو آپ نے دعا فرمائی، اس پر آسمان پر بادل آ گئے اور خوب بارش برسی۔(۲) اسی طرح ایک دوسری روایت میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ﴿ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ كَانَ إِذَا قَحَطُوْا اسْتَسْقَى بِالْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَقَالَ : اَللّٰهُمَّ إِنَّا كُنَّا نَتَوَسَّلُ إِلَيْكَ بِنَبِيِّنَا فَتُسْقِيْنَا ، وَإِنَّا نَتَوَسَّلُ إِلَيْكَ بِعَمِّ نَبِيِّنَا فَاسْقِنَا ، قَالَ : فَيُسْقَوْنَ ﴾ ''حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں قحط سالی ہوتی تو وہ حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ (جو کہ زندہ تھے اُن) کے وسیلے سے دعا کرتے اور فرماتے کہ اے اللہ! پہلے ہم تیرے پاس اپنے نبی ﷺ کا وسیلہ لایا کرتے تھے۔ اب (چونکہ وہ فوت ہو گئے ہیں اس لیے) اپنے نبی کے چچا کو وسیلہ بناتے ہیں لہٰذا تو ہم پر پانی برسا۔ انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ چنانچہ پھر خوب بارش برستی۔''(۳)

ان تین جائز صورتوں کے علاوہ وسیلے کی ہر صورت ناجائز ہے کیونکہ شریعت میں اس کا کوئی ثبوت نہیں۔ مثلاً فوت شدگان، غائب حضرات یا اہل قبور کا وسیلہ ڈال کر دعا مانگنا اور یہ اعتقاد رکھنا کہ ان کے واسطے سے ہماری دعا والتجا زیادہ قبول ہو گی۔ بلاشبہ یہ چیزیں شرکِ اکبر تک پہنچانے کا ذریعہ ہیں اس لیے ان سے بہر صورت بچنا چاہیے۔ شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے تو اہل قبور کا وسیلہ پکڑنے کو صراحتاً شرک قرار دیا ہے۔(٤)

⇦ یاد رہے کہ درج بالا وسائل و ذرائع شرک کی طرح وہ تمام اُمور بھی ممانعت و حرمت کے حکم میں ہی ہوں گے جو کسی بھی طرح شرک کا ذریعہ بن سکتے ہیں۔ کیونکہ درج بالا نصوص کو ہی سامنے رکھتے ہوئے اہل علم نے یہ قاعدہ مقرر کیا ہے کہ ﴿ الوسائل لها حكم المقاصد ﴾ ''وسائل و ذرائع کا وہی حکم ہے جو مقاصد کا ہے (یعنی اگر مقصد حرام ہے تو اس تک پہنچنے والے ہر ذریعے کا حکم بھی حرام کا ہی ہو گا)۔''(٥)

---

(١) [بخاری (٥٩٧٤) كتاب الأدب : باب إجابة الدعاء من بر والديه ، مسلم (٢٧٤٣)]

(٢) [بخاری (٩٣٣) كتاب الجمعة : باب الاستسقاء في الخطبة يوم الجمعة ، مسلم (٨٩٧)]

(٣) [بخاری (١٠١٠) كتاب الاستسقاء : باب سؤال الناس الإمام الاستسقاء إذا قحطوا]

(٤) [رسالہ' زيارة القبور والاستنجاد بالمقبور (ص / ١٧-٢٢)]

(٥) [تيسير علم اصول الفقه ، از عبد الله بن يوسف الجديع (ص : ٥٨/٢)]

باب المسائل المتفرقة عن التوحيد والشرك

توحید و شرک سے متعلقہ متفرق مسائل کا بیان

توحید پر استقامت کا حکم، فضیلت اور چند نمونے

عقیدۂ توحید اپنانے کے بعد ضروری ہے کہ اس عقیدے پر بہر حال استقامت اختیار کی جائے یعنی اس پر مضبوطی سے قائم رہا جائے اور کسی بھی تکلیف، مصیبت، دشمن اور دھمکی وغیرہ کی وجہ سے اسے ترک نہ کیا جائے۔

(1) ﴿فَاسْتَقِمْ كَمَآ أُمِرْتَ﴾[هود : ١١٢] ''استقامت اختیار کیجئے جیسے آپ کو حکم دیا گیا ہے۔''

(2) محض زبانی دعوے سے نہیں بلکہ استقامت کا مظاہرہ کرنے کے بعد ہی جنت ملے گی، جیسا کہ فرمایا:

﴿إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ﴿١٣﴾ أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ خَالِدِينَ فِيهَا جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿١٤﴾﴾[الاحقاف : ١٣-١٤] ''بے شک جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے پھر اس پر جمے رہے تو ان پر نہ کوئی خوف ہو گا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔ یہ تو اہل جنت ہیں جو ہمیشہ اسی میں رہیں گے، ان اعمال کے بدلے جو وہ کیا کرتے تھے۔''

(3) فرعون کے جادوگر اللہ پر ایمان لائے تو فرعون نے انہیں قتل کی دھمکی دی مگر وہ ٹس سے مس نہ ہوئے:

﴿قَالَ آمَنتُمْ لَهُ قَبْلَ أَنْ آذَنَ لَكُمْ ۖ إِنَّهُ لَكَبِيرُكُمُ الَّذِي عَلَّمَكُمُ السِّحْرَ فَلَسَوْفَ تَعْلَمُونَ ۚ لَأُقَطِّعَنَّ أَيْدِيَكُمْ وَأَرْجُلَكُم مِّنْ خِلَافٍ وَلَأُصَلِّبَنَّكُمْ أَجْمَعِينَ ﴿٤٩﴾ قَالُوا لَا ضَيْرَ ۖ إِنَّا إِلَىٰ رَبِّنَا مُنقَلِبُونَ ﴿٥٠﴾ إِنَّا نَطْمَعُ أَن يَغْفِرَ لَنَا رَبُّنَا خَطَايَانَا أَن كُنَّا أَوَّلَ الْمُؤْمِنِينَ﴾[الشعراء : ٤٩-٥١] ''فرعون نے کہا تم میری اجازت سے پہلے اس پر ایمان لے آئے؟ یقیناً یہی تمہارا وہ بڑا (سردار) ہے جس نے تم سب کو جادو سکھایا ہے، سو تمہیں ابھی ابھی معلوم ہو جائے گا، قسم ہے میں ابھی تمہارے ہاتھ پاؤں الٹے طور پر کاٹ دوں گا اور تم سب کو سولی پر لٹکا دوں گا۔ انہوں نے جواب دیا کوئی حرج نہیں، ہم تو اپنے رب کی طرف لوٹنے والے ہیں ہی۔ اس بنا پر کہ ہم (قومِ فرعون میں) سب سے پہلے ایمان والے بنے ہیں، ہمیں امید ہے کہ ہمارا رب ہماری سب خطائیں معاف فرما دے گا۔''

(4) ایک صحابی کو نبی ﷺ نے یہ وصیت فرمائی ﴿قُلْ آمَنْتُ بِاللّٰهِ ثُمَّ اسْتَقِمْ﴾ ''کہہ دو کہ میں اللہ تعالیٰ پر ایمان لایا، پھر استقامت اختیار کر (یعنی اس عقیدے پر مضبوطی سے جم جا)۔''(١)

---

(١) [مسلم (٣٨) كتاب الايمان : باب جامع اوصاف الاسلام ، مسند احمد (٤١٣/٣)]

(5) نبی کریم ﷺ نے اپنے چچا ابو طالب سے فرمایا ''اے چچا! اللہ کی قسم! اگر یہ لوگ (مشرکینِ مکہ) میرے دائیں ہاتھ پر سورج اور بائیں ہاتھ پر چاند بھی رکھ دیں تب بھی میں اس کام (یعنی عقیدۂ توحید کی دعوت) کو نہیں چھوڑوں گا حتی کہ اللہ اس دین کو غالب کر دے یا میں اس راستے میں ہلاک ہو جاؤں۔''(۱)

(6) نبی ﷺ خانہ کعبہ کے پاس حطیم میں نماز پڑھ رہے تھے کہ عقبہ بن ابی معیط آ گیا۔ اس نے آتے ہی اپنا کپڑا آپ کی گردن میں ڈال کر نہایت سختی کے ساتھ آپ کا گلا گھونٹا۔ اتنے میں ابو بکر رضی اللہ عنہ آ پہنچے اور انہوں نے اس کے دونوں کندھے پکڑ کر دھکا دیا اور اسے نبی ﷺ سے دور کرتے ہوئے فرمایا ﴿ اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ يَّقُوْلَ رَبِّيَ اللّٰهُ ﴾ ''تم لوگ ایک آدمی کو اس لیے قتل کرنا چاہتے ہو کہ وہ کہتا ہے میرا رب اللہ ہے۔''(۲)

(7) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا چچا انہیں کھجور کی چٹائی میں لپیٹ کر نیچے سے دھواں دیتا، مگر وہ توحید سے نہ ہٹے۔(۳)

(8) حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کا دانہ پانی بند کر کے انہیں گھر سے نکال دیا گیا، مگر انہوں نے توحید کو نہ چھوڑا۔(٤)

(9) حضرت بلال رضی اللہ عنہ غلام تھے، ان کا مالک انہیں دوپہر کی سخت گرمی میں مکہ کے پتھریلے کنکروں پر لٹا دیتا اور سینے پر بھاری پتھر رکھوا دیتا۔ لیکن پھر بھی ان کی زبان پر یہی الفاظ ہوتے اَحَدٌ اَحَدٌ یعنی اللہ ایک ہے۔(٥)

(10) حضرت سُمیہ رضی اللہ عنہا کو عقیدۂ توحید اپنانے پر سخت ترین سزاؤں سے دوچار کیا گیا مگر وہ توحید پر جمی رہیں، بالآخر ابو جہل نے ان کی شرمگاہ میں نیزہ مار کر انہیں شہید کر دیا۔ یہ اسلام کی اولین شہیدہ تھیں۔(٦)

شفاعت کی حقیقت

شفاعت ماخوذ ہے شَفْعٌ سے، جس کا لفظی معنی ملانا، جوڑنا اور جفت بنانا ہے۔(۷) سفارش کرنے والے کو شَفِيْعٌ اور جس کی سفارش کی جائے اسے مَشْفُوْعٌ کہا جاتا ہے۔ اصطلاحاً کسی کو فائدہ پہنچانے یا کسی سے کوئی نقصان دور کرنے کے لیے سفارش کرنے کو ''شفاعت'' کہتے ہیں۔(۸) شریعتِ اسلامیہ میں شفاعت سے مراد ہے روزِ قیامت لوگوں کی مغفرت کے لیے انبیاء و صلحاء کا سفارش فرمانا، جس کی ابتدا نبی کریم ﷺ سے ہوگی (اسی کو

---

(۱) [حسن : السلسلة الصحيحة (۹۲) الرحيق المختوم ، اردو (ص : ۱۳۹)]

(۲) [بخاری (۳٦۷۸) كتاب فضائل اصحاب النبی]

(۳) [رحمة للعالمين (۱/۵۷)]

(٤) [الرحيق المختوم (ص : ۱۲۸)]

(٥) [سيرت ابن هشام (۱/۳۱۷) رحمة للعالمين (۱/۵۷)]

(٦) [الرحيق المختوم (ص : ۱۲۹)]

(۷) [النهاية فی غريب الحديث (۲/٤۸٥) القاموس المحيط (ص : ۹٤۷)]

(۸) [اصول الايمان فی ضوء الكتاب و السنة (ص : ۳۲۰) اعانة المستفيد (۱/۲۳٦)]

شفاعتِ عظمیٰ یا شفاعتِ کبریٰ بھی کہا جاتا ہے)۔

ہمارے ہاں شفاعت کے متعلق ایک غلط فہمی یہ پائی جاتی ہے کہ یہ تصور کرلیا جاتا ہے کہ اللہ کے نیک بندوں کو اللہ کے ہاں بڑا بلند مقام حاصل ہے، ان کی ہر بات مانی جاتی ہے، اس لیے اگر ہم ان میں سے کسی کے ساتھ اپنا تعلق جوڑ لیں گے تو وہ روزِ قیامت ہماری سفارش کر کے ہمیں بخشوا دے گا (جس طرح دنیا میں بھی اعلیٰ حکام تک رسائی کے لیے ہمیں لازماً کسی نہ کسی درمیانی واسطے کی ضرورت ہوتی ہے)۔ نتیجۃً از خود کسی بزرگ کو منتخب کرلیا جاتا ہے، اس سے شفاعت کی امیدیں وابستہ کی جاتی ہیں، اس پر اس طرح توکل کیا جاتا ہے جیسے اللہ تعالیٰ پر توکل کرنا چاہیے، اس سے ایسے محبت کی جاتی ہے جیسے اللہ تعالیٰ سے محبت کرنی چاہیے، اس سے ایسے خوف کیا جاتا ہے جیسے اللہ تعالیٰ سے خوف کرنا چاہیے، اس کی ناراضگی سے اس طرح بچا جاتا ہے جیسے اللہ تعالیٰ کی ناراضگی سے بچنا چاہیے، اسے راضی کرنے کے لیے اس کے نام کی نذر ونیاز دی جاتی ہے، پھر دنیا میں بھی مصائب ومشکلات سے نجات کے لیے اسی کو پکارا جاتا ہے، اللہ تعالیٰ کے اوامر ونواہی کی یکسر پرواہ کیے بغیر بخشش کے لیے محض اس بزرگ کی خوشنودی اور اس کے مزار و آستانے پر نذرانے پیش کرنے کو ہی کافی سمجھا جاتا ہے۔ یوں اس باطل تصور کی وجہ سے، بہت سے لوگ نیکی کے نام پر بے شمار کبیرہ گناہ کر جاتے ہیں۔

یاد رکھیے کہ ایسی خود ساختہ شفاعت کا اسلام میں کوئی تصور نہیں اور نہ ہی روزِ قیامت اس کی کوئی حیثیت ہوگی، جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ﴿وَلَا تَنْفَعُهَا شَفَاعَةٌ﴾ [البقرة : ١٢٣] ''اور نہ کسی کے حق میں کوئی سفارش فائدہ دے گی۔'' ایک دوسرے مقام پر ارشاد ہے کہ ﴿اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ شُفَعَآءَ ۭ قُلْ اَوَلَوْ كَانُوْا لَا يَمْلِكُوْنَ شَيْـًٔا وَّلَا يَعْقِلُوْنَ ۝ قُلْ لِّلّٰهِ الشَّفَاعَةُ جَمِيْعًا﴾ [الزمر : ٤٣-٤٤] ''کیا ان لوگوں نے اللہ کے سوا (اوروں کو) سفارشی مقرر کر رکھا ہے؟ آپ کہہ دیجیے کہ اگرچہ وہ کچھ بھی اختیار نہ رکھتے ہوں اور نہ کچھ سمجھ رکھتے ہوں۔ سفارش کا سارا اختیار صرف اللہ تعالیٰ کو ہی ہے۔'' اس لیے اللہ کی جناب میں وہ سفارش نہیں کر سکے گا جسے ہم نے منتخب کر رکھا ہے بلکہ صرف وہی سفارش کرے گا جسے اللہ تعالیٰ منتخب فرمائے گا۔

واضح رہے کہ اللہ کے ہاں شفاعت صرف وہی مقبول ہوگی جس میں تین شرطیں ہوں۔

1. **سفارش کرنے والے کو اللہ کی طرف سے اجازت حاصل ہو** : جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ﴿مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ﴾ [البقرة : ٢٥٥] ''کون ہے جو اس کے پاس اس کی اجازت کے بغیر سفارش کر سکے۔'' ایک دوسرا ارشاد یوں ہے کہ ﴿مَا مِنْ شَفِيْعٍ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ اِذْنِهٖ﴾ [یونس : ٣] ''کوئی بھی سفارش کرنے والا نہیں مگر اس کی اجازت کے بعد۔''

2. **سفارش کرنے والے اور جس کی سفارش کی جا رہی ہے، دونوں سے اللہ راضی ہو** : جیسا کہ ارشاد باری

تعالیٰ ہے کہ ﴿يَوْمَئِذٍ لَّا تَنفَعُ الشَّفَاعَةُ إِلَّا مَنْ أَذِنَ لَهُ الرَّحْمَٰنُ وَرَضِيَ لَهُ قَوْلًا﴾ [طـٰہٰ : ۱۰۹] ''روزِ قیامت کوئی سفارش فائدہ نہیں دے گی سوائے اس شخص کی سفارش کے جسے رحمٰن نے اجازت دی ہو اور اس سفارشی کی بات اللہ تعالیٰ کو پسند بھی آئے۔'' ایک دوسرا فرمان یوں ہے کہ ﴿وَلَا يَشْفَعُونَ إِلَّا لِمَنِ ارْتَضَىٰ﴾ [الانبیاء : ۲۸] ''اور وہ سفارش نہیں کر سکتے سوائے اس کے لیے جس سے اللہ راضی ہو۔''

③ جس کی سفارش کی جا رہی ہے وہ موحد ہو : کیونکہ قرآن کریم میں پیغمبر اور اہل ایمان کو مشرکوں کے لیے استغفار کرنے سے منع کیا گیا ہے۔(۱) اور ایک فرمانِ نبوی یوں ہے کہ ﴿ أَسْعَدُ النَّاسِ بِشَفَاعَتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَنْ قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ خَالِصًا مِّنْ قَلْبِهِ أَوْ نَفْسِهِ ﴾ ''روزِ قیامت میری شفاعت سے فیض یاب ہونے والے خوش نصیب لوگ وہ ہیں جنہوں نے خلوصِ دل سے لا الہ الا اللہ کا اقرار کیا۔''(۲) ایک دوسری روایت میں یہ لفظ ہیں کہ ﴿ فَهِيَ نَائِلَةٌ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ مَنْ مَاتَ مِنْ أُمَّتِي لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا ﴾ ''میری شفاعت ان شاء اللہ ہر اس شخص کو نصیب ہوگی جو اس حال میں فوت ہوا کہ اس نے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرایا۔''(۳)

اللہ تعالیٰ کے لیے لفظِ خدا اور God کا استعمال

زیادہ مناسب اور بہتر یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لیے ہر زبان میں صرف لفظِ **اللّٰہ** ہی استعمال کیا جائے۔ اُردو اور فارسی میں لفظِ **خدا** اور انگلش میں لفظِ ''God'' اس نام کی صحیح جگہ نہیں لے سکتا۔ کیونکہ لفظِ خدا کتاب و سنت میں مذکور اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ میں شامل نہیں۔ دوسرے یہ فارسی کا لفظ ہے اس کا معنی ہے 'خود بخود آنے والا' جو اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے کسی کا بھی ترجمہ نہیں۔ تیسرے اس میں مجوسیوں کی مشابہت بھی ہے کیونکہ مجوسی اپنے معبود کے لیے لفظِ خدا استعمال کرتے ہیں۔ اور چوتھے یہ لفظ، لفظِ اللّٰہ کا مترادف بھی نہیں بن سکتا کیونکہ لفظِ اللہ، اللہ تعالیٰ کا ذاتی نام ہے جس کا کوئی ترجمہ نہیں کیا جا سکتا۔

اسی طرح انگلش کا لفظ ''God'' ہے جو لفظِ اللہ کی مانند منفرد و یکتا نہیں بلکہ اس میں تاویل کی گنجائش ہے۔ اگر اس لفظ کے آخر میں ''S'' کا اضافہ کر دیں تو یہ ''Gods'' بن جائے گا، یعنی خدا کی جمع۔ اس کے مقابلے میں لفظ اللہ ایک اور واحد ہے اور اسے جمع کے صیغے کے لیے بھی استعمال نہیں کیا جا سکتا۔ اب اگر آپ ''God'' کے آگے ''Dess'' کا اضافہ کر دیں تو یہ ''Goddess'' ہو جائے گا جس کا مطلب ہے خدا کی مؤنث یا مادہ۔ جبکہ

(۱) [سورۃ التوبۃ : آیت ۱۱۳]

(۲) [بخاری (۹۹) مسند احمد (۳۷۳/۲)]

(۳) [مسلم (۱۹۹) کتاب الایمان : باب اختباء النبی ﷺ دعوة الشفاعة لامته ، ترمذی (۳۶۰۲)]

مذکر اللہ یا مؤنث اللہ جیسی کوئی چیز نہیں ۔ اسی طرح ''God'' میں ''Tin'' کا سابقہ لگا دیا جائے تو یہ ''Tin-God'' بن جائے گا جس کے معنی ''جعلی خدا'' کے ہیں۔ تو لفظ ''اللہ'' نہایت منفرد اور یکتا لفظ ہے جسے بولتے وقت کوئی تصویر ذہن میں نہیں آتی اور اسے بدل کر اس سے کھیلا بھی نہیں جا سکتا۔ اس لیے مسلمانوں کو چاہیے کہ ہر جگہ لفظِ اللہ کو ہی ترجیح دیں۔ (۱)

تاہم اگر کہیں ضرورت پیش آ جائے یا غیر مسلموں سے بات ہو رہی ہو تو لفظِ خدا یا God کے ذریعے مقصد سمجھانے میں بھی کوئی حرج نہیں۔ جیسا کہ جب سعودی مستقل فتویٰ کمیٹی (عبدالعزیز بن باز، عبدالرزاق عفیفی، عبد اللہ بن قعود اور عبداللہ بن غدیان) سے اس بارے میں دریافت کیا گیا تو انہوں نے جواب دیا کہ عربی نہ سمجھنے والے کے لیے اللہ تعالیٰ کے اسماء کا ترجمہ کرنا اسی طرح جائز ہے جیسے تفہیم دین کی غرض سے آیات و احادیث کا دیگر زبانوں میں ترجمہ کرنا جائز ہے، شرط یہ ہے کہ مترجم کو دونوں زبانوں پر کامل عبور حاصل ہو۔ (۲)

مشرک امام کے پیچھے نماز کا حکم

مشرک امام کی اقتدا میں نماز پڑھنا درست نہیں کیونکہ اس کی اپنی نماز ہی باطل ہے اور ہر عمل ضائع ہے۔

(1) ﴿وَلَوْ أَشْرَكُوا لَحَبِطَ عَنْهُم مَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ﴾ [الأنعام : ۸۸] ''اگر انبیاء بھی شرک کرتے تو جو کچھ وہ اعمال کرتے تھے سب ضائع ہو جاتے۔''

(2) ﴿وَبَاطِلٌ مَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ﴾ [الاعراف : ۱۳۹] ''اور جو بھی وہ عمل کرتے تھے سب باطل ہے۔''

(سعودی مستقل فتویٰ کمیٹی) مشرک کی اقتدا میں نماز پڑھنا جائز نہیں۔ (۳)

(شیخ ابن باز رحمہ اللہ) مسلمان پر واجب ہے کہ اس مسجد کو چھوڑ دے جس کا امام مشرک ہو کیونکہ مشرک امام کے پیچھے نماز درست نہیں۔ (۴)

مشرک کو زکوٰۃ دینے کا حکم

نبی کریم ﷺ نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن کی جانب روانہ فرمایا تو حکم دیا کہ لوگوں کو جا کر خبر دینا کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر (یعنی مسلمانوں پر) زکوٰۃ فرض کی ہے جو ان کے مالداروں سے وصول کر کے انہی کے فقراء میں تقسیم کی جائے گی۔ (۵) معلوم ہوا کہ زکوٰۃ کا مصرف صرف مسلمان فقراء و مساکین ہی ہیں، اسے کفار و مشرکین میں صرف

---

(۱) [ماخوذ از ، مذاهب عالم ميں تصور خدا ، از ڈاکٹر ذاکر نائيك (ص : ۳۰)]

(۲) [فتاوى اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والافتاء (۱۶۷/۳)]

(۳) [فتاوى اللجنة الدائمة (۱۴۴/۱)] (۴) [مجموع فتاوى ابن باز (۱۱۱/۱۲)]

(۵) [بخاری (۶۴۸۴) كتاب الديات ، مسلم (۱۶۷۶) كتاب القسامة ، ترمذی (۱۴۰۲) ابو داود (۴۳۵۲)]

کرنا جائز نہیں سوائے مؤلفہ قلوب (ایسے کافر جنہیں اسلام کی طرف راغب کرنے کے لیے عطیہ وغیرہ دیا جائے) کے۔ تاہم مشرک و کافر کو قربانی کا گوشت دینے میں کوئی حرج نہیں کیونکہ وہ ایک عام صدقہ ہے (فرض نہیں)۔

(سعودی مستقل فتویٰ کمیٹی) انہوں نے یہی فتویٰ دیا ہے۔ (۱)

مشرک سے نکاح کا حکم

مشرک مرد و عورت کا مومن مرد و عورت سے نکاح جائز نہیں۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

﴿وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكٰتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ ۭ وَلَاَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكَةٍ وَّلَوْ اَعْجَبَتْكُمْ ۚ وَلَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَتّٰى يُؤْمِنُوْا ۭ وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكٍ وَّلَوْ اَعْجَبَكُمْ﴾ [البقرۃ : ۲۲۱] ''اور تم شرک کرنے والی عورتوں سے اس وقت تک نکاح نہ کرو جب تک وہ ایمان نہ لے آئیں' ایمان والی لونڈی بھی شرک کرنے والی آزاد عورت سے بہت بہتر ہے' گو تمہیں مشرکہ ہی اچھی لگتی ہو اور نہ تم شرک کرنے والے مردوں کے نکاح میں اپنی عورتوں کو دو جب تک کہ وہ ایمان نہ لائیں' ایمان والا غلام آزاد مشرک سے بہتر ہے' گو مشرک تمہیں اچھا لگے۔''

مشرک کے جنازے کا حکم

مشرک و کافر کی نماز جنازہ پڑھنا اور ان کے لیے استغفار کرنا جائز نہیں۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

(1) ﴿وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓي اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰي قَبْرِهٖ ۭ اِنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ﴾ [التوبۃ : ۸۴] ''ان میں سے کوئی مر جائے تو آپ (ﷺ) اس کے جنازے کی ہرگز نماز نہ پڑھیں اور نہ اس کی قبر پر کھڑے ہوں، کیونکہ انہوں نے اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ کفر کیا ہے۔''

(2) ﴿مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ يَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِيْنَ وَلَوْ كَانُوْٓا اُولِيْ قُرْبٰى﴾ [التوبۃ : ۱۱۳] ''نبی (ﷺ) اور دوسرے مسلمانوں کے لیے یہ جائز نہیں کہ مشرکین کے لیے مغفرت کی دعا کریں اگرچہ وہ قریبی رشتہ دار ہی ہوں۔''

مشرک کے حج کا حکم

چونکہ حج کی اولین شرط ''اسلام'' ہے اس لیے کسی بھی مشرک و کافر کا حج قابل قبول نہیں۔

(سعودی مستقل فتویٰ کمیٹی) اگر کوئی کافر و مشرک حج کرے اور بعد میں مسلمان ہو جائے تو وہ حج کفایت نہیں کرے گا بلکہ اسے فریضۂ حج کی ادائیگی کے لیے دوبارہ حج کرنا پڑے گا۔ (۲)

---

(۱) [فتاوی اللجنۃ الدائمۃ للبحوث العلمیۃ والافتاء (۲۹/۱۰)]

(۲) [فتاوی اللجنۃ الدائمۃ للبحوث العلمیۃ والافتاء (۲۷/۱۱)]

مشرک کے ذبیحے کا حکم

(سعودی مستقل فتویٰ کمیٹی) اس پر اجماع ہے کہ مشرک کا ذبیحہ حرام ہے، اسے کھانا جائز نہیں۔ (۱)

(دکتور وہبہ زحیلی) مشرک کا ذبیحہ نہیں کھایا جا سکتا کیونکہ وہ بالاتفاق حرام ہے۔ (۲)

صرف اہل کتاب کے مشرکین کا ذبیحہ حلال ہے بشرطیکہ انہوں نے اس پر اللہ کا نام ذکر کیا ہو۔ قرآن کریم میں ہے کہ ﴿وَطَعَامُ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ حِلٌّ لَّكُمْ﴾ [المائدۃ: ۵] ''اہل کتاب کا کھانا تمہارے لیے حلال ہے۔'' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہاں اہل کتاب کے کھانے سے مراد ان کے ذبیحے ہیں۔ (۳) امام ابن کثیر رحمہ اللہ نے نقل فرمایا ہے کہ علما کا اجماع ہے کہ اہل کتاب کے ذبیحے مسلمانوں کے لیے حلال ہیں کیونکہ وہ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ غیر اللہ کے لیے ذبح کرنا حرام ہے (جبکہ مشرک و کافر کا یہ عقیدہ نہیں اس لیے ان کا ذبیحہ بھی حلال نہیں)۔ (۴)

مشرک کا برتن استعمال کرنے کا حکم

مشرک و کافر کا برتن استعمال کیا جا سکتا ہے جیسا کہ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ساتھیوں کو ایک مشرکہ عورت کے مشکیزے سے پانی پینے اور وضوء کرنے کا حکم دیا تھا۔ (۵) اسی طرح حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگ میں شریک ہوتے، پھر مشرکین کے برتن اور مشکیزے ہمارے ہاتھ لگتے اور ہم ان سے فائدہ اٹھاتے اور کوئی اسے معیوب نہ سمجھتا۔ (۶) تاہم اگر یہ یقین ہو کہ مشرک اپنے برتنوں میں خنزیر پکاتے یا شراب پیتے ہیں تو پھر ان سے بچنا چاہیے الا کہ کوئی مجبوری ہو تو دھو کر انہیں استعمال کرنا چاہیے، جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو ثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ کو یہی نصیحت فرمائی تھی۔ (۷)

مشرک کے ساتھ لین دین کے معاملات کا حکم

مشرکوں کے ساتھ لین دین کے معاملات جائز ہیں، بشرطیکہ ان معاملات سے انہیں مسلمانوں کے خلاف جنگ میں کوئی تعاون حاصل نہ ہو یا ان سے مسلمانوں کو کسی قسم کا کوئی نقصان نہ ہو۔ دلائل حسب ذیل ہیں:

---

(۱) [فتاوى اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والافتاء (۱/۲۱۰)، (۱/۵۹۸)]

(۲) [الفقه الاسلامي وادلته (۴/۲۹۳)]

(۳) [تفسير ابن كثير (۳/۴۰)] (۴) [ايضا]

(۵) [بخاری (۳۴۴) كتاب التيمم : باب الصعيد الطيب وضوء المسلم ......، مسلم (۶۸۲)]

(۶) [صحيح : ارواء الغليل (۱/۷۲) ابو داود (۳۸۳۸)]

(۷) [بخاری (۵۴۸۸) مسلم (۱۹۳۰) ابو داود (۳۸۳۹) ترمذی (۱۴۶۴) ابن ماجه (۳۲۰۷)]

(1) حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما کی روایت میں ہے کہ نبی ﷺ نے ایک مشرک سے بکری خریدی۔ (١)

(2) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک یہودی سے اپنے گھر والوں کے لیے غلہ خریدا۔ (٢)

(3) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ نبی ﷺ کی وفات ہوئی تو آپ کی لوہے کی زرع تیس صاع جو کے عوض ایک یہودی کے پاس گروی پڑی ہوئی تھی۔ (٣)

(نووی رحمہ اللہ) مسلمانوں کا اجماع ہے کہ اہل ذمہ اور دیگر کفار و مشرکین کے ساتھ لین دین کا معاملہ جائز ہے بشرطیکہ خرید و فروخت کی جانے والی چیز حرام نہ ہو، البتہ مسلمانوں کے لیے جنگی دشمنوں کو اسلحہ فروخت کرنا جائز نہیں۔ (٤) ایک دوسرے مقام پر فرماتے ہیں کہ جنگی دشمنوں کو اسلحہ فروخت کرنے کی حرمت پر اجماع ہے۔ (٥)

(ابن بطال رحمہ اللہ) کفار و مشرکین کے ساتھ لین دین کے معاملات جائز ہیں سوائے اس تجارت کے جس سے جنگی دشمنوں کو مسلمانوں کے خلاف (کسی بھی قسم کا) تعاون حاصل ہو۔ (٦)

مشرک سے حسنِ سلوک کا حکم

مشرک و کافر سے حسنِ سلوک میں کوئی حرج نہیں جبکہ وہ جنگی دشمن نہ ہو اور نہ ہی دشمنوں کا معاون ہو۔

(1) ﴿لَا يَنْهٰكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ لَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ ... اَنْ تَبَرُّوْهُمْ وَتُقْسِطُوْٓا اِلَيْهِمْ﴾ [الممتحنة : ٨] ''جن لوگوں نے تم سے دین کے بارے میں لڑائی نہیں لڑی اور تمہیں جلاوطن نہیں کیا ان کے ساتھ سلوک و احسان کرنے اور منصفانہ بھلے برتاؤ کرنے سے اللہ تعالیٰ تمہیں نہیں روکتا۔''

(2) حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما کو نبی ﷺ نے حکم دیا تھا کہ وہ اپنی ماں کے ساتھ صلہ رحمی کریں حالانکہ ان کی والدہ مشرکہ تھی۔ (٧)

دشمن کے خلاف مشرک سے مدد لینے کا حکم

اگر دشمن کے مقابلہ کی قوت نہ ہو اور مشرک کی مدد کی ضرورت پڑ جائے اور وہ مشرک بھی با اعتماد شخص ہو تو اس سے مدد لی جا سکتی ہے جیسا کہ چند دلائل حسب ذیل ہیں:

---

(١) [بخاری (٢٢١٦) کتاب البیوع : باب الشراء والبیع مع المشرکین واهل الحرب]

(٢) [بخاری (٢٢٥٢) کتاب السلم : باب الرهن فی السلم ، ابن ماجه (٢٤٣٦)]

(٣) [بخاری (٢٩١٦) کتاب الجهاد ، ابن ماجه (٢٤٣٨) ترمذی (١٢١٤) نسائی (٤٦٥١)]

(٤) [شرح مسلم (٤١/١١)] (٥) [المجموع (٤٣٢/٩)]

(٦) [فتح الباری (٤١٠/٤)]

(٧) [بخاری (٣١٨٣) ، (٥٩٧٨) ، (٥٩٧٩) مسلم (١٠٠٣) ابو داود (١٦٦٨) مسند احمد (٣٤٤/٦)]

(1) نبی کریم ﷺ کے چچا ابوطالب ساری زندگی مشرک ہونے کے باوجود آپ کی مدد کرتے رہے۔
(2) شعب ابی طالب میں بعض کفار بھی نبی کریم ﷺ کی حمایت میں آپ کے ساتھ محصور ہو گئے، لیکن آپ نے انہیں یہ نہیں فرمایا کہ جاؤ مجھے تمہاری مدد کی ضرورت نہیں۔
(3) طائف سے واپسی پر جب مشرکینِ مکہ آپ ﷺ کے خون کے پیاسے تھے' آپ نے مطعم (جو مشرک تھا) سے مدد کی درخواست کی، پھر اس نے آپ کو اپنی پناہ دے کر مکہ میں داخل کیا۔
(4) ہجرت کے راستے میں راستہ بتانے کے لیے آپ ﷺ نے ایک مشرک کو اجرت پر رکھا۔
(5) فتح مکہ کے موقع پر بنوخزاعہ (جو مشرک و کافر تھے) نبی ﷺ کے ساتھ جنگ میں شریک تھے۔(۱)

معلوم ہوا کہ بوقتِ ضرورت مشرک سے بھی مدد لی جا سکتی ہے۔ تاہم جس روایت میں ہے کہ ایک مشرک نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ جنگ بدر میں شرکت کی اجازت چاہی تو آپ نے فرمایا ﴿ اِرْجِعْ فَلَنْ أَسْتَعِينَ بِمُشْرِكٍ ﴾ ''واپس لوٹ جا، میں کسی مشرک سے ہرگز مدد نہیں لوں گا۔''(۲) اس سے مراد وہ صورتحال ہے جب مشرک قابل اعتماد نہ ہو یا مسلمان قوت میں ہوں اور انہیں مشرک کی مدد کی کوئی ضرورت نہ ہو۔ کچھ اہل علم تو اس روایت کو منسوخ بھی قرار دیتے ہیں۔ اور کچھ اس کا جواب یوں دیتے ہیں اس حدیث میں جو ممانعت کا ذکر ہے اسے عام حالات پر محمول کیا جائے گا، البتہ جب مسلمان مشرکوں سے تعاون لینے پر مجبور ہو جائیں تو پھر کوئی حرج نہیں جیسا کہ قرآن میں بھی ہے کہ ﴿ وَقَدْ فَصَّلَ لَكُم مَّا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ إِلَّا مَا اضْطُرِرْتُمْ إِلَيْهِ ﴾ [الانعام: ۱۱۹] ''اللہ تعالیٰ نے تم پر جو حرام کیا ہے اس کی تفصیل تمہیں بتا دی ہے مگر جب تم ان (حرام اُمور) کی طرف مجبور ہو جاؤ تو وہ بھی حلال ہو جاتے ہیں۔''

مشرک موحد کا وارث نہیں

حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ﴿ لَا يَرِثُ الْمُسْلِمُ الْكَافِرَ وَ الْكَافِرُ الْمُسْلِمَ ﴾ ''مسلمان کافر (ومشرک) کا وارث نہیں بن سکتا اور نہ ہی کافر مسلمان کا وارث بن سکتا ہے۔''(۳)

(سعودی مستقل فتویٰ کمیٹی) مشرک کی نہ نماز جنازہ پڑھی جائے گی، نہ اسے مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا جائے گا، نہ اس کے لیے دعائے مغفرت کی جائے گی اور نہ ہی اس کی موحد اولاد اس کی وارث بنے گی۔(۴)

---

(۱) [درج بالا تمام واقعات کے لیے ملاحظہ فرمائیے: سیرت ابن هشام، الرحيق المختوم، رحمة للعالمين]
(۲) [مسلم (۱۸۱۷) كتاب الجهاد والسير، مسند احمد (۱٤۹/٦)]
(۳) [بخاری (٦٧٦٤) كتاب الفرائض: باب لا يرث المسلم الكافر، مسلم (١٦١٤) ابوداود (٢٩٠٩)]
(٤) [فتاوى اسلامية (٥٩/٣)]

مشرک اگر مسجد تعمیر کرادے یا فقراء پر خرچ کرے

(سعودی مستقل فتویٰ کمیٹی) اگر کوئی کافر ومشرک مسلمانوں کے ساتھ نیکی کرتا ہے (مثلاً مساجد تعمیر کرا دیتا ہے یا غرباو مساکین پر خرچ کرتا ہے وغیرہ) تو اسے دنیا میں ہی اس کی اس نیکی کا بدلہ دے دیا جاتا ہے، اس کا یہ عمل اسے جنت میں داخل نہیں کروا سکتا کیونکہ جنت میں داخلہ تو موحد اور شریعتِ اسلامیہ کے عامل کا ہی ہوگا۔ (۱)

اس لئے روزِ قیامت کفار ومشرکین کے دنیا میں کئے ہوئے تمام اچھے کام ضائع ہو جائیں گے، چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ﴿وَقَدِمْنَآ إِلَىٰ مَا عَمِلُوا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنَٰهُ هَبَآءً مَّنثُورًا﴾ [الفرقان : ۲۳] ''انہوں نے جو جو اعمال کئے تھے ہم (روزِ قیامت) ان کی طرف بڑھ کر انہیں پراگندہ ذروں کی طرح (بے حیثیت) کر دیں گے۔''

مشرک کا جزیرۂ عرب میں داخلہ ممنوع ہے

فرمانِ نبوی ہے کہ ﴿ أَخْرِجُوا الْمُشْرِكِيْنَ مِنْ جَزِيْرَةِ الْعَرَبِ ﴾ ''مشرکوں کو جزیرۂ عرب سے نکال دو۔'' (۲)

مشرک کو نجس وناپاک کہا گیا ہے

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓا۟ إِنَّمَا ٱلْمُشْرِكُونَ نَجَسٌ﴾ [التوبة : ۲۸] ''اے ایمان والو! بے شک مشرک لوگ ناپاک ہیں۔'' یعنی اپنے عقائد واعمال کے اعتبار سے مشرک ناپاک ہے۔ یہاں نجاست سے مراد بدن کی نجاست نہیں کیونکہ کافر کا بدن بھی دوسرے لوگوں کے بدن کی طرح ہی ہے۔ البتہ یہاں معنوی نجاست مراد ہے، لہٰذا جیسے توحید اور ایمان معنوی طہارت ہے اسی طرح شرک معنوی نجاست ہے۔ اس مسئلے کی مزید تفصیل کے لیے ہماری کتاب ﴿طہارت کے احکام ومسائل : نجاستوں کا بیان﴾ ملاحظہ فرمایئے۔

کفار ومشرکین کے علاقوں میں رہائش اختیار کرنے کا حکم

محض دنیوی اغراض ومقاصد کے لیے بلادِ کفار میں جا کر رہائش اختیار کرنا جائز نہیں۔

(1) فرمانِ نبوی ہے کہ ﴿ أَنَا بَرِيْءٌ مِنْ كُلِّ مُسْلِمٍ يُقِيْمُ بَيْنَ أَظْهُرِ الْمُشْرِكِيْنَ ﴾ ''میں ہر اس مسلمان سے بیزار ہوں جو مشرکوں کے درمیان مقیم ہے۔'' (۳)

---

(۱) [فتاوى اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والافتاء (۲۶/۱۰)]

(۲) [بخاری (۳۰۵۳) كتاب الجهاد ، مسلم (۱۶۳۷) كتاب الوصية، ابوداود (۳۰۲۹)]

(۳) [صحيح : صحيح ترمذی ، ترمذی (۱۶۰۴) ابوداود (۲۶۴۵)]

(2) ایک دوسری روایت میں ہے کہ ﴿ مَنْ جَامَعَ الْمُشْرِكَ وَ سَكَنَ مَعَهُ فَهُوَ مِثْلُهُ ﴾ ''جو مشرک کے ساتھ مل جل گیا اور اس کے ساتھ (بلادِ کفر میں) رہائش اختیار کر لی، یقیناً وہ اسی جیسا ہے۔''(۱)

(شیخ ابن باز رحمہ اللہ) کفار کے علاقوں کی طرف وہی لوگ سفر کریں جو دین میں پختہ ہیں اور دین کی دعوت پھیلانا چاہتے ہیں۔ البتہ عوام الناس یا نوجوان طلبا جو دین کا فہم نہیں رکھتے اور نہ ہی انہوں نے باقاعدہ مدارس سے دینی تعلیم حاصل کی ہے، میری ان سب کو یہی نصیحت ہے کہ وہ کفار کے ممالک کی طرف سفر کرنے سے بچیں (اگر وہ چاہتے ہیں کہ ان کا ایمان وعقیدہ سلامت رہے اور وہ درج بالا وعیدوں کی زد میں بھی نہ آئیں)۔(۲)

(شیخ صالح الفوزان) کسی بھی مسلمان کے لیے کسی شرعی مصلحت (جیسے دعوت الی اللہ وغیرہ) کے بغیر مشرکوں کے درمیان اقامت اختیار کرنا جائز نہیں۔(۳)

مشرکوں کی مشابہت سے اجتناب اور ہر کام میں ان کی مخالفت

(1) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ ﴾ ''جس نے کسی قوم کی مشابہت کی وہ انہی میں سے ہے۔''(٤)

(2) ایک دوسری روایت میں ہے کہ ﴿ خَالِفُوا الْمُشْرِكِينَ ﴾ ''مشرکوں کی مخالفت کرو۔''(٥)

(۱) [صحیح: صحیح ابوداود، ابوداود (۲۷۸۷) ارواء الغلیل (۳۲/۵)]

(۲) [مجموع فتاوی ابن باز (۱۸۸/٤) شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ نے بھی اس موضوع پر مفصل بحث کی ہے۔ ملاحظہ فرمائیے: مجموع فتاوی ورسائل ابن عثیمین (۳۲/۳)]

(۳) [المنتقی من فتاوی الفوزان (۱۸/٦)]

(٤) [حسن صحیح: صحیح ابوداود، ابوداود (٤۰۳۱) کتاب اللباس: باب فی لبس الشهرة، مسند احمد (۵۰/۲) امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے اس کی سند کو جید کہا ہے۔ [اقتضاء الصراط المستقیم (۲۳٦/۱)]

(٥) [بخاری (٥٥٥۳) مسلم (۲٦۰)]

باب الاحادیث الضعیفة عن التوحید والشرک
توحید وشرک سے متعلقہ ضعیف احادیث کا بیان

(1) ﴿ مَفَاتِيحُ الْجَنَّةِ شَهَادَةُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ ﴾ ''کلمہ شہادت 'لا الہ الا اللہ' جنت کی چابیوں کا گچھا ہے۔''(۱)

(2) ﴿ أَنَّ مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ يَا رَبِّ عَلِّمْنِيْ شَيْئًا أَذْكُرُكَ وَ أَدْعُوكَ بِهِ قَالَ يَا مُوسَى قُلْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ ، قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ ، يَا رَبِّ إِنَّمَا أُرِيْدُ شَيْئًا تَخُصُّنِي بِهِ قَالَ يَا مُوسَى لَوْ أَنَّ السَّمٰوَاتِ السَّبْعَ وَ عَامِرَهُنَّ غَيْرِيْ وَ الْأَرْضِيْنَ السَّبْعَ فِيْ كَفَّةٍ وَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ فِيْ كَفَّةٍ مَالَتْ بِهِنَّ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ ﴾ ''موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا، اے میرے رب! مجھے کوئی ایسی چیز سکھا جس سے میں تجھے یاد کروں اور پکاروں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا، اے موسیٰ! لا الہ الا اللہ پڑھا کرو۔ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا، اے میرے رب! (یہ کلمہ تو تیرے سب بندے پڑھتے ہیں) میں کوئی ایسی چیز چاہتا ہوں جس کے ساتھ تو مجھے خاص کر دے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا، اگر میرے سوا ساتوں آسمان، ساتوں زمینیں اور ان کی تمام آبادی ایک پلڑے میں رکھ دی جائے اور دوسرے پلڑے میں کلمہ لا الہ الا اللہ ہو تو کلمہ طیبہ والا پلڑا بھاری ہوگا۔''(۲)

(3) حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو دیکھا، جس کے ہاتھ میں پیتل کا چھلّہ (کڑا) تھا۔ آپ نے اس سے پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ اس نے کہا کہ کمزوری سے نجات پانے کے لیے پہنا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ﴿ انْزِعْهَا فَإِنَّهَا لَا تَزِيْدُكَ إِلَّا وَهْنًا فَإِنَّكَ لَوْ مُتَّ وَ هِيَ عَلَيْكَ مَا أَفْلَحْتَ أَبَدًا ﴾ ''اسے اتار دو اس لیے کہ یہ تمہیں کمزوری کے سوا اور کچھ نہ دے گا اور اگر اسے پہنے ہوئے تمہیں موت آ گئی تو تم کبھی نجات نہ پاؤ گے۔''(۳)

---

(۱) [ضعیف : ضعیف الجامع الصغیر (۵۲٦٤) ضعیف الترغیب (۹۲٦)] شیخ البانیؒ فرماتے ہیں کہ اس کی سند ضعیف ہے کیونکہ اس میں شہر بن حوشب راوی ضعیف ہے، مزید برآں یہ سند شہر اور معاذ کے درمیان منقطع بھی ہے۔ [السلسلة الضعيفة (۱۳۱۱)] شیخ شعیب ارناؤوط نے بھی اس روایت کو اسی وجہ سے ضعیف قرار دیا ہے۔ [الموسوعة الحديثية (۲۲۱۰۲)]

(۲) [ضعیف : شیخ البانیؒ نے اسے ضعیف کہا ہے۔ [كلمة الاخلاص ۔ لابن رجب ۔ باحكام الالبانی (ص : ۵۸] اس کی سند میں دراج ابو السمح عن ابی الہیثم راوی ضعیف ہے۔ [هداية الرواة (۴۳٦/۲) ، (۲۲۴۹)]

(۳) [ضعیف : السلسلة الضعيفة (۱۰۲۹) ضعيف ابن ماجه (۷۷۲) مسند احمد (۴۴۵/۴)] شیخ شعیب ارناؤوط بھی اس کی سند کو ضعیف کہتے ہیں۔ [الموسوعة الحديثية (۲۰۰۰۰)]

(4) ﴿ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ زَائِرَاتِ الْقُبُوْرِ وَالْمُتَّخِذِيْنَ عَلَيْهَا الْمَسَاجِدَ وَالسُّرُجَ ﴾ "رسول اللہ ﷺ نے قبروں کی زیارت کرنے والی عورتوں، ان پر مسجد بنانے والوں اور چراغ روشن کرنے والوں پر لعنت فرمائی ہے۔"(۱)

(5) ﴿ اِذَا سَأَلْتُمُ اللّٰهَ فَاسْئَلُوْا بِجَاهِيْ ﴾ "جب تم اللہ تعالیٰ سے سوال کرو تو میرے مقام ومرتبہ کے وسیلہ سے سوال کرو۔"(۲)

(6) ﴿ لَمَّا اقْتَرَفَ آدَمُ الْخَطِيْئَةَ قَالَ يَا رَبِّ ! أَسْأَلُكَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ ﷺ لِمَا غَفَرْتَ لِيْ فَقَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ يَا آدَمُ وَ كَيْفَ عَرَفْتَ مُحَمَّدًا ﷺ وَلَمْ أَخْلُقْهُ ؟ قَالَ يَا رَبِّ لَمَّا خَلَقْتَنِيْ بِيَدِكَ وَ نَفَخْتَ فِيَّ مِنْ رُوْحِكَ رَفَعْتُ رَأْسِيْ فَرَأَيْتُ عَلَى قَوَائِمِ الْعَرْشِ مَكْتُوْبًا : لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ فَعَلِمْتُ أَنَّكَ لَمْ تُضِفْ اِلَى اسْمِكَ اِلَّا أَحَبَّ الْخَلْقِ اِلَيْكَ ، فَقَالَ اللّٰهُ صَدَقْتَ يَا آدَمُ اِنَّهُ لَأَحَبُّ الْخَلْقِ اِلَيَّ ادْعُنِيْ فَقَدْ غَفَرْتُ لَكَ وَ لَوْلَا مُحَمَّدٌ ﷺ مَا خَلَقْتُكَ ﴾ "جب آدم علیہ السلام نے گناہ کا ارتکاب کیا تو کہا اے پروردگار! میں محمد ﷺ کے حق کا واسطہ دے کر تجھ سے سوال کرتا ہوں مجھے معاف فرما دے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے آدم! تو نے محمد (ﷺ) کو کیسے جانا، میں نے تو اسے ابھی پیدا بھی نہیں کیا؟ آدم علیہ السلام نے کہا کہ پروردگار! جب تو نے مجھے اپنے ہاتھ سے بنایا اور میرے اندر اپنی روح پھونکی تو میں نے اپنا سر اٹھایا تو دیکھا کہ عرش کے پایوں پر لکھا ہوا ہے "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" مجھے معلوم ہو گیا کہ تو نے اپنے نام کے ساتھ جس کا اضافہ کیا ہے وہ مخلوق میں تجھے سب سے زیادہ محبوب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے آدم! تو نے سچ کہا ہے۔ یقیناً مخلوق میں مجھے وہ سب سے زیادہ محبوب ہے لہٰذا تو مجھے اس کا واسطہ دے کر پکار، بلاشبہ میں نے تمہیں معاف کر دیا ہے اور اگر محمد (ﷺ) نہ ہوتا تو میں تجھے پیدا ہی نہ کرتا۔"(۳)

(7) ﴿ قَالَ دَاوٗدُ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَسْئَلُكَ بِحَقِّ آبَائِيْ اِبْرَاهِيْمَ وَ اِسْحٰقَ وَ يَعْقُوْبَ ﴾ "داود علیہ السلام نے

---

(۱) [ضعیف : ضعیف أبو داود (۷۰٦) ضعیف ترمذی (۵۱) ضعیف نسائی (۱۱۸) أحکام الجنائز (ص/۲۹٤) أبو داود (۳۲۳٦) أحمد (۲۰۳۰) نسائی (۲۰٤۳) ترمذی (۳۲۰)]

(۲) [موضوع : امام ابن تیمیہؒ نے فرمایا ہے کہ یہ حدیث جھوٹ ہے۔[مجموع الفتاوی (۳۱۹/۱)] شیخ البانیؒ نے فرمایا ہے کہ یہ حدیث باطل ہے اس کی کوئی اصل نہیں۔[التوسل (ص : ۱۱۷)]]

(۳) [موضوع : امام ابن تیمیہؒ نے اس روایت کو موضوع قرار دیا ہے۔[الأحادیث والآثار الذی تکلم علیها شیخ الاسلام ابن تیمیة (ص : ۱۹)] شیخ البانیؒ نے بھی اسے موضوع قرار دیا ہے۔[السلسلة الضعیفة (۲۵)] مزید دیکھئے : مستدرك حاکم (٤۲۲۸) کنز العمال (٤۵۵/۱۱) جامع الأحادیث القدسیة (۹۵۱)]

فرمایا کہ اے اللہ! میں تجھ سے اپنے آباء ابراہیم، اسحٰق اور یعقوب کے واسطے سے سوال کرتا ہوں۔"(۱)

(8) ﴿ مَنْ زَارَ قَبْرِيْ وَجَبَتْ لَهُ شَفَاعَتِيْ ﴾ "جس نے میری قبر کی زیارت کی اس کے لیے میری شفاعت واجب ہوگئی۔"(۲)

(9) ﴿ إِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ خَيْلًا وَ أَجْرَاهَا فَعَرَقَتْ وَ خَلَقَ نَفْسَهُ مِنْ ذَالِكَ الْعَرَقِ ﴾ "اللہ تعالیٰ نے گھوڑا پیدا کیا اور اسے دوڑایا، اسے پسینہ آ گیا تو اللہ تعالیٰ نے اس پسینے سے اپنا نفس پیدا کیا۔"(۳)

(10) ﴿ اَلْقَلْبُ بَيْتُ الرَّبِّ ﴾ "دل پروردگار کا گھر ہے۔"(٤)

⇦ توحید و شرک سے متعلقہ مزید ضعیف و من گھڑت روایات کے لیے ہماری "احادیث ضعیفه سیریز" کا حصہ دوم ملاحظہ فرمائیے۔

" ألحمد لله الذی بنعمته تتم الصالحات حمدا كثيرا طيبا مباركا على أن وفق هذا العاجز تصنيف ﴿ كتاب التوحيد والشرك ﴾ وأسأله المزيد من العلم والعمل والفضل والتوفيق وأن يجعل هذا الكتاب سبب نجاتي ووسيلة دخولي في جنات النعيم مع النبين والصديقين والشهداء والصالحين "

---

(۱) [ضعيف جدا : امام ہیثمیؒ نے فرمایا ہے کہ اس کی سند میں علی بن زید راوی ضعیف ہے۔[مجمع الزوائد (۳۷۰/۸)] شیخ البانیؒ نے بھی اسے ضعیف کہا ہے۔[السلسلة الضعيفة (۳۳۵)] مزید دیکھئے: جامع الأحاديث القدسية (ص : ۵۵)]

(۲) [ضعيف : حافظ ابن حجرؒ نے فرمایا ہے کہ اس کی تمام اسناد ضعیف ہیں۔ [تلخيص الحبير (۲۵۵/۳)] امام نوویؒ نے فرمایا ہے کہ اس کی سند بہت زیادہ ضعیف ہے۔[كما في دفاع عن الحديث النبوی (ص : ۱۰۶)] امام سیوطیؒ نے نقل فرمایا ہے کہ امام ذہبیؒ نے اس روایت کی تمام اسناد کو ضعیف کہا ہے۔[الدرر المنتثرة في الأحاديث المشتهرة (ص : ۱۹)] شیخ البانیؒ نے اسے موضوع قرار دیا ہے۔[ضعيف الجامع الصغير (۵۶۰۷)]

(۳) [منكر : امام سیوطیؒ نے اس روایت کو منکر قرار دیا ہے۔[اللآلي المصنوعة في الأحاديث الموضوعة (۳۲/۱)]

(٤) [موضوع : امام ابن تیمیہؒ نے فرمایا ہے کہ یہ بات نبی کریم ﷺ کا کلام نہیں۔[أحاديث القصاص لابن تيمية (ص : ٦٩)] امام زرکشیؒ، امام سخاویؒ اور امام شوکانیؒ نے فرمایا ہے کہ اس کی کوئی اصل نہیں۔[المصنوع في معرفة الحديث الموضوع (ص : ۱۳۱) المقاصد الحسنه (ص : ٤۹۲) الفوائد المجموعة (ص : ۱۰۲)] مزید دیکھئے: تنزيه الشريعة المرفوعة (۱۵۵/۱) كشف الخفاء (۹۹/۲)]

مؤلفات و مرتبات: حافظ عمران ایوب لاہوری

خالص دینی علم و تحقیق اور دنیا بھر میں اس کی اشاعت اس ادارے کا بنیادی مقصد ہے۔ جس کی تکمیل کے لیے یہ اپنے قیام کے روز اول سے سرگرم ہے۔ اس کی شائع کردہ کتب لوگوں کو اصلاح عقیدہ و اصلاح عمل کے لیے معاون ثابت ہوتی ہیں جس سے ایک اسلامی معاشرے کی تشکیل میں مدد ملتی ہے۔ بے شمار لوگ ان کتب کے مطالعہ سے مستفید ہو کر اپنی زندگیوں کو اسوۂ محمدی کے مطابق بنانے میں کامیاب ہوتے ہیں اور ان گنت لوگ اپنی علمی تشنگی دور کرتے ہیں۔ اس لٹریچر کو خود پڑھیے' دوسروں کو پڑھائیے اور اسے گھر گھر پہنچا کر ادارے کے مقصد تعمیر اور فریضۂ دعوت و تبلیغ میں شرکت کیجیے۔

احکام و مسائل سیریز

اس سیریز میں زندگی کے ہر شعبہ کے متعلق قرآن کریم، صحیح احادیث اور ائمہ سلف کے اقوال و فتاویٰ کی روشنی میں مسائل و احکام یکجا کیے گئے ہیں۔ اس سیٹ کی چند دیگر خصوصیات حسب ذیل ہیں:

- اپنے اپنے موضوع پر جامع کتب۔
- ابتدا میں چند ضروری اصطلاحات حدیث۔

- مسائل میں کتاب و سنت کے علاوہ ائمہ اربعہ کے موقف کی وضاحت۔

- کبار علما و فقہا کے اقوال و فتاویٰ۔
- تمام مسائل با دلائل۔
- تمام حوالہ جات کی مکمل تخریج۔

- شیخ البانیؒ اور دیگر محققین کی تحقیقات سے استفادہ۔

الغرض خصوصیات کی بنا پر یقیناً یہ کتب ہر لائبریری اور ہر گھر کی ضرورت ہیں لہٰذا انہیں خود بھی حاصل کریں اور دوسروں تک بھی پہنچائیں۔
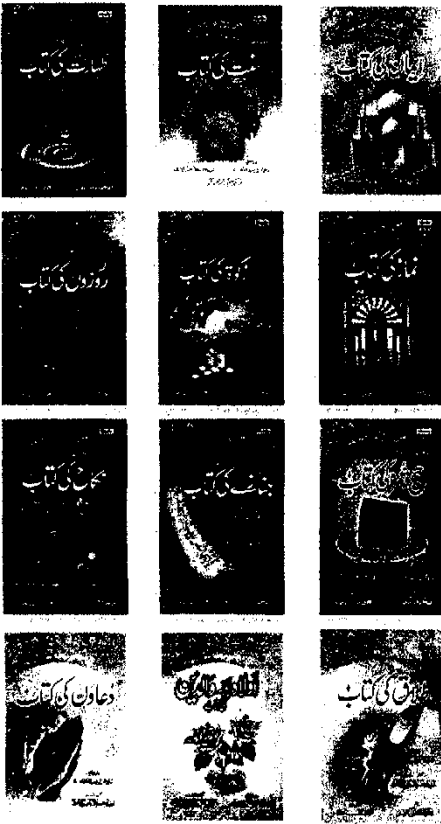
معاشرے میں مشہور 1500
ضعیف ومن گھڑت روایات کا مجموعہ
سلسلہ
احادیث ضعیفة
100
200
300
400
500 مشہور
ضعیف احادیث
اس سیریز میں ایسی ضعیف احادیث جمع کی گئی ہیں جو کم علم خطباء
کے بیان کرنے کی وجہ سے معاشرے میں مشہور تو ہو چکی ہیں مگر ضعیف ہیں۔
ان احادیث کو نقل کرتے ہوئے بالخصوص شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ، ابن قیم، ابن حجر، ابن جوزی،
امام شوکانی، امام سیوطی، امام نووی اور شیخ البانی رحمہم اللہ اور بالعموم دیگر محدثین کی تحقیقات کو بھی نقل کیا گیا ہے تاکہ
کوئی یہ نہ کہے کہ احادیث کو ضعیف قرار دینا کوئی نیا کام ہے بلکہ درحقیقت یہ کام ائمہ سلف پہلے کر چکے ہیں، ہم تو محض انہی کی تحقیقات کو
لوگوں کے سامنے پیش کر رہے ہیں۔
فقہ الاسلام اردو شرح بلوغ المرام
تالیف: ابو الفضل شہاب الدین احمد بن حجر العسقلانی
شارح مترجم ومخرج: حافظ عمران ایوب لاہوری
نظر ثانی:
حافظ صلاح الدین یوسف
حافظ ثناء اللہ خان مدنی
پروفیسر عبد الجبار شاکر
پروفیسر ڈاکٹر حمید اللہ
از افادات وتحقیقات:
علامہ محمد بن علی الشوکانی
محدث العصر علامہ ناصر الدین البانی
شیخ عبد اللہ بسام
شیخ حازم علی قاضی
فقہ الاسلام

چند دیگر اہم کتب
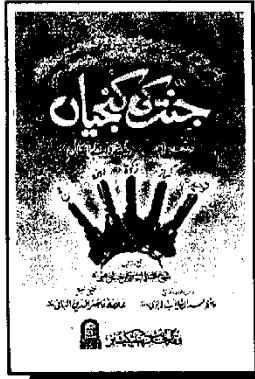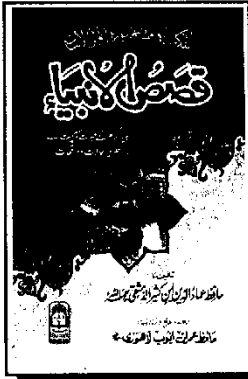
فقہ الحدیث پبلیکیشنز

پاکستان ۔ لاہور

Phone: 0300-4206199

E-mail: editor@fiqhulhadith.com

Website: www.fiqhulhadith.com

- عقیدۂ توحید معیارِ نجات اور شرک ذریعۂ ہلاکت ہے۔ان دونوں موضوعات کی اسی اہمیت کے پیش نظر ہر مسلمان پر لازم ہے کہ ان کے متعلق تفصیلی معلومات حاصل کرے تاکہ روزِ قیامت فلاح یاب ہو سکے۔
- زیرِ نظر کتاب میں انہی دونوں اہم موضوعات کو زیرِ بحث لایا گیا ہے۔اس میں اثباتِ توحید کے ساتھ ساتھ ردِ شرک کے بھی مفصل دلائل مہیا کیے گئے ہیں۔ابتدائے کتاب میں نہایت مفید مقدمہ درج ہے جس میں شرعی، عقلی اور سائنسی دلائل کی روشنی میں وجودِ باری تعالیٰ کا اثبات، مختلف مذاہب میں تصورِ خدا، چند باطل عقائد و نظریات (جیسے وحدۃ الوجود اور نظریہ ارتقاء)، کلمہ کا مفہوم، شروط اور تقاضے، بنی نوع انسان میں شرک کا آغاز وارتقاء اور اس کی تردید وغیرہ جیسے اہم مضامین قلمبند کیے گئے ہیں۔کتاب کا اسلوب سادہ اور عام فہم ہے۔مزید برآں اس کتاب کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ اس میں تمام دلائل مکمل حوالہ جات اور تخریج و تحقیق کے ساتھ درج کیے گئے ہیں اور تمام احادیث پر محدث العصر علامہ ناصر الدین البانی ﷫ کی تحقیق نے تو اس کی اہمیت دوچند کر دی ہے۔
- اس کتاب کے فاضل مصنف حافظ عمران ایوب لاہوری ایک جواں فکر محقق ہیں، جو نہ صرف اسلامی علوم وفنون سے شناسا ہیں بلکہ جدید علوم کے حصول میں بھی پیش پیش دکھائی دیتے ہیں۔چنانچہ جہاں انہوں نے قدیم اسلامی علوم کے لیے مدارسِ دینیہ سے استفادہ کیا وہاں جدید علوم کے سلسلے میں عصری جامعات کا بھی رخ کیا اور آج کل جامعہ پنجاب میں پی۔ایچ۔ڈی کے مراحل سے گزر رہے ہیں۔
- امید ہے کہ موصوف کی یہ جدید تحقیقی کاوش امتِ اسلامیہ میں روحِ توحید پیدا کرنے اور انہیں شرک سے بچانے کا ایک مفید ذریعہ ثابت ہوگی۔

پروفیسر ڈاکٹر محمود اختر ﷾
ڈین فیکلٹی آف اسلامک سٹڈیز، پنجاب یونیورسٹی لاہور

T 32
4 650410 001027

فقہ الحدیث پبلیکیشنز
تفہیم کتاب و سنت کا تحقیقی و طباعتی ادارہ
لاہور - پاکستان
Fiqh-ul-Hadith Publications
Lahore - Pakistan
Phone : 0300-4206199
Email: editor@fiqhulhadith.com
website: www.fiqhulhadith.com